عمران سیریز

آسیبی دنیا

ماورائی نمبر

ظہیر احمد

محترم قارئین!

السلام علیکم:۔

میرا نیا ناول ''آسیبی دنیا'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کہانی جس تیزی سے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے اسے پڑھنے کے لئے آپ یقیناً بے چین ہو رہے ہوں گے اس لئے میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ ناول پڑھنے سے پہلے ایک خط اور اس کا جواب ضرور میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں جو دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

مندرہ سے آغا گل خان لکھتے ہیں کہ میں ویسے تو آپ کا مستقل قاری ہوں لیکن آپ کو پہلی بار خط لکھ رہا ہوں۔ خط لکھنے کی وجہ آپ کا گولڈن جوبلی نمبر ''گولڈن کرسٹل'' ہے جسے لکھ کر آپ نے دل باغ باغ کر دیا ہے۔ آپ کا ایک ہی ناول ملا لیکن یہ ناول چار ناولوں سے کم نہیں تھا۔ اس ناول کی دلچسپ بات یہ ہے کہ اس ناول میں دنیا کے تین عظیم جاسوس ایک ساتھ جلوہ گر تھے۔ آپ نے ہر کردار کو جس خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے یہ آپ کی ہی مہارت ہے۔ بلاشبہ آپ کا گولڈن جوبلی نمبر آپ کے باقی تمام ناولوں پر بھاری پڑ گیا ہے۔ ایسا شاندار ناول لکھنے پر میں آپ کو دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ آپ سے سوال ہے کہ آپ عمران اور جولیا کی شادی تنویر کی وجہ سے نہیں ہونے دے رہے۔

جبکہ اب تو جولیا کی ہمشکل کراسٹی بھی موجود ہے جو تنویر کے سامنے آ جائے تو وہ بھی نہیں پہچان سکے گا کہ یہ کراسٹی ہے یا جولیا۔ تنویر اس کو اپنا کر عمران کے لئے جولیا کے حق سے دستبردار ہو جائے تو دونوں کا کام بن سکتا ہے۔ امید ہے آپ میری بات تنویر تک پہنچا دیں گے۔

محترم آغا گل خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ جہاں تک آپ نے یہ بات کی ہے کہ میں تنویر کی وجہ سے عمران اور جولیا کی شادی نہیں ہونے دے رہا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ میں عمران جیسے ذہین اور تنویر جیسے ڈیشنگ ایجنٹ کی راہ میں رکاوٹ بنوں۔ دونوں اپنے سامنے آنے والی فولادی دیواریں بھی توڑ دینے کی ہمت اور طاقت رکھتے ہیں پھر بھلا ان کے سامنے میری کیا اوقات ہے۔ یہ فیصلہ تنویر کا ہی ہو گا کہ وہ جولیا کے حق سے دستبردار ہوتا ہے یا نہیں۔ ویسے بات پسند کی ہوتی ہے۔ اگر تنویر جولیا کو چھوڑ کر کراسٹی کو پسند کر لیتا ہے تو یہ فیصلہ بھی اسی نے کرنا ہے۔ لیکن وہ کراسٹی کو جولیا سمجھ کر کیسے پسند کرے گا یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیں۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

''ان حالات میں ہمارے پاس انہیں گرفتاری دینے کے سوا کوئی آپشن نہیں تھا یہ تو شکر ہے کہ انہوں نے ہمیں دیکھتے ہی گولیاں نہیں مار دیں''...... صفدر نے تنویر کی بات سن کر کہا۔ وہ اس وقت مسلح افراد کے گھیرے میں تھے۔

''ہاں۔ اب یہ نجانے ہمیں کہاں لے جائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''جہاں بھی لے جائیں۔ ایک بار ہم پبلک پلیس سے نکل جائیں تو میں اردگرد بیٹھے ہوئے افراد پر جھپٹ پڑوں گا اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... تنویر نے کہا۔

''اگر انہوں نے ہمیں راستے میں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو پھر ہمیں بھی کچھ نہ کچھ تو کرنا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے تو ان کے ارادے نیک معلوم نہیں ہو رہے ہیں۔ میں تو کہتی ہوں کہ جو کرنا ہے ابھی کر لو۔ ہمارے ناخنوں میں بلیڈ چھپے

ہوئے ہیں۔ ہم بلیڈوں سے عقب میں بندھی ہوئی رسیاں کاٹ کر اچانک ان پر حملہ کر سکتے ہیں“...... تنویر نے کہا۔

”نہیں ابھی نہیں۔ جب ہم پبلک پلیس سے دور جائیں گے تب دیکھیں گے“...... جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان کے قریب بیٹھے ہوئے مسلح افراد ان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے لیکن وہ بھلا آئی کوڈ کہاں سمجھ سکتے تھے۔

”مجھے یہ آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے سے باتیں کرتے دکھائی دے رہے ہیں“...... ایک شخص نے کہا تو باقی سب چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔

”آنکھوں ہی آنکھوں میں۔ مگر کیسے۔ آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارے تو کئے جا سکتے ہیں مگر آنکھوں ہی آنکھوں میں بات کرنا سمجھ میں نہیں آیا“...... دوسرے شخص نے کہا۔

”میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ غور سے دیکھو ان کی طرف مجھے تو یہ کوئی پلاننگ کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں“...... پہلے شخص نے کہا۔

”وہم ہے تمہارا۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں پلان بنانا کیسے ممکن ہے اور پھر یہ چاروں بندھے ہوئے ہیں اور ہم ان کے سروں پر مشین گنیں لئے سوار ہیں۔ پلان بنا کر یہ کریں گے کیا۔ میجر جسونت نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اگر یہ کوئی شرارت کریں تو ہم انہیں یہیں بھون کر رکھ دیں“...... تیسرے آدمی نے کہا۔

”ہونہہ۔ میں تو کہتا ہوں کہ اگر ان کا تعلق اگر واقعی پاکیشیا سے ہے اور یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں تو انہیں کہیں لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ انہیں یہیں گولی مار کر پھینک دینا چاہئے۔ ان علاقوں میں گدھ اور پہاڑی بھیڑیوں کی کثرت ہے۔ وہ ان کی لاشوں پر جھپٹ پڑیں گے اور ان کا نام و نشان تک باقی نہیں چھوڑیں گے“...... پہلے شخص نے کہا جیسے اسے پاکیشیائی ایجنٹوں سے شدید نفرت ہو۔

”ہونا تو یہی چاہئے لیکن میجر صاحب کا یہی حکم ہے ورنہ ہم ان کی لاشیں ہی یہاں سے لے جا رہے ہوتے۔ میجر صاحب کو بھی اوپر سے احکامات ملے تھے کہ انہیں زندہ پکڑنے کی کوشش کی جائے۔ اگر یہ ہاتھ نہ آئیں تو پھر انہیں گولی مار دی جائے“۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

”ہوسکتا ہے کہ چیف انہیں خود اپنے ہاتھوں سے گولی مارنا چاہتا ہو“...... تیسرے نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن چیف انہیں گولی مارنے سے پہلے ان سے یہ ضرور پوچھے گا کہ یہ کون ہیں اور پاکیشیا سے یہاں کیوں آئے ہیں اور اگر ان کے مزید ساتھی یہاں ہوئے تو ان کا بھی پتہ چل جائے گا“...... دوسرے آدمی نے کہا۔ وہ چاروں خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔

”تم بتاؤ کیا تم واقعی پاکیشیائی ایجنٹس ہو“...... پہلے آدمی نے

جولیا اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ بھائی۔ ہمارا بھلا پاکیشیا سے کیا تعلق ہم کانڈیا ایئر پورٹ کے کارگو کے عام سے مزدور ہیں۔ تم لوگوں نے ہمیں کسی بہت بڑی غلط فہمی کی بنا پر پکڑا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر تم مزدور ہو تو پھر اس طرح پرالی کے ٹرک میں چھپ کر کہاں جا رہے تھے''...... پہلے آدمی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''گودام میں ہم سے کچھ قیمتی سامان ٹوٹ گیا تھا۔ ہمارا انچارج بے حد سخت ہے۔ اس نے ہم سے اس سامان کی قیمت ادا کرنے کا کہا تھا۔ ہم غریب بھلا اتنے قیمتی سامان کی قیمت کہاں سے ادا کر سکتے تھے اس لئے ہم انچارج کو دھوکہ دے کر کارگو کے گودام سے نکل آئے اور راستے میں ہمیں پرالی سے بھرا ہوا ٹرک نظر آیا تو ہم اس پر چڑھ گئے اور جب ٹرک چیک پوسٹ پر پہنچا تو ہر طرف مسلح افراد دیکھ کر ہم ڈر گئے کہ تم سب ضرور کارگو انچارج کے کہنے پر ہمیں پکڑنے آئے ہو اس لئے ہم خوف زدہ ہو کر پرالی میں چھپ گئے تھے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب اس کی بات سن کر زور زور سے ہنسنا شروع ہو گئے۔

''بہت اچھی کہانی بنائی ہے تم نے۔ تمہارا کیا خیال ہے ہم تمہاری باتوں پر یقین کر لیں گے''...... ایک مسلح آدمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یہ کہانی نہیں حقیقت ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہم کارگو انچارج سے مل کر آ رہے ہیں۔ وہاں ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا تھا۔ تم ہمارے ساتھ چالاکی مت کرو اور یہ بھول جاؤ کہ تم ہمیں دھوکہ دے کر نکل جاؤ گے''...... دوسرے آدمی نے منہ بنا کر کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں کوئی بات ہوتی اچانک اس آدمی کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''میجر صاحب کی کال ہے۔ ایک منٹ''...... اس نے کہا اور پھر اس نے سیل فون کا کال رسیو کرنے والا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس۔ سارجنٹ وشواناتھ بول رہا ہوں''...... اس نے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف کی آواز سننے لگا۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے حیرت لہرائی پھر اس نے اپنا چہرہ سپاٹ کر لیا۔

''یس سر۔ جیسا آپ کا حکم سر''...... سارجنٹ نے اسی طرح سے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے جواب سن کر اس نے سیل فون آف کر دیا۔

''کیا کہہ رہے تھے میجر صاحب''...... دوسرے آدمی نے پوچھا۔ سارجنٹ نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسے اپنے ایک ہاتھ کا انگوٹھا دکھایا اور پھر اس نے اچانک انگوٹھا نیچے کی طرف کر دیا۔ اسے انگوٹھا اٹھا کر نیچے کرتے دیکھ کر وہ سب چونک

پڑے۔

”ایچ او کرنا ہے“...... سارجنٹ نے کہا تو جولیا اور اس کے ساتھی بھی چونک پڑے۔ انگوٹھا نیچے کرنے کا اور ایچ او کا مطلب وہ بخوبی سمجھ سکتے تھے۔ میجر جسونت نے اپنے ساتھیوں کو انہیں ہاف آف کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے اسی لمحے مسلح افراد بجلی کی سی تیزی سے ان پر جھپٹے اور انہوں نے مشین گنوں کے دستے اس زور سے ان کے سروں پر مارے کہ ان کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں اور وہ اچھل اچھل کر سیٹوں سے نیچے گرتے چلے گئے۔ مسلح افراد کی مشین گنیں پھر حرکت میں آئیں اور انہیں اپنے سروں پر زور دار دھماکے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے اور پھر ان کے دماغوں میں اندھیرے کی یلغار ہوگئی اور وہ ساکت ہوتے چلے گئے۔

جب انہیں دوبارہ ہوش آیا تو انہوں نے خود کو ایک بڑے سے کمرے میں ستونوں کے ساتھ بندھا ہوا پایا۔ ان کے جسموں کو ستونوں کے ساتھ زنجیروں سے باندھا گیا تھا۔ زنجیریں نہ صرف ان کے جسموں کے گرد لپیٹی گئی تھیں بلکہ ان کی گردنوں، ہاتھوں اور پیروں میں کڑے ڈال کر ان سے بھی باندھا گیا تھا تاکہ وہ کسی بھی صورت میں خود کو ان زنجیروں سے آزاد نہ کرا سکیں۔

کمرہ ہر قسم کے ساز و سامان سے عاری تھا۔ سامنے ایک بڑا سا دروازہ تھا جو بند تھا اور دروازے کے پاس پانچ مشین گن بردار

بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ ان کی نظریں ان چاروں پر جمی ہوئی تھیں۔ ہوش میں آتے ہی ان سب کے ذہن میں سابقہ مناظر فلم کی طرح چلتے ہوئے دکھائی دینے لگے اور پھر وہ خود کو زنجیروں میں بندھے دیکھ کر پریشان ہو گئے۔

”یہ کون سی جگہ ہے اور ہمیں اس طرح زنجیروں میں کیوں جکڑا گیا ہے“...... جولیا نے سامنے کھڑے مسلح افراد کی طرف دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر مسلح افراد نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا لیکن منہ سے کچھ نہیں کہا۔

”میں تم سے پوچھ رہی ہوں۔ ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے اور یہ کون سی جگہ ہے“...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا لیکن مسلح افراد نے کوئی جواب نہ دیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پانچوں گونگے ہوں۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس آدمی کو دیکھ کر وہاں موجود مسلح افراد فوراً اٹن شن ہو گئے۔ ادھیڑ عمر آدمی اکیلا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور خوش شکل اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان تھا اور ان کے ساتھ وہ انچارج بھی تھا جس نے انہیں پرالی کے ٹرک سے گرفتار کیا تھا۔ ان کے پیچھے مزید چار مسلح افراد آ رہے تھے۔

”ہونہہ۔ تو انہیں ہوش آ گیا ہے“...... ادھیڑ عمر نے انہیں ہوش میں دیکھ کر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ یہ انتہائی تربیت یافتہ اور منجھے ہوئے ایجنٹ ہیں۔

یہ بھلا زیادہ دیر بے ہوش کیسے رہ سکتے تھے''...... ادھیڑ عمر کے ساتھی نوجوان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ مسلح افراد سائیڈوں میں چلے گئے جبکہ یہ تینوں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے ان چاروں کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔

''ان کے میک اپ چیک کرائے ہیں''...... ادھیڑ عمر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نو چیف۔ میجر جسونت نے انہیں آپ کے حکم سے یہاں لا کر باندھ دیا تھا۔ اس وقت سے یہ یہیں ہیں۔ میجر جسونت نے ان کی تلاشی لی تھی لیکن ابھی تک ان کے میک اپ صاف نہیں کئے گئے ہیں''...... نوجوان نے کہا۔

''تو جاؤ جلدی اور جا کر میک اپ واشر لے آؤ۔ میں ان کے اصلی چہرے دیکھنا چاہتا ہوں''...... ادھیڑ عمر چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی لاتا ہوں۔ میجر جسونت تم میرے ساتھ آؤ''...... نوجوان نے پہلے چیف سے اور پھر میجر جسونت سے مخاطب ہو کر کہا تو میجر جسونت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا تم مجھے پہچانتے ہو''...... ادھیڑ عمر نے ان دونوں کے جانے کے بعد جولیا اور اس کے ساتھیوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ کون ہو تم اور ہمیں اس طرح یہاں لا کر کیوں باندھا گیا ہے اور ہمیں یہ بھی بتایا جائے کہ ہمیں کس جرم میں گرفتار کیا گیا

تھا''...... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جرم۔ ہاہاہا۔ تو تمہیں یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تمہیں کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ بہت خوب۔ بہت خوب''...... ادھیڑ عمر نے صفدر کی بات سن کر زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہم کانڈیا ایئر پورٹ کے کارگو سیکشن میں کام کرنے والے مزدور ہیں اور ہم وہاں سے چھٹی کر کے جا رہے تھے۔ ہمارے پاس سفر کا کرایہ نہیں تھا اس لئے ہم پرالی سے بھرے ہوئے ٹرک پر چڑھ گئے تھے اور پرالی کے نیچے چھپ گئے تھے تاکہ خاموشی سے دوسرے شہر جا سکیں لیکن تمہارے آدمیوں نے نجانے ہمیں کیوں گرفتار کر لیا ہے۔ وہ ہمیں دشمن ملک کے ایجنٹ کہہ رہے تھے''...... جولیا نے بات بناتے ہوئے کہا۔

''تو کیا تم دشمن ملک کے ایجنٹ نہیں ہو''...... ادھیڑ عمر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ہم اسی ملک کے باسی ہیں''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''تم کس ملک کے باسی ہو اس کا ابھی پتہ چل جائے گا۔ تمہارے چہروں پر موجود میک اپ جب اتارا جائے گا تو تمہاری زبان بھی کھل جائے گی کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو''۔ ادھیڑ عمر آدمی نے کہا جو بلیک اسکائی ایجنسی کا چیف کرنل بھنڈاری تھا۔

"میک اپ۔ ہمیں بھلا میک اپ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر۔ ہم وہ نہیں ہیں جن کی تمہیں تلاش ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مجھ سے چالاکی مت کرو۔ میں کوئی ایرا غیرا نہیں جسے تم احمق بنا لو گے۔ میں کرنل بھنڈاری ہوں۔ کافرستانی ایجنسی بلیک اسکائی کا چیف۔ سمجھے تم"...... کرنل بھنڈاری نے غرا کر کہا۔ اسی لمحے نوجوان جو کرنل بھنڈاری کا رائٹ ہینڈ شاملے تھا اور میجر جسونت سنگھ ایک مشین کو ٹرالی پر رکھ کر دھکیلتے ہوئے وہاں لے آئے۔ میجر جسونت کے ایک ہاتھ میں سفید رنگ کا بڑا سا تولیہ بھی تھا۔ مشین کو دیکھ کر جولیا اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر تشویش کے سائے لہرانے لگے۔ وہ عارضی ماسک میک اپ میں تھے اور اس مشین سے ان کے ماسک میک اپ آسانی سے صاف کئے جا سکتے تھے۔ میک اپ صاف ہوتے ہی ان کے پاس اپنی صفائی میں کچھ کہنے کے لئے کیا باقی رہ سکتا تھا۔

شاملے اور میجر جسونت مشین دھکیلتے ہوئے ان کے قریب لے آئے۔ مشین پر ایک شیشے کا ایک بڑا سا گلوب رکھا ہوا تھا جس میں سے ایک ٹیوب نکل کر مشین کے کے ایک حصے میں جا رہی تھی اور اس کے نچلے حصے میں بیلٹیں لگی ہوئی تھیں۔

"سب سے پہلے اس لڑکی کا چہرہ صاف کرو"...... کرنل بھنڈاری نے کہا تو شاملے نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے شیشے کا

گلوب اٹھا کر جولیا کے سر پر چڑھانا شروع کر دیا۔ شیشے کا گلوب جولیا کے سر سے گردن تک آ گیا تھا جس میں اس کا سارا چہرہ چھپ گیا تھا۔ شاملے نے گلوب کے نیچے لگی ہوئی بیلٹس کو جولیا کی گردن پر باندھنا شروع کر دیا۔ جب گلوب مکمل طور پر جولیا کے چہرے پر فٹ ہو گیا تو شاملے مشین کی طرف آیا اور اس نے مشین کے مختلف بٹن پریس کر کے اسے آن کرنا شروع کر دیا۔ مشین آن ہوتے ہی اس سے زوں زوں کی تیز آوازیں نکلنا شروع ہو گئیں اور مشین پر لگے کئی رنگ کے بلب جلنا بجھنا شروع ہو گئے۔

شاملے نے پلٹ کر جولیا کی طرف دیکھا اور پھر اس نے مشین پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک مشین سے لگی ہوئی ٹیوبز میں سے نیلے رنگ کا دھواں نکل کر گلوب میں بھرنا شروع ہو گیا۔ جیسے ہی گلوب میں نیلا دھواں بھرنا شروع ہوا جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک گلوب شدید گرم ہونا شروع ہو گیا ہو۔ گرم ہوا کے بھبکے اس کا چہرہ گرم کرنا شروع ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں جولیا کو اپنے چہرے کی کھال جلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ گلوب میں نیلا دھواں پھیلا ہوا تھا جس کی وجہ سے کسی کو جولیا کے چہرے کے تاثرات دکھائی نہیں دے رہے تھے لیکن گلوب کے کناروں پر پانی کے قطرے نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے اور جولیا کی گردن سے اس قدر پسینہ بہہ نکلا تھا جیسے اس کا چہرہ موم کی طرح سے پگھل رہا ہو۔ جولیا نے تکلیف کی شدت سے بچنے کے لئے اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ رکھی

تھیں اس کے باوجود اس کا جسم یوں لرز رہا تھا جیسے اس کا چہرہ آگ میں بری طرح سے جھلس رہا ہو اور وہ خود کو چیخنے چلانے سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہو۔

شاملے چند لمحے جولیا کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کا بٹن آف کر دیا۔ مشین کا بٹن آف ہوتے ہی مشین سے نکلنے والی زوں زوں کی آواز کم ہوتی چلی گئی اور ساتھ ہی گلوب میں بھرا ہوا نیلا دھواں بھی ٹیوب کے ذریعے گلوب سے نکلتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں شیشے کے گلوب میں جولیا کا چہرہ دکھائی دینے لگا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر صفدر اور اس کے ساتھیوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ جولیا کے چہرے کی کھال جگہ جگہ سے جلی ہوئی تھی اور جلی ہوئی کھال اس کے چہرے پر چھوٹے چھوٹے زخموں کی طرح لٹکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ یہ ماسک تھا جو جولیا کے چہرے پر شدید گرمی کی وجہ سے جگہ جگہ سے تڑخ گیا تھا اور جلی ہوئی کھال کی طرح لٹکتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ جولیا کا جلا ہوا چہرہ دیکھ کر شاملے کے چہرے پر فتحمندانہ مسکراہٹ آ گئی۔ کرنل بھنڈاری نے بھی جولیا کا چہرہ دیکھ کر غصے سے جبڑے بھینچ لئے تھے۔ شاملے نے آگے بڑھ کر جولیا کی گردن سے گلوب کی بیلٹس کھولیں اور پھر اس نے جولیا کے سر سے شیشے کا گلوب اتار لیا۔ جولیا کی آنکھیں بند تھیں۔ سر سے گلوب اترتے ہی وہ یوں گہرے گہرے سانس لینا شروع ہو گئی جیسے وہ میلوں دور سے دوڑ لگاتی ہوئی آ رہی ہو۔

''تولیے سے اس کا چہرہ صاف کرو''...... شاملے نے سائیڈ میں کھڑے میجر جسونت سے کہا تو میجر جسونت جس کے ہاتھ میں تولیہ تھا اسے لے کر جولیا کی طرف آیا اور اس نے تولیہ جولیا کے چہرے پر زور زور سے رگڑنا شروع کر دیا۔ جولیا کے چہرے پر جلا ہوا ماسک تیزی سے صاف ہوتا چلا گیا اور اس کا اصلی چہرہ نمودار ہو گیا۔

''اب بولو۔ اب کیا کہتے ہو''...... کرنل بھنڈاری نے صفدر اور اس کے باقی ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے نفرت زدہ لہجے میں کہا تو ان تینوں نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

''اب ثابت ہو گیا ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہو اور میری نظر میں تم کافرستان کے سب سے بڑے دشمن ہو اور کافرستان کے دشمنوں کی سزا موت کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی۔ تمہاری ہلاکت طے ہے لیکن اگر تم میرے ہاتھوں آسان موت مرنا چاہتے ہو تو بتاؤ کہ تم کافرستان میں کیوں آئے تھے۔ کیا مشن تھا تمہارا۔ اگر تم مجھے سچ سچ بتا دو گے تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں انتہائی آسان موت ماروں گا ورنہ تمہاری موت انتہائی اذیت ناک ہو گی''...... کرنل بھنڈاری نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم یہاں کسی مشن پر نہیں آئے ہیں''...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

"مشن پر نہیں آئے ہو تو کیا یہاں تم پکنک منانے کے لئے آئے ہو"...... کرنل بھنڈاری نے غرا کر کہا۔

"ہم کالائی کے جنگل میں جانا چاہتے تھے"...... اس بار صفدر کی بجائے جولیا نے جواب دیا تو کرنل بھنڈاری چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کالائی کے جنگل میں لیکن کیوں۔ وہاں تم کیا کرنے جا رہے تھے"...... کرنل بھنڈاری نے کہا۔

"ہم کالائی کے جنگل میں ان جوگیوں سے ملنا چاہتے ہیں جن کے پاس وافر مقدار میں سنہری سانپوں کی راکھ موجود ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"سنہری سانپوں کی راکھ۔ تمہارا مطلب ہے کیاکی"...... کرنل بھنڈاری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہمیں معلوم ہوا تھا کہ کیاکی ہمیں صرف کالائی کے جنگل میں مل سکتی ہے۔ اس جنگل میں سنہری سانپوں کی کثرت ہے جنہیں جوگی پکڑتے رہتے ہیں اور ان سانپوں کو جلا کر ان کی راکھ بنا کر اپنے پاس سنبھال کر رکھتے ہیں اور پھر اس راکھ کو مریضوں کے علاج کے لئے مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"لیکن تمہارا کیاکی سے کیا تعلق۔ تم کیوں کیاکی حاصل کرنا چاہتے ہو"...... کرنل بھنڈاری نے اسی طرح انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میرے کچھ دوستوں کو اس کی انتہائی ضرورت ہے۔ وہ ایک پراسرار اور انتہائی جان لیوا بیماری میں مبتلا ہیں۔ ان کے جسموں پر پھوڑے نما سرخ رنگ کی پھنسیاں نکلی ہوئی ہیں جو پھوٹتی ہیں تو ان سے خون بھی نکلتا ہے اور زہریلا مواد بھی جس سے بو پھوٹتی ہے اور کوئی ان کے قریب جانا بھی گوارا نہیں کرتا۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ اس مرض کی دوا صرف، اور صرف کیاکی ہے، جو ہمیں صرف کالائی سے ہی مل سکتی ہے اور ہم اسے لینے کے یہاں پہنچ گئے"...... صفدر نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ کرنل بھنڈاری ان کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو کہ وہ چاروں سچ بول رہے ہیں یا جھوٹ۔

"میں کیسے یقین کر لوں کہ تم جو کہہ رہے ہو وہی سچ ہے اور تم جھوٹ نہیں بول رہے"...... کرنل بھنڈاری نے ان کی طرف شکی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مت کرو یقین۔ جو سچ تھا وہ ہم نے تمہیں بتا دیا ہے"۔ جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ جھوٹ بول رہے ہیں چیف۔ آپ ان کی باتوں پر بھروسہ نہ کریں۔ یہ بے حد چالاک اور عیار ہیں۔ یہ ہمیشہ اسی طرح دھوکہ دے کر اور مکاری کرتے ہوئے ایجنسیوں کے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں"...... شاطلے نے کہا۔

"میں جانتا ہوں اور اگر ان کی بات سچ بھی ہے تو مجھے اس

سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ یہ یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہیں۔ میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ ان کا تعلق پاکیشیا سے ہے اور یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں جنہیں میں کسی بھی طور پر زندہ نہیں چھوڑ سکتا ہوں"...... کرنل بھنڈاری نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ انہیں ابھی اور اسی وقت گولی مار دینی چاہئے انہوں نے ہمارے ملک میں متعدد بار آ کر بے حد تباہی اور بربادی پھیلائی ہے۔ آج قسمت سے یہ ہمارے ہاتھ آ ہی گئے ہیں تو ہم انہیں یہاں سے زندہ واپس نہیں جانے دیں گے"...... میجر جسونت نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو میجر جسونت۔ یہ اعزاز ہمیں حاصل ہے کہ یہ اچانک ہی سہی لیکن ہمارے ہاتھ آ گئے ہیں اور اب یہ ہمارے ہاتھوں ہلاک ہوں گے تو اس کا کریڈٹ صرف اور صرف ہماری ایجنسی کو ملے گا ورنہ آج تک ان کا ایک بھی ساتھی نہ تو کافرستانی سیکرٹ سروس پکڑ سکتی ہے اور نہ کوئی اور ایجنسی۔ یہ جب بھی کسی کی گرفت میں آتے ہیں الٹا اس ایجنسی کو ہی نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور ان کی وجہ سے کافرستان کو بارہا شکست اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ آج ان کی ہلاکت سے، ہمارے سارے تو نہیں چند زخم تو بھر ہی جائیں گے جو انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے لگائے تھے"...... کرنل بھنڈاری نے کہا۔

"کیا میں باقی سب کے چہروں سے بھی میک اپ صاف

کروں"...... شاملے نے پوچھا۔

"نہیں۔ کیا ضرورت ہے۔ جب ایک کا چہرہ سامنے آ گیا ہے تو باقیوں کا کیا کرنا ہے"...... کرنل بھنڈاری نے بے زاری سے کہا ساتھ ہی اس نے مسلح افراد کو اشارہ کیا تو وہ تیزی سے آگے آ گئے۔

"گولیاں مار دو ان سب کو"...... کرنل بھنڈاری نے کہا تو مسلح افراد نے فوراً مشین گنوں کے رخ ان کی جانب کر دیئے اور مشین گنوں کے رخ اپنی جانب ہوتے دیکھ کر وہ چاروں بے چین سے ہو کر رہ گئے۔ زنجیروں میں بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتے تھے۔ ان کے پاس بچنے کا اب کوئی راستہ نہیں تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ اس بار موت حقیقتاً ان کے سروں پر آن پہنچی ہو اور وہ اس سے نہ بچ سکیں گے۔

عمران اپنی سرخ رنگ کی سپورٹس کار میں سوار دانش منزل کی طرف اُڑا جا رہا تھا۔

سوڈانگو کے بارے میں اس نے جوزف کو آتے ہی ساری بات بتا دی تھی۔ یہ سن کر جوزف پریشان ہو گیا تھا کہ عمران نے احتیاط سے کام نہیں لیا تھا اور ایسی چائے پی گیا تھا جس میں سے جلنے کی بو بھی آ رہی تھی لیکن جس طرح سے سوڈانگو نے جوانا کا روپ دھار کر عمران کو دھوکہ دیا تھا عمران بھی کیا کر سکتا تھا۔

عمران نے جوزف سے مشورہ کیا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے کیا اسے واقعی سوڈانگو سے ملنے ویران جنگل میں جانا چاہئے یا نہیں۔ جوزف نے اس سے کہا تھا کہ اگر وہ جنگل میں جانا چاہتا ہے تو وہ وہاں اکیلا نہ جائے بلکہ اسے بھی ساتھ لے جائے تاکہ اگر سوڈانگو اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو وہ اسے سنبھال سکے۔

جوزف سے مشورہ کرنے کے بعد عمران نے بلیک زیرو کو فون کر

کے جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور صفدر کے بارے میں معلوم کرایا تھا۔

کچھ دیر کے بعد اسے بلیک زیرو نے کال کر کے بتایا تھا کہ وہ چاروں پاکیشیا میں نہیں ہیں۔ اس کی صدیقی سے بات ہوئی تھی جس نے ان چاروں کو ایئرپورٹ پر دیکھا تھا اور پھر صدیقی نے چیف کو سچ سچ ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ چاروں کافرستان کے علاقے کالائی میں کس مقصد کے لئے گئے تھے اور وہاں ان کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔

ان چاروں کا چیف کو بتائے بغیر جانے کا سن کر عمران کو ان پر غصہ تو بہت آیا تھا لیکن جب بلیک زیرو نے صدیقی کی بتائی ہوئی بات بتائی کہ وہ کالائی کے جنگلوں میں موجود ایک جوگی سے مل کر اس سے سنہری ناگوں کی راکھ لینے جا رہے ہیں جس سے وہ چند غریب اور لاچار انسانوں کی جانیں بچا سکتے تھے تو عمران کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ اس نے خود بھی صدیقی سے بات کی تھی جس نے عمران کو بتایا کہ صفدر چند ایسے افراد کو جانتا ہے جو عجیب و غریب بیماری میں مبتلا ہیں اور ڈاکٹروں نے ان کا مرض لاعلاج قرار دے دیا تھا۔ ان افراد کا تعلق ایک ہی خاندان سے تھا جن میں دو بھائی، تین بہنیں اور بوڑھے ماں باپ شامل تھے۔

صدیقی کے کہنے کے مطابق صفدر کو سڑک پر بھیک مانگتا ہوا ایک نوجوان ملا تھا جو یونیورسٹی کے زمانے میں اس کا دوست رہ چکا تھا۔ اس کا نام عبدل تھا اور وہ انتہائی ذہین اور خوددار قسم کا نوجوان

تھا جو اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے لئے بہت کچھ کرنا چاہتا تھا۔ وہ پڑھائی میں ہمیشہ اول پوزیشن حاصل کرتا تھا۔ صفدر کی اس سے گہری دوستی تھی۔ پھر نامساعد حالات کی وجہ سے عبدل اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکا تھا۔ صفدر نے اس کی مدد کرنے کے بہت کوشش کی تھی لیکن عبدل کی خوداری آڑے آتی تھی اس لئے اس نے کسی کی بھی مدد لینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ عبدل کسی گاؤں میں رہتا تھا۔ جب وہ کافی عرصہ تک صفدر کو نہ ملا تو صفدر نے ایک دو بار اسے تلاش کرنے کی بھی کوشش کی تھی۔ وہ اس گاؤں میں بھی گیا تھا جس کے بارے میں عبدل نے اسے بتایا تھا۔ گاؤں پہنچنے پر صفدر کو معلوم ہوا کہ عبدل اور اس کا خاندان گاؤں چھوڑ کر کہیں اور چلے گئے ہیں۔ صفدر نے ان کی تلاش کے لئے کافی بھاگ دوڑ کی تھی لیکن وہ کوشش کے باوجود عبدل کا کچھ پتہ نہیں چلا سکا تھا اور اب اچانک ایک چوراہے پر اسے وہی پرانا خودار اور ہر معاملے میں آگے رہنے والا نوجوان مل گیا تھا جس کی حالت ایسی تھی جسے دیکھ کر صفدر حیران رہ گیا تھا۔ عبدل، صفدر سے سال دو سال چھوٹا ہی ہو گا لیکن اس وقت صفدر کو ایسا لگ رہا تھا جیسے عبدل کی عمر اس سے کئی سال بڑھ گئی ہو۔ اس کے بال تک سفید ہو گئے تھے اور وہ اس قدر لاغر اور کمزور ہو گیا تھا جیسے وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو۔ اس کی آنکھیں بجھی بجھی سی تھیں اور اس کا رنگ بھی سیاہی مائل ہو گیا تھا۔ صفدر جب اس کی

مدد کرنے آگے بڑھا تو اس بھکاری کو دیکھ کر اسے ایسا لگا جیسے وہ اسے جانتا ہو اور جب اس نے غور سے بھکاری کی طرف دیکھا تو اس بھکاری کے چہرے پر صفدر کو اپنے پرانے دوست عبدل کا چہرہ دکھائی دیا۔ صفدر نے جب بھکاری کو عبدل کہہ کر پکارا تو وہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا اور اس نے بھی صفدر کو پہچان لیا۔

عبدل نے انتہائی میلے اور پھٹے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے۔ اپنے دوست کو اس حالت میں دیکھ کر صفدر کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔ اس نے فوراً عبدل کو اپنے ساتھ لیا اور اسے لے کر اپنے فلیٹ میں آ گیا۔ عبدل اس کے ساتھ چلنے پر آمادہ نہیں ہو رہا تھا لیکن صفدر اسے جیسے تیسے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ اس نے عبدل کو کھانا کھلایا اور اسے واش روم میں نہلا کر اسے نیا لباس پہننے کے لئے دیا۔ عبدل اپنے دوست کی خوش اخلاقی اور ملنساری سے بے حد متاثر ہو رہا تھا اور صفدر کا خلوص دیکھ کر اس نے صفدر کی کسی بھی بات سے انکار نہیں کیا تھا۔ اس سے باتیں کرتے ہوئے صفدر کو جب اس کے حالات کا پتہ چلا تو وہ بے حد دل گرفتہ ہوا۔ عبدل نے اسے بتایا کہ وہ اور اس کا گھرانہ ایک پراسرار اور انتہائی جان لیوا بیماری کا شکار ہیں اس لئے وہ سب الگ تھلگ ایک ویرانے میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ ان کی بیماری ایسی ہے جس کا علاج کم از کم پاکیشیا میں ممکن نہیں۔ ان سب کے جسم سوکھ کر کانٹا ہو چکے ہیں اور ان کے جسموں پر سرخ رنگ کی پھنسیوں جیسے

پھوڑے نکلے ہوئے تھے جو اکثر پھوٹ پڑتے تھے اور ان سے خون رسنا شروع ہو جاتا تھا۔ اس خون میں سے ایسی بدبو آتی تھی کہ کوئی بھی ان کے قریب کھڑا نہیں رہ سکتا۔ ڈاکٹروں کے مطابق ان کی بیماری پراسرار تھی جس کا علاج پاکیشیا میں ممکن نہیں تھا البتہ بیرون ملک شاید اس عجیب اور پراسرار بیماری کا علاج ہو سکتا تھا جس پر لاکھوں کروڑوں کے اخراجات آ سکتے تھے اور وہ چونکہ کسی بھی طور پر اپنا علاج نہیں کرا سکتے تھے اس لئے وہ دنیا سے کٹ کر رہ گئے تھے اور ان کے پاس کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا اور وہ فاقہ کشی کرنے پر مجبور ہو گئے تھے لیکن کب تک۔ آخر انہوں نے بھیک کو ہی اپنا ذریعہ معاش بنا لیا تھا اور عبدل نے اپنے گھرانے کی کفالت کا ذمہ اپنے سر اٹھا لیا تھا اور وہ بھیک مانگ کر اپنے گھرانے کی کفالت کرتا تھا۔

صفدر عبدل کی درد بھری داستان سن کر بے حد دکھی ہوا تھا۔ اس نے عبدل سے کہا کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے چلے۔ وہ نہ صرف اس کا بلکہ اس کے سارے خاندان کا علاج کرائے گا۔ نہ صرف وہ بلکہ اس کے کچھ دوست ہیں وہ سب مل کر ان کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کریں گے اور اگر ان کے علاج کے لئے انہیں بیرون ملک لے جانا بھی مقصود ہوا تو وہ اس سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ لیکن عبدل نے کہا کہ وہ اس ملک کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتے۔ ان کی زندگیاں اگر کم ہیں تو ان سب کی یہی خواہش ہے کہ ان کی جان

نکلے تو انؒ کے اپنے وطن میں ہی نکلے۔ پھر عبدل نے انہیں بتایا کہ اگر صفدر اور اس کے ساتھی ان کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو وہ انہیں کہیں سے کیامکی لا دیں۔ کیامکی ایک راکھ کا نام تھا جو بال جتنے باریک سانپوں کو جلا کر بنائی جاتی تھی۔ یہ سنہری ناگ انتہائی زہریلے ہوتے تھے لیکن انہیں جوگی پکڑ کر انہیں مخصوص لکڑیوں میں جلا کر ان کی راکھ بناتے تھے اور پھر اس راکھ کی مدد سے وہ بڑی بڑی اور لاعلاج بیماریوں کا بھی علاج کرتے تھے۔ عبدل کے کہنے کے مطابق سنہری ناگوں کی راکھ کیامکی بھی ارزاں نہیں تھی۔ سنہری ناگوں کو جلا کر ان کی راکھ بنانے والے جوگی بھی لاکھوں کروڑوں کی کمائی کرتے تھے اور چونکہ سنہری ناگوں کی دنیا میں تعداد بے حد کم تھی اور یہ ناگ چند مخصوص علاقوں میں ہی پائے جاتے تھے اس لئے جوگی مریضوں کا علاج کرنے کے لئے منہ مانگی قیمت وصول کرتے تھے لیکن یہ طے تھا کہ سنہری ناگوں کی راکھ کیامکی سے لاعلاج مریضوں کو افاقہ حاصل ہو جاتا تھا۔ عبدل نے بتایا تھا کہ اگر انہیں کیامکی مل جائے تو اس کی مخصوص خوراک چند روز کھانے سے اس خاندان کے افراد کی پراسرار بیماری ختم ہو سکتی تھی۔ عبدل نے صفدر کو بتایا کہ کیامکی کافرستان کے ایک علاقے کالائی میں چند جوگیوں کے پاس موجود تھی جو ظاہر ہے مہنگی داموں ہی فروخت کرتے تھے جسے خریدنے کی کم از کم ان میں ہمت نہیں تھی۔ صفدر نے اپنے دوست سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہر قیمت پر کیامکی انہیں

ضرور لا کر دے گا چاہے اس کے لئے اسے کالائی تو کیا دنیا کے کسی بھی حصے میں کیوں نہ جانا پڑے۔

صدیقی نے عمران کو مزید بتایا کہ جب صفدر اپنے دوست کو اس کے گھر لے جانے کے لئے نکلا تو اسی وقت اس کے پاس جولیا، تنویر اور کیپٹن شکیل آ گئے۔ صفدر نے ان کا تعارف عبدل سے اور عبدل کا تعارف ان تینوں سے کرایا تو وہ بھی عبدل اور اس کے خاندان کی درد بھری داستان سن کر بے حد افسردہ ہوئے اور انہوں نے بھی صفدر کے ساتھ ان کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ چاروں عبدل کو اس کے گھر چھوڑنے گئے تھے۔ عبدل کا گھر ایک بڑی جھونپڑی پر مشتمل تھا جو شہر سے الگ تھلگ ایک ویران علاقے میں تھا۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے عبدل کے ماں باپ اور اس کے بھائی بہنوں کی حالت زار دیکھی تو ان سب کے دل بھر آئے تھے اور انہوں نے ان سے وعدہ کر لیا تھا کہ ہر صورت میں انہیں کیامکی لا کر دیں گے۔ عبدل کے بوڑھے باپ نے بھی انہیں بتایا کہ اصلی اور بہترین قسم کی کیامکی انہیں کافرستان کے کالائی کے جنگل میں ہی مل سکتی ہے۔ اس جنگل میں کچھ ایسے جوگی تھے جو سنہری ناگوں کو تلاش کر کے انہیں پکڑتے تھے اور ان سے کیامکی بناتے تھے۔ نجانے ان کا کیامکی پر اس قدر اعتماد کیوں تھا کہ اگر وہ کیامکی سے اپنا علاج کریں گے تو ان کی خطرناک اور جان لیوا بیماری ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔ ان کا اعتماد اور ان کا اعتقاد

کیامکی پر بہت زیادہ تھا اس لئے صفدر، جولیا اور ان کے ساتھ موجود تنویر اور کیپٹن شکیل نے انہیں ہر صورت میں کیامکی لا کر دینے کا وعدہ کر لیا۔ چونکہ یہ ان کا نجی معاملہ تھا اور وہ صفدر کے دوست اور اس کے خاندان کی مدد کرنا چاہتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ وہ میک اپ کر کے کافرستان کے شہر کالائی جائیں گے اور وہاں جا کر ان جوگیوں کو تلاش کریں گے جن کے پاس کیامکی موجود ہو سکتی تھی اور وہ اس خاندان کی جان بچانے کے لئے بڑی سے بڑی قیمت دے کر کیامکی لے آئیں گے اور ان کا خیال تھا کہ وہ ایک آدھ دن کے لئے خاموشی سے جائیں گے اور کالائی کے جنگل سے کیامکی لے کر واپس آ جائیں گے۔

صدیقی کو یہ ساری باتیں صفدر نے بتائی تھیں جب صدیقی نے صفدر کو بلیک اسکائی کے ان کے خلاف کارروائی کے لئے کالائی کے ایئر پورٹ پر ٹریپ کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ عمران، صدیقی سے یہ سب سن کر خاموش ہو گیا تھا۔ گو کہ صفدر اور اس کے ساتھ جانے والے ممبران کے ارادے نیک تھے اور وہ ایک خاندان کی مدد کے لئے جا رہے تھے لیکن بہرحال انہوں نے چیف کو بتائے بغیر کافرستان جانے کا رسک لے کر بہت بڑی غلطی کی تھی جس کی سزا بہرحال انہیں ملنا ضروری تھی لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ کافرستان میں تھے اور کافرستان میں ان کی مخبری ہو چکی تھی اور کافرستان کی ایک ایجنسی بلیک اسکائی ان کے پیچھے پڑ چکی تھی اور پھر سوڈانگو نے

بھی عمران کو بتایا تھا کہ جولیا اور اس کے ساتھی جو کالائی گئے تھے وہ کسی ساحرانہ عمل کا شکار ہو کر موت کے ایک کنویں میں قید کر دیئے گئے ہیں جہاں سے ان کا زندہ بچ نکلنا ناممکن تھا۔

عمران کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اب کیا کرے۔ آیا اسے واقعی سوڈانگو سے ملنے جنگل میں جانا چاہئے اور پھر اس کے ساتھ اسے سوڈانگو کی آسیبی دنیا میں جانا چاہئے یا نہیں۔ وہ اس سلسلے میں خوب غور و خوض کرنا چاہتا تھا اور اس کے لئے وہ ایک مرتبہ بلیک زیرو سے بھی مل کر مشورہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کے لئے یہ بات انتہائی سوہان روح تھی کہ اس کے چار ساتھی ایک نیک کام کی غرض سے گئے تھے اور کافرستانی ایجنسی بلیک اسکائی کی نظروں میں آ گئے تھے جس کی وجہ سے انہیں کانڈیا سے ہی راہِ فرار اختیار کرنی پڑی تھی۔ پھر نجانے ان کے ساتھ کیا ہوا تھا کہ وہ نہ صرف کالائی کے جنگل میں پہنچ گئے تھے بلکہ سوڈانگو کے کہنے کے مطابق انہیں موت کے سیاہ کنویں میں پھینک دیا گیا تھا جہاں وہ بھیانک موت کا شکار ہو سکتے تھے اور اس کنویں سے انہیں اس وقت تک نہیں نکالا جا سکتا تھا جب تک عمران، سوڈانگو سے جا کر اس کی آسیبی دنیا میں نہ مل لیتا کیونکہ اس کے کہنے کے مطابق وہی جانتا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کالائی کے جنگل میں کون سے سیاہ کنویں میں قید ہیں اور وہاں تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے۔ عمران کو سوڈانگو کی یہ بات بے حد بری لگی تھی کہ اگر اس نے سوڈانگو کی بات نہ مانی تو وہ اس

کی زندگی بھی سوپر فیاض کی طرح اجیرن کر سکتا تھا۔

عمران انہیں خیالوں میں گم کار ڈرائیو کر رہا تھا کہ ایک چوراہے پر ریڈ سگنل دیکھ کر اس نے کار روک دی۔ اس کی کار کے ارد گرد بے شمار گاڑیاں موجود تھیں جو قطاروں میں اس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے بھی موجود تھیں۔ سڑک کافی کشادہ اور طویل تھی۔ سائیڈوں پر بڑی بڑی عمارتیں تھیں اور سڑک کے کناروں پر کشادہ فٹ پاتھ بنے ہوئے تھے جہاں لوگ پیدل آ جا رہے تھے۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک عمران نے فٹ پاتھ پر موجود لوگوں کو بری طرح سے چیختے چلاتے اور شور مچاتے پاگلوں کی طرح ادھر ادھر بھاگتے دیکھا۔ عمران نے چونک کر دائیں بائیں دیکھا تو اس نے سائیڈوں میں کھڑی گاڑیوں میں موجود افراد کو بھی بوکھلائے ہوئے انداز میں کاروں سے نکلتے اور انہیں ایک طرف بھاگتے دیکھا۔ عمران نے سر گھما کر پیچھے دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں شدید حیرت لہرا اٹھی کہ پیچھے موجود گاڑیوں پر سیاہ رنگ کے بڑے بڑے بن مانس چیختے چلاتے اور چھلانگیں مارتے ہوئے اس طرف چلے آ رہے تھے۔ ان بن مانسوں کی تعداد بے حد زیادہ تھی۔ وہ نہ صرف گاڑیوں پر اچھل کود کرتے ہوئے آ رہے تھے بلکہ فٹ پاتھوں پر بھی دوڑتے اور عمارتوں کی چھجوں سے لٹکتے ہوئے آ رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی جنگل سے سیاہ بن مانسوں کی فوج نکل کر شہر میں داخل ہو گئی ہو اور وہ بھری پڑی سڑکوں پر آ گئی

ہو۔

بن مانس پہلے تو گاڑیوں اور سڑکوں پر شور مچاتے ہوئے بری طرح اچھلتے کودتے رہے پھر اچانک جیسے ان میں غصہ بھر گیا ہو۔ انہوں نے سائیڈوں کی عمارتوں میں بری طرح سے توڑ پھوڑ کرنا شروع کر دی اور انہیں وہاں بھاگتا ہوا جو شخص بھی دکھائی دیتا بن مانس جھپٹ کر اسے پکڑتے اور پوری قوت سے دور اچھال دیتے۔ ان افراد میں مرد، عورتیں، بوڑھے بچے سب شامل تھے۔ بن مانس جیسے پاگل ہو گئے تھے انہوں نے سائیڈوں پر کھڑی گاڑیوں پر بھی زور زور سے مکے مارنے شروع کر دیئے تھے اور وہ گاڑیوں میں دبکے ہوئے افراد کو بھی گاڑیوں کے شیشے توڑ توڑ کر باہر نکال رہے تھے اور انہیں باہر کھینچتے ہی وہ پوری قوت سے سڑک پر اچھال دیتے۔ ہر طرف چیخ و پکار کا عالم طاری تھا۔ بن مانس پاگلوں کی طرح ہر طرف ناچتے پھر رہے تھے اور گاڑیوں کی چھتوں پر اچھلتے کودتے ہوئے انہوں نے گاڑیاں پچکانا بھی شروع کر دی تھیں اور پھر انہیں نجانے کیا ہوا کہ چار چار بن مانس ایک ایک گاڑی کو نیچے سے پکڑ کر اٹھاتے اور پھر انہیں پوری قوت سے اچھل کر آگے والی گاڑیوں پر پھینک دیتے۔ گاڑیوں میں موجود افراد وحشی بن مانسوں سے خود کو بچانے کے لئے بری طرح سے چیختے چلاتے ہوئے ہر طرف بھاگتے پھر رہے تھے لیکن بن مانس انہیں کسی طرف جانے کا موقع نہیں دے رہے تھے۔ بہت سے بن مانس عمارتوں پر چڑھ

گئے تھے اور انہوں نے مکے مار مار کر عمارتوں کی کھڑکیاں توڑنا شروع کر دی تھیں۔ کھڑکیاں توڑتے ہی وہ تیزی سے اندر گھس گئے اور پھر اچانک ان کھڑکیوں سے مردوں اور عورتوں کے جسم نکل کر ہوا میں ہاتھ پاؤں مارتے اور بری طرح سے چیختے ہوئے نیچے گرتے دکھائی دینے لگے۔ عمارتوں سے گرنے والے افراد یا تو ٹھوس سڑک پر گر رہے تھے یا پھر سڑکوں پر کھڑی گاڑیوں کی چھتوں پر لیکن وہ جہاں بھی گرتے تھے ان کی ہڈیوں کا بھی سرمہ بن جاتا تھا۔ عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان سیاہ وحشی درندوں کو دیکھ رہا تھا جو نجانے اچانک ہر طرف تباہی مچانے کے لئے کہاں سے آ گئے تھے اور وہاں انہیں روکنے والا کوئی نہیں تھا۔ بن مانس گاڑیوں کے ساتھ ساتھ اب انسانی لاشیں بھی اچھالنا شروع ہو گئے تھے اور ان کی تعداد لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی جیسے پورا شہر ہی ان سیاہ وحشی بن مانسوں سے بھر گیا ہو۔

عمران بدستور اپنی کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ بن مانسوں نے اس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے موجود تمام گاڑیوں کو یا تو اچھل اچھل کر اور مکے مار مار کر بری طرح سے پچکا کر رکھ دیا تھا یا پھر انہیں الٹا دیا تھا لیکن ان میں سے ایک بھی بن مانس نے عمران کی کار کو چھوا تک نہیں تھا اور نہ ہی کسی بن مانس نے عمران کی طرف دیکھا تھا۔ عمران بھی جیسے اپنی کار کی سیٹ پر چپک کر بیٹھ گیا تھا۔ اس میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ کار سے

نکل کر باہر آ جاتا۔

بن مانسوں کا شور دل دہلا دینے والا تھا۔ سینکڑوں کی تعداد میں وہ اردگرد کی عمارتوں پر چڑھ گئے تھے اور انہوں نے اب مکے مار مار کر عمارتوں کے پلر تک گرانے شروع کر دیئے تھے۔ ان کا انداز بے حد جارحانہ تھا جیسے وہ اس سارے شہر کو تباہ کرنے آئے ہوں اور جب تک وہ سارا شہر تباہ نہ کر دیں گے سکون سے نہیں بیٹھیں گے۔ اسی لمحے عمران کی نظر ایک ایسے بن مانس پر پڑی جو سیاہ رنگ کی بجائے سرخ رنگ کا تھا۔ اس کے جسم پر موجود سرخ رنگ کے بال دوسرے بن مانسوں کے جسموں پر موجود سیاہ بالوں سے کہیں زیادہ گھنے تھے اور سرخ بن مانس دوسرے بن مانسوں کے مقابلے میں کسی دیو کی مانند دکھائی دے رہا تھا۔

سرخ بالوں والا بن مانس ان سب سے زیادہ شور مچا رہا تھا اور وہ ایک اونچی عمارت کے چھجے پر چڑھا ہوا تھا۔ وہ سب سے زیادہ چیخ رہا تھا جیسے وہ ان سیاہ بن مانسوں کا سردار ہو اور انہیں وہاں تباہی پر اکسا رہا ہو۔ وہ سب سے زیادہ غصے میں معلوم ہو رہا تھا جیسے وہی ان سب بن مانسوں کو وہاں لایا ہو۔ عمران کی نظر جیسے ہی اس بن مانس پر پڑی بن مانس بھی مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھیں اس کے بالوں سے زیادہ سرخ اور انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں کو دیکھتے ہی عمران کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس کا سر بے اختیار سیٹ کی پشت سے

لگ گیا۔ سرخ بن مانس اس کی طرف دیکھتا ہوا بڑے بڑے، لمبے اور نوکیلے دانت نکال کر غرا رہا تھا۔ اچانک سرخ بن مانس نے چھجے سے چھلانگ لگائی اور سڑک پر آ گیا اور پھر وہ اگلے پیروں کی مٹھیاں بنا کر عمران کی طرف دیکھتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ آگے بڑھتے ہوئے اس نے سڑک پر الٹی سیدھی پڑی گاڑیوں کو زور دار مکے مار کر دور اچھالا اور پھر لمبی چھلانگ لگا کر عین عمران کی کار کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اپنے سامنے دیکھ کر عمران کا دل دہل کر رہ گیا۔ سرخ بن مانس انتہائی غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔ چند لمحے وہ عمران کو خونخوار نظروں سے گھورتا رہا پھر وہ اپنے پچھلے پیروں پر کھڑا ہو گیا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ پیٹنا شروع کر دیا۔ سینہ کوبی کرتے ہوئے وہ سر اٹھا کر حلق کے بل چیخ رہا تھا اور اس کے سینہ پیٹنے کی آوازیں اس قدر تیز تھیں جیسے بے شمار ڈھول بج رہے ہوں۔ عمران نے بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ اسے سینہ کوبی کرتے دیکھ کر وہاں موجود باقی بن مانس بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور پھر کئی سیاہ بن مانس چھلانگیں لگاتے ہوئے عمران کی کار کے اردگرد آ کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بھی سر اٹھا کر دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ پیٹنا شروع کر دیا۔ ان کی چیخیں اس قدر تیز اور ہولناک تھیں کہ عمران کو کانوں پر ہاتھ رکھنے کے باوجود اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ اسی لمحے سرخ بن مانس تیزی سے

عمران کی کار کی طرف جھکا اور اس نے عمران کی کار کی فرنٹ پر موجود ونڈ سکرین کی طرف دیکھ کر اس قدر خوفناک انداز میں دھاڑ ماری کہ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے تیز آندھی سی چلی ہو اور اس کی کار زمین سے اٹھ کر ہوا میں بلند ہو گئی ہو۔ عمران نے بے اختیار اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جیسے ہی اس نے آنکھیں بند کیں اسی لمحے اچانک بن مانسوں کی سینہ کوبی اور چیخ و پکار کی آوازیں بند ہو گئیں اور ہر طرف سے گاڑیوں کے تیز ہارن بجنے کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں۔ اسی لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کا کاندھا پکڑ کر اسے زور سے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہو۔ عمران نے بوکھلا کر آنکھیں کھولیں اور پھر وہ سڑک کا منظر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہاں نہ کوئی بن مانس دکھائی دے رہا تھا اور نہ ہی تباہی کا کوئی منظر نظر آ رہا تھا۔ سڑکیں صاف تھیں۔ عمارتیں اپنی جگہ قائم تھی اور لوگ پہلے کی طرح اطمینان بھرے انداز میں فٹ پاتھوں پر آ جا رہے تھے۔ عمران کے دائیں بائیں گاڑیوں کی قطاریں آگے بڑھ رہی تھیں جبکہ اس کی کار کے پیچھے کھڑی گاڑیاں زور زور سے ہارن بجا رہی تھیں اور عمران کی کار کے پاس ایک ٹریفک سارجنٹ کھڑا تھا جو اسے تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔

”کیا بات ہے بھائی صاحب۔ اتنی ہی نیند آ رہی ہے تو اپنے گھر جا کر سو جاؤ۔ یہاں بیچ سڑک پر گاڑی کھڑی کر کے سونے کا کیا مطلب ہے“...... ٹریفک سارجنٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

عمران نے حیرت سے سر گھما گھما کر چاروں طرف دیکھا لیکن اسے وہاں سرخ اور سیاہ بن مانس تو کیا بلی کا ایک بچہ بھی کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

”میں تم سے کہہ رہا ہوں مسٹر۔ گاڑی ہٹاؤ یہاں سے تمہارے پیچھے کھڑی ٹریفک تمہاری کار کی وجہ سے رکی ہوئی ہیں“۔ سارجنٹ نے اسے ادھر ادھر دیکھتا پا کر اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے“...... عمران نے کہا اور اس نے فوراً کار کو گیئر لگایا اور اسے تیزی سے آگے لیتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر اب بھی حیرت کے تاثرات تھے۔ سرخ اور سیاہ بن مانسوں کا اس طرح اچانک غائب ہو جانا اور ماحول ویسا ہی تھا جیسے وہاں کچھ ہوا ہی نہ ہو یہ سب اس کے لئے انتہائی حیرت کا باعث تھا اور اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ واقعی کار میں بیٹھا بیٹھا سو گیا ہو اور اس نے نیند کے عالم میں اس قدر بھیانک خواب دیکھا ہو لیکن بھری پری سڑک پر وہ اس طرح کار میں کیسے سو سکتا تھا۔

”کیوں ہو گئے نا پریشان دوست“...... اچانک ایک کھکھلاتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران نے چونک کر سائیڈ میں دیکھا تو اسے سائیڈ سیٹ پر ایک چودہ پندرہ سال کا بچہ بیٹھا دکھائی دیا۔ بچے نے سرخ جانگیہ اور سبز رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی۔ اس کا سر گنجا تھا اور اس کی کھال یوں سمٹی ہوئی تھی جیسے آگ میں جل گئی ہو۔ اس بچے کے سر پر دو چھوٹے چھوٹے سینگ تھے اور بچے کی بھنویں بے

حد بڑی اور گھنی دکھائی دے رہی تھیں۔ بچے کی شکل سینگوں والی اس مخلوق جیسی تھی جس نے جوانا کا روپ بدل کر عمران کو چائے میں کچھ ملا کر پلا دیا تھا۔

"تم"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ عجیب و غریب بچے کو اس طرح اپنی کار میں نمودار ہوتے دیکھ کر عمران کے ہاتھ سٹیئرنگ پر بہک گئے تھے جس سے کار دائیں بائیں لہرائی۔ اس سے پہلے کہ کار سائیڈوں میں موجود کسی گاڑی سے ٹکرا جاتی عمران نے فوراً کار کنٹرول کر لی۔

"ہاں۔ میں سوڈانگو"...... بچے نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو اور وہ سب کیا تھا۔ وہ سرخ بن مانس اور سیاہ بن مانس جو ہر طرف تباہی پھیلاتے پھر رہے تھے"۔ عمران نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ سب تمہاری نظروں کا دھوکہ تھا دوست جو میں نے تمہیں دکھایا تھا تاکہ تمہیں میری طاقت کا صحیح اندازہ ہو جائے اور تم میرے ساتھ آسیبی دنیا میں چلنے کی حامی بھر سکو"...... سوڈانگو نے کہا۔

"نظروں کا دھوکہ۔ ہونہہ تو وہ سب محض میری نظروں کا فریب تھا"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"ہاں۔ ابھی تو یہ سب ایک فریب تھا لیکن اگر تم نے میری

بات نہ مانی اور جنگل میں آ کر تم میرے ساتھ آسیبی دنیا میں جانے کے لئے رضا مند نہ ہوئے تو پھر یہ سب حقیقت کا روپ بھی دھار سکتا ہے۔ میں شہر تک آ گیا ہوں۔ اپنی دنیا سے میں بے شمار سوڈانگوؤں کو لا سکتا ہوں جو اسی طرح خونخوار بن مانس اور دوسرے طاقتور جانور بن کر اس سارے شہر کو تباہ وہ برباد کر سکتے ہیں"۔ سوڈانگو نے کہا۔

"تو اب تم مجھے دھمکی دے رہے ہو"...... عمران نے غرا کر کہا۔

"ہاں۔ اور یہ صرف دھمکی نہیں ہے۔ میں جو کہتا ہوں وہ کر بھی سکتا ہوں۔ کسی خوش فہمی میں نہ رہنا کہ تم اب کسی بھی طرح میرے چنگل سے بچ سکتے ہو۔ تمہیں اب ہر صورت میں اس جنگل میں آنا پڑے گا جہاں آسیبی دنیا ہے"...... سوڈانگو نے کہا۔

"اگر میں نہ آؤں تو"...... عمران نے اسی طرح سے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر جو کچھ تمہاری نظروں نے ایک فریب کی شکل میں دیکھا تھا وہ سچ ہو جائے گا اور اس شہر میں جتنی بھی تباہی اور بربادی ہو گی اس کی ذمہ داری تم پر ہو گی۔ صرف تم پر"...... سوڈانگو نے کہا۔

"نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے"...... عمران نے کہا۔

"میں بہت کچھ کر سکتا ہوں دوست۔ اگر تم مجھ سے اور میری طاقت سے اس شہر کو بچانا چاہتے ہو تو سب کچھ چھوڑو اور اس جنگل کی طرف چلو۔ میں تمہیں آسیبی دنیا میں لے جا کر اپنے سردار سے

ملاؤں گا۔ سردار تمہیں سارے حالات بتا دے گا اس کے بعد تم خود فیصلہ کر لینا کہ تمہیں کیا کرنا ہے“...... سوڈانگو نے کہا۔

”کون ہے تمہارا سردار“...... عمران نے پوچھا۔

”جنگل میں چلو۔ وہاں میں تمہیں سردار کا نام بھی بتا دوں گا“۔ سوڈانگو نے کہا تو عمران نے بے اختیار اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔

”تم نے کہا تھا کہ میں شام کو اس جنگل میں آؤں۔ ابھی شام تو نہیں ہوئی ہے پھر تم اس طرح اچانک یہاں کیوں آئے ہو“۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم تھا کہ جب تک میں تمہیں اپنی طاقتوں کا نمونہ نہیں دکھاؤں گا اس وقت تک تم جنگل میں نہیں آؤ گے“...... سوڈانگو نے کہا۔

”ہونہہ۔ تو تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ سب کچھ دیکھ کر میں تم سے ڈر جاؤں گا اور خوفزدہ ہو کر فوراً جنگل کی طرف دوڑا آؤں گا“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”نہیں۔ لیکن شہر کو بربادی سے بچانے کے لئے تم ضرور آؤ گے اس کا مجھے یقین ہے اور میں تمہارا اب جنگل میں ہی انتظار کروں گا“...... سوڈانگو نے کہا اور اس سے پہلے کہ عمران اس سے مزید کوئی بات کرتا اچانک بچہ دھوئیں میں تبدیل ہوا اور وہاں سے غائب ہوتا چلا گیا۔ عمران کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس سوڈانگو نے نظر کا جو دھوکہ دیا تھا وہ واقعی دل دہلا دینے والا تھا اگر

سوڈانگو اپنی دنیا کے باسیوں کو اسی طرح طاقتور اور خونخوار درندے بنا کر یہاں لے آتا تو وہ واقعی سارے شہر کو تباہ کر کے رکھ سکتے تھے۔ طاقتور اور خونخوار جانوروں سے شہر کے باسی بھلا خود کو کیسے بچا سکتے تھے۔

”ہونہہ۔ لگتا ہے مجھے اس بدبخت ساحر سے ملنے کے لئے جنگل میں جانا ہی پڑے گا“...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد اس نے اپنی کار ایک بار پھر رانا ہاؤس کی طرف موڑ دی۔ رانا ہاؤس پہنچ کر اس نے جوزف سے بات کی۔ جوزف کو اس نے سوڈانگو کے دکھائے ہوئے نظر کے فریب اور اس کی دھمکیوں کے بارے میں بتایا تو جوزف نے بھی اسے جنگل میں جانے کا مشورہ دے دیا۔ اس نے عمران کو یقین دلایا تھا کہ سوڈانگو یقیناً کسی بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں یا پھر مبتلا ہونے والے ہیں اور انہیں عمران کی سخت ضرورت ہے ورنہ وہ اس طرح ہاتھ دھو کر کبھی سوپر فیاض اور کبھی اس کے پیچھے نہ پڑے۔

جوزف نے عمران سے کہا تھا کہ اگر وہ جنگل اور آسیبی دنیا میں جانے سے گھبرا رہا ہے تو وہ اس کے ساتھ چلنے کو تیار ہے لیکن اب عمران، جوزف کو اپنے ساتھ نہیں لے جانا چاہتا تھا۔ یہ بات اس نے جوزف کو بتا دی تھی۔ جوزف نے اس پر زیادہ اصرار بھی نہیں کیا تھا البتہ جوزف نے عمران کو آسیبی دنیا کے سوڈانگوؤں سے محفوظ رہنے کا ایک حل ضرور بتا دیا تھا۔ اس نے عمران سے کہا تھا

کہ اگر وہ آسیبی دنیا میں اپنی زندگی خطرے میں محسوس کرے تو سوڈانگوؤں سے محفوظ رہنے اور انہیں دور بھگانے کا ایک ہی نسخہ تھا کہ وہ ان کے سامنے اپنا لباس اتار دے۔ کوئی بھی انسان چھلاوں اور پچھل پیریوں سے بچنے کے لئے یہ عمل کرے تو انسان کو بے لباس دیکھ کر ایسی مخلوق فوراً بھاگ جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ جوزف نے عمران کو جیب میں رکھنے کے لئے ایک ایسی سیاہ لکڑی بھی دے دی تھی جس کی آگے سے تین شاخیں نکلی ہوئی تھیں۔ جوزف نے عمران کو بتایا تھا کہ لکڑی کا بنا ہوا یہ چھوٹا سا تحفہ جس کا نام ترکونا ہے، اسے اس کے فادر جوشوا نے دیا تھا۔ اس ترکونے کا فائدہ یہ تھا کہ اگر کوئی آسیب کسی انسان کے قریب آ جائے اور وہ انسان اس آسیب کو اس ترکونے سے سوئیوں جتنے باریک زخم بھی لگا دے تو آسیب کو اس قدر تکلیف ہوتی ہے جیسے اسے تلواروں سے زخم لگائے گئے ہوں اور وہ ان زخموں کی تاب نہ لا کر فوراً راہِ فرار اختیار کر جاتی ہے۔

جوزف نے عمران کو اپنے ساتھ مقدس کلام نہ رکھنے ہدایات دی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ اگر عمران اپنے ساتھ مقدس کلام والی تختی یا کوئی مقدس کتاب لے جائے گا تو اس کی وجہ سے وہ آسیبی دنیا میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ عمران نے جوزف کی یہ بات مان لی تھی اور پھر وہ رانا ہاؤس سے نکل کر کمال پور جانے والی سڑک کی طرف روانہ ہو گیا۔ پہاڑی علاقے میں پہنچ کر اس نے کار جنگل کی طرف

جانے والی سڑک کی جانب موڑ دی جہاں سوڈانگو کی سوپر فیاض سے پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ پہاڑی راستوں سے گزرتا ہوا جب وہ جنگل میں بنی ہوئی تاریک سڑک پر پہنچا تو اس وقت تک رات ہو چکی تھی۔ رات ہونے کی وجہ سے سڑک پر چھتریوں کی طرح پھیلے ہوئے درختوں نے وہاں گھپ اندھیرا کر دیا تھا۔ اس تاریکی میں عمران کو کار کی ہیڈ لائٹس فل رکھنی پڑ رہی تھیں۔ جنگل کی سڑک پر آتے ہی عمران نے کار کی رفتار کم کر دی تھی اور وہ دونوں طرف موجود درختوں کی طرف غور سے دیکھتا جا رہا تھا۔ جنگل میں بھیانک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ وہاں اس قدر خاموشی تھی جیسے ہو کا عالم ہو۔ اس کی سپورٹس کار کے انجن کی آواز نہ ہونے کے برابر تھی لیکن اس سڑک پر آتے ہی عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی کار کا انجن خوفناک انداز میں غرا رہا ہو۔

جنگل کی یہ سڑک دور تک متوازی جا رہی تھی اور دور دور تک سڑک بالکل خالی دکھائی دے رہی تھی۔ عمران کار کی رفتار کم سے کم کرتا جا رہا تھا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک اسے دور سڑک پر ایک لمبا تڑنگا انسان کھڑا دکھائی دیا۔ کار کی ہیڈ لائٹس اس انسان پر پڑیں تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ انسان نہیں وہی سینگوں والی عجیب و غریب مخلوق تھی جس نے رانا ہاؤس میں جوانا کا روپ دھار کر عمران کو چائے میں کچھ ملا کر پلا دیا تھا اور جس نے عمران کو اپنا نام سوڈانگو بتایا تھا۔

اس مخلوق کا قد کاٹھ اور رنگ روپ ویسا ہی تھا جیسا وہ عمران کے سامنے رانا ہاؤس اور پھر بچے کے روپ میں اس کی کار میں ظاہر ہوا تھا۔ اس نے سرخ رنگ کی شلوار اور سبز رنگ کی بھڑکدار قمیض پہن رکھی تھی۔ اس کے سر پر موجود چھوٹے مگر مڑے ہوئے نوکیلے سینگ صاف دکھائی دے رہے تھے۔ وہ دونوں ہاتھ پہلوؤں پر رکھے سڑک کے عین درمیان کھڑا تھا اور اس کے ہونٹوں پر انتہائی فتح مندانہ مسکراہٹ دکھائی دے رہی تھی۔

سوڈانگو کو دیکھ کر عمران کا دل چاہا کہ وہ کار کی رفتار تیز کر دے اور سوڈانگو کو کچلتا ہوا وہاں سے گزر جائے لیکن عمران چاہ کر بھی ایسا نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سوڈانگو کا تعلق آسیبی دنیا سے تھا جو انتہائی زیرک اور ساحرانہ طاقتیں رکھتا تھا۔ اس پر کار چڑھانا اور اسے کچلنا ناممکن تھا۔ عمران اس کی طاقت کا نمونہ دیکھ چکا تھا اور اس کی مزید خوفناک طاقتوں کے بارے میں جوزف نے بھی اسے جو کچھ بتایا تھا اس کے مطابق سوڈانگوؤں کو دنیا کے کسی بھی اسلحے سے نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا تھا اور نہ ہی انہیں کسی وزنی چیز سے کچلا جا سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اگر ان کے سروں پر منوں وزنی ہتھوڑے یا کلہاڑے بھی مار دیئے جائیں تو ان سے بھی سوڈانگوؤں کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ عمران نے کار کی رفتار مزید کم کی اور پھر اس نے کار سڑک کے درمیان کھڑے سوڈانگو کے قریب لے جا کر روک دی۔

”میں جانتا تھا کہ تم یہاں ضرور آؤ گے۔ میں تمہارا ہی منتظر تھا“...... سوڈانگو نے عمران کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے مگر انتہائی گرجدار لہجے میں کہا۔ اس کی آواز نے جنگل کی خاموشی کو ہلا کر رکھ دیا تھا یوں لگ رہا تھا جیسے سوڈانگو کسی مائیک میں بولا ہو اور اس کی آواز جنگل کے ہر حصے میں لگے ہوئے بڑے بڑے اسپیکروں میں گونج رہی ہو۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”دیکھ کیا رہے ہو دوست۔ کار سے باہر آؤ۔ گھبراؤ نہیں۔ یہاں تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے“...... سوڈانگو نے کہا۔ اس کی گرجدار آواز سن کر عمران نے بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے۔

”اپنی آواز کا والیوم کم کرو گے۔ تمہاری آواز پھٹے ہوئے ڈھول سے بھی زیادہ تیز ہے“...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو سوڈانگو یکلخت بے ہنگم انداز میں ہنسنے لگا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اپنا والیوم کم کر لیتا ہوں۔ تم کار سے باہر آ جاؤ“...... سوڈانگو نے کہا۔ اس بار اس کی آواز واقعی بے حد کم تھی۔ عمران نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر وہ کار کا انجن بند کئے بغیر کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا اور ادھر ادھر دیکھتا ہوا سوڈانگو کی طرف بڑھنے لگا۔

”کیا دیکھ رہے ہو“...... سوڈانگو نے اسے چاروں طرف دیکھتے

پا کر پوچھا۔

"تمہارے اہل و عیال کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ وہ کہیں نظر نہیں آ رہے ہیں"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو سوڈانگو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"میرے اہل و عیال آسیبی دنیا میں ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں ان سب سے ملا دوں گا"...... سوڈانگو نے کہا۔

"میں اب بھی تمہارے ساتھ جانے سے انکار کر سکتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اگر تم نے ایسا کرنا ہوتا تو تم یہاں نہ آتے۔ میں جانتا ہوں تم یہاں میرے ساتھ آسیبی دنیا میں ہی جانے کے لئے آئے ہو اور پھر تمہیں اپنے چار ساتھیوں کی جانیں بھی تو بچانی ہیں جو موت کے سیاہ کنویں میں ہیں"...... سوڈانگو نے مسکرا کر کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کہاں ہے تمہاری آسیبی دنیا"...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"آؤ۔ میرے ساتھ"...... سوڈانگو نے اس کی طرف اپنا ایک ہاتھ بڑھاتے ہوئے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں تمہارا ہاتھ نہیں پکڑوں گا۔ چلو۔ میں تمہارے ساتھ ساتھ چلتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی۔ اپنی کار کا انجن بند کر دو۔ بے فکر رہو یہاں سے تمہاری کار کوئی نہیں لے جائے گا"...... سوڈانگو نے کہا تو

عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور کار کی طرف آ گیا اس نے کار کا انجن بند کر کے اگنیشن سے چابی نکالی اور جیب میں ڈال کر سوڈانگو کی طرف آ گیا۔ عمران نے کار کی ہیڈ لائٹس بھی بجھا دی تھیں۔ لائٹس آف ہوتے ہی وہاں گھپ اندھیرا ہو گیا تھا لیکن عمران کو اس بات کی کوئی فکر نہیں تھی۔ اندھیرا ہوتے ہی اس نے جیب سے کراس ویژنل چشمہ نکال کر آنکھوں پر لگا لیا تھا۔ اس چشمے سے دیوار کے آر پار بھی دیکھا جا سکتا تھا اور اس چشمے کے شیشے نائٹ ٹیلی سکوپ کا بھی کام کرتے تھے اور رات کے اندھیرے میں بھی آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔

"اب پکڑ لو میرا ہاتھ ورنہ اس اندھیرے میں تمہارے لئے آگے بڑھنا مشکل ہو گا"...... سوڈانگو نے ایک بار پھر اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم اندھیرے میں دیکھ سکتے ہو تو مجھے بھی اندھیرے سے ڈر نہیں لگتا اور میں بھی آسانی سے اندھیرے میں دیکھ سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کیا واقعی"...... سوڈانگو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اچھا۔ یہ بات ہے تو یہ بتاؤ کہ یہ میرے ہاتھ کی کتنی انگلیاں ہیں"...... سوڈانگو نے اپنا ہاتھ کھول کر اس کی طرف دو انگلیاں اوپر کرتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔

''دو''...... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا تو سوڈانگو کے چہرے پر سچ مچ حیرت لہرانے لگی۔

''اب''......اس نے مزید انگلیاں کھول کر کہا۔

''چار''......عمران نے جواب دیا تو سوڈانگو کے چہرے پر حیرت ہی حیرت دکھائی دینے لگی۔

''حیرت ہے۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ رات کے اندھیرے میں صرف ہم ہی آسانی سے دیکھ سکتے ہیں لیکن تمہاری باتوں سے لگ رہا ہے کہ دنیا میں کچھ ایسے انسان ضرور موجود ہیں جن کے لئے رات کا اندھیرا کوئی معنی نہیں رکھتا''......سوڈانگو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ وہ بھلا کراس ویژنل چشمے کے بارے میں کیا جانتا تھا اسی لئے وہ حیران ہو رہا تھا اس کی بات سن کر عمران مسکرا دیا۔

''ایسا ہی سمجھ لو۔ میں بھی ان چند افراد میں سے ہوں جو دن کی روشنی میں انسانوں کی طرح اور رات کے اندھیرے میں چمگادڑوں کی طرح دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں''......عمران نے کہا۔

''تب تو مجھے یقین ہے کہ تم واقعی وہی آدمی ہو جس کی ہمیں تلاش تھی اور تم ہی ہمارا کام کر سکتا ہے''......سوڈانگو نے کہا۔

''کون سا کام''......عمران نے پوچھا۔

''آسیبی دنیا میں چلو پھر بتاؤں گا''......سوڈانگو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سوڈانگو مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا سڑک کے دائیں طرف موجود درختوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران بھی اس

کے پیچھے قدم اٹھانے لگا۔ درختوں کے درمیان سے گزر کر وہ آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ آگے درختوں کی کثرت تھی اور دور دور تک درخت ہی درخت دکھائی دے رہے تھے۔ سوڈانگو ان درختوں کے اردگرد گھومتا ہوا آگے جا رہا تھا اور عمران بھی اس کے پیچھے چلتا چلا جا رہا تھا۔ سوڈانگو اسے اطمینان سے اپنے پیچھے آتا دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ عمران جس طرح سے سامنے آنے والے درختوں کے قریب سے گزر رہا تھا اس سے سوڈانگو کو اور زیادہ یقین آ گیا تھا کہ وہ واقعی اس کی طرح اندھیرے میں دیکھ سکتا ہے۔

سوڈانگو، عمران کو لئے درختوں کے جھنڈوں سے گزرتا ہوا جنگل کے ایسے حصے میں آ گیا جہاں چھوٹی چھوٹی چٹیل پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ سوڈانگو، عمران کو لئے ان پہاڑیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ایک پہاڑی کی سائیڈ سے گزر کر وہ جیسے ہی دوسری جانب آئے عمران کو سامنے دو پہاڑیوں میں گھرا ہوا ایک کھنڈر دکھائی دیا۔ کھنڈر کافی پرانا تھا اور اس کی دیواریں ٹوٹی پھوٹی سی دکھائی دے رہی تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہاں کسی زمانے میں بڑا سا قلعہ ہو جو سالخوردہ ہو کر گر گیا ہو۔ اس کی چند دیواریں تھیں جو ٹوٹے پھوٹے ہوئے انداز میں دکھائی دے رہی تھیں۔ اس طرف چونکہ آسمان صاف تھا اس لئے وہاں اندھیرا قدرے کم ہو گیا تھا۔ آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ پہاڑی علاقے

میں بھی ہر طرف گہری خاموشی اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔

"یہاں اس قدر خاموشی کیوں ہے"...... عمران نے سوڈانگو کے ساتھ چلتے ہوئے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہاں ہماری دنیا ہے اور ہماری دنیا میں شور شرابا نہیں ہوتا۔ ہم اس وقت شور شرابا مچاتے ہیں جب کوئی ہماری دنیا کے ارد گرد گھومتا دکھائی دے یا ہماری دنیا میں داخل ہونے کی کوشش کرے"۔ سوڈانگو نے کہا۔

"لیکن تمہاری دنیا ہے کہاں۔ ابھی تک تو ہم ویران علاقوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"اس کھنڈر کی طرف چلو۔ پھر تمہیں ہماری دنیا بھی نظر آنا شروع ہو جائے گی"...... سوڈانگو نے کہا۔ اور وہ کھنڈر کی ایک دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں ایک بڑا محرابی دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دروازے کے اندر سے چاند دکھائی دے رہا تھا جس کا رنگ سرخی مائل ہو رہا تھا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے دروازے کی دوسری طرف چاند کے پاس بے شمار سرخ چمگادڑیں اُڑتی پھر رہی ہوں۔

"سرخ چاند"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے آسمان کی طرف ادھر ادھر دیکھا لیکن اسے اور کہیں چاند دکھائی نہیں دیا۔

"یہ تمہاری نہیں ہماری دنیا کا چاند ہے اور ہماری دنیا کا چاند

سرخ ہے"...... سوڈانگو نے مسکرا کر کہا۔

"اگر یہ تمہاری دنیا کا چاند ہے تو پھر ہماری دنیا کا چاند کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہوگا یہیں کہیں بادلوں میں چھپا ہوا"...... سوڈانگو نے کہا۔

"لیکن آسمان تو بالکل صاف ہے۔ مجھے تو بادل کہیں دکھائی نہیں دے رہے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم ہماری دنیا کے نزدیک پہنچ چکے ہو۔ ہماری دنیا کے نزدیک آنے والوں کو اپنی دنیا کا نہیں ہماری دنیا کا چاند دکھائی دیتا ہے۔ سرخ چاند۔ جب تم یہاں سے واپس جاؤ گے تو تمہیں اپنی دنیا کا بھی چاند دکھائی دے جائے گا"...... سوڈانگو نے کہا تو عمران نے سر ہلا دیا۔ سوڈانگو تیز تیز چلتا ہوا دروازے کے باہر موجود چٹانوں سے بنی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

اسے سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر عمران وہیں رک گیا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر جوزف کی دی ہوئی ترکونا شاخ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی۔

"نیچے کیوں کھڑے ہو۔ آؤ۔ اوپر آؤ"...... سوڈانگو نے محرابی دروازے کے قریب پہنچ کر پلٹ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک ایک کر کے وہ بھی سیڑھیاں چڑھنا شروع ہو گیا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ محرابی دروازے کے قریب آ گیا۔ جیسے ہی وہ دروازے کے پاس آیا اسے دروازے

کی دوسری طرف سے تیز غراہٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

''ڈرو نہیں۔ میری دنیا کے باسی تمہارے استقبال کے یہاں موجود ہیں اور وہ تمہاری شان میں قصیدے پڑھ رہے ہیں۔ یہ ان کی ہی آوازیں ہیں''......سوڈانگو نے کہا۔

''میری شان میں قصیدے۔ کیا مطلب''......عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''تم ان کی مدد کرنے کے لئے آئے ہو۔ ایک لحاظ سے تم ان سب کے نجات دہندہ بننے والے ہو اس لئے اپنے نجات دہندہ کو دیکھ کر تمام سوڈانگو تمہاری شان میں قصیدے پڑھ رہے ہیں''۔ سوڈانگو نے کہا تو عمران نے جبڑے بھینچ لئے۔

''آؤ۔ اندر آؤ''......سوڈانگو نے کہا۔

''پہلے تم چلو''......عمران نے کہا تو سوڈانگو نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ محرابی دروازے میں داخل ہو گیا۔ جیسے ہی وہ محرابی دروازے سے گزر کر اندر گیا یوں غائب ہو گیا جیسے اسے اندھیرے نے ہضم کر لیا ہو۔

''آؤ اب۔ تم آؤ''...... دروازے سے سوڈانگو کی آواز آئی تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور جوزف کی دی ہوئی ترکونا شاخ مضبوطی سے پکڑ کر آگے بڑھا اور محرابی دروازے سے گزر کر دوسری طرف آ گیا۔ جیسے ہی وہ دروازے سے گزر کر دوسری طرف آیا اسی لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے منظر بدلتا چلا گیا۔ منظر اس قدر

عجیب تھا کہ عمران بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا تھا اور اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس کی آنکھوں کے سامنے جیسے دنیا ہی بدل گئی تھی اور یہ ایک ایسی دنیا تھی جس کے بارے میں شاید عمران نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا ہو گا۔

چار جیپیں جنگل کے میدانی علاقے میں رکیں اور جیپوں کے رکتے ہی ان میں موجود مسلح افراد اچھل اچھل کر نیچے آ گئے اور انہوں نے ایک بند باڈی والی وین جو جیپوں کے درمیان میں تھی کو چاروں اطراف سے گھیر لیا۔ جیسے ہی جیپیں وہاں رکیں اسی لمحے درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے گیروے رنگ کے لباسوں میں ملبوس بے شمار مسلح افراد نکل کر باہر آ گئے اور انہوں نے ان جیپوں اور جیپوں سے اترنے والے افراد کے گرد گھیرا سا بنا لیا۔

اگلی جیپ سے ادھیڑ عمر میجر جسونت اچھل کر نیچے آیا اور گیروے لباس والوں کی طرف دیکھنے لگا۔ گیروے لباس والوں میں سے ایک گنجے سر والا اور انتہائی کسرتی جسم کا مالک نوجوان آگے بڑھا اور تیز تیز چلتا ہوا ادھیڑ عمر کے پاس آ گیا۔

”میجر جسونت“...... نوجوان نے جیپ کے پاس کھڑے ادھیڑ عمر کے نزدیک آ کر اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ اور تم کمار ہو وائلڈ فورس کے کمانڈر“...... ادھیڑ عمر نے نوجوان کی طرف غور سے دیکھ کر کہا۔

”ہاں۔ میں مہاراج وکرام کی وائلڈ فورس کا کمانڈر ہوں۔ تم بتاؤ کیا تمہیں کرنل بھنڈاری نے بھیجا ہے“...... نوجوان نے کہا جس کا نام کمار تھا۔

”ہاں۔ مجھے کرنل بھنڈاری نے بھیجا ہے“...... میجر جسونت نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”ان چار قیدیوں کو لائے ہو۔ کہاں ہیں وہ“...... کمار نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ وین میں ہیں اور میں کرنل بھنڈاری کی ہدایات کے مطابق انہیں تمہارے سپرد کرنے کے لئے ہی آیا ہوں“...... میجر جسونت نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ انہیں وین سے نکال کر ہمارے حوالے کرو اور جاؤ یہاں سے۔ ہم انہیں خود ہی مہاراج کے پاس لے جائیں گے“...... کمار نے کہا تو میجر جسونت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”نکالو وین سے ان چاروں کو“...... میجر جسونت نے اپنے مسلح ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو مسلح افراد تیزی سے وین کی طرف بڑھے اور انہوں نے وین کا پچھلا دروازہ کھولنا شروع کر دیا۔ وین کا دروازہ کھول کر وہ وین کے پچھلے حصے میں داخل ہوئے اور چند لمحوں کے بعد وہ وین سے چار افراد کو نکال کر باہر لے آئے۔ ان

چار افراد میں تین مرد اور ایک لڑکی تھی جو ظاہر ہے جولیا اور ا کے ساتھی ہی تھے۔

کرنل بھنڈاری نے مسلح افراد کو جیسے ہی ان چاروں کو گولیا مارنے کا حکم دیا اسی لمحے اسے سیل فون پر چھوٹے مہاراج جامو کی کال موصول ہوئی تھی جس نے کرنل بھنڈاری سے ان چارو کے بارے میں پوچھا تھا۔ کرنل بھنڈاری نے جاموٹ کو بتایا تھا ک اس کے ساتھیوں نے ان چاروں ایجنٹوں کو گرفتار کر لیا ہے اور ا وہ اس کے پاس اس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہیں۔ اس نے ا کے چہروں کا میک اپ صاف کرا لیا ہے جس سے اس بات ک تصدیق ہوگئی ہے کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے ا لئے وہ انہیں اب گولیاں مار کر ہلاک کرنے والا ہے۔ جس چھوٹے مہاراج جاموٹ نے اسے بڑے مہاراج وکرام کا پیغا دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ انہیں گولیاں نہ مارے بلکہ انہیں باندھ ک اس کے پاس لے آئے۔ ان چاروں کو بڑا مہاراج وکرام خو ہلاک کرے گا۔ چونکہ مہاراج وکرام کا حکم تھا اس لئے کرن بھنڈاری چھوٹے مہاراج جاموٹ کی بات سے کیسے انکار کر سکتا ت اس لئے اس نے مسلح افراد کو جولیا اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کرنے سے روک دیا تھا اور اس نے شاملے اور میجر جسونت سے ک تھا کہ وہ انہیں زنجیروں سے آزاد کر کے رسیوں سے باندھیں ا پھر انہیں کالائی کے جنگل میں لے جا کر مہاراج وکرام کی وا

فورس کے کمانڈر کمار کے حوالے کر دیں۔ اس کی بات سن کر شاملے اور میجر جسونت حیران ضرور ہوئے تھے لیکن ان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ کرنل بھنڈاری سے کوئی بھی سوال کرتے اس لئے انہوں نے پہلے ان چاروں کو رسیوں کے ساتھ مضبوطی سے باندھا اور پھر انہیں زنجیروں سے آزاد کر کے مسلح افراد کے گھیرے میں ہیڈ کوارٹر سے باہر لے گئے اور پھر میجر جسونت کے حکم پر ان چاروں کو ایک بند وین میں ڈال دیا گیا اور پھر وہ انہیں لے کر کالائی کے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ جولیا اور اس کے ساتھی بھی حیران ہو رہے تھے کہ مہاراج وکرام کون ہے اور اس نے انہیں کالائی کے جنگل میں کیوں بلایا ہے اور وہ انہیں اپنے ہاتھوں سے کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے لئے سب سے حیرانی کی بات یہ تھی کہ کرنل بھنڈاری جیسا طاقتور اور باوسائل انسان جو کافرستان کی ایک طاقتور ایجنسی کا چیف تھا اس آسانی سے ایک سادھو کی بات کیسے مان گیا تھا اور اس نے انہیں فوری طور پر مہاراج وکرام کے پاس بھیجنے کا حکم دے دیا تھا۔

ان چاروں کے ہاتھ عقب میں رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر سیاہ رنگ کے کپڑے بندھے ہوئے تھے تاکہ وہ ارد گرد کا ماحول نہ دیکھ سکیں۔ انہیں زبردستی دھکیلتے ہوئے وین سے باہر لایا گیا اور پھر میجر جسونت کے کہنے پر چند مسلح افراد ان چاروں کو کھینچتے ہوئے کمانڈر کمار کے نزدیک لے آئے۔

"یہ رہے تمہارے قیدی"...... میجر جسونت نے کہا تو کمار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو چند افراد تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے میجر جسونت کے ساتھیوں سے ان چاروں قیدیوں کو اپنی حراست میں لے لیا اور انہیں کھینچتے ہوئے ایک طرف لے گئے۔

"کرنل بھنڈاری کو مہاراج وکرام اور میرا پرنام کہنا اور اسے یہ لفافہ دے دینا"...... کمار نے کہا اور اس نے اپنے لباس کے ایک حصے سے ایک بند لفافہ نکال کر میجر جسونت کی طرف بڑھا دیا۔ لفافہ ڈاک کے عام لفافوں جیسا تھا لیکن دونوں طرف سے خالی تھا اس پر کچھ بھی لکھا ہوا نہیں تھا۔

"یہ کیا ہے"...... میجر جسونت نے لفافے کو الٹ پلٹ کر حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جو بھی ہے۔ یہ تمہارے لئے نہیں کرنل بھنڈاری کے لئے ہے۔ اسے دو گے تو وہ اسے خود ہی کھول کر دیکھ لے گا کہ اس میں کیا ہے"...... کمار نے منہ بنا کر کہا۔

"او کے"...... میجر جسونت نے کہا اور اس نے لفافہ اپنے لباس کی جیب میں ڈال لیا۔

"اب جاؤ تم سب"...... کمار نے اس بار قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا تو میجر جسونت نے ایک طویل سانس لی اور اپنے ساتھیوں کو واپسی کا اشارہ کر دیا۔ اس کا اشارہ ملتے ہی مسلح افراد تیزی سے اپنی

اپنی جیپوں میں سوار ہو گئے۔ میجر جسونت بھی اپنی جیپ میں سوار ہوا۔ کچھ ہی دیر میں چاروں جیپیں اور وین مڑ کر واپس ان راستوں کی طرف بھاگتی چلی گئیں جن راستوں سے گزرتی ہوئی آئی تھیں۔

کمار اور اس کے ساتھی اس وقت تک وہیں کھڑے رہے جب تک جیپیں درختوں کے جھنڈ میں جا کر ان کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو گئیں۔

"چلو۔ لے چلو انہیں"...... جیپوں کے جانے کے بعد کمار نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا جنہوں نے چار افراد کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

"چلو"...... مسلح افراد نے رسیوں سے بندھے ہوئے افراد کو دھکیلتے ہوئے کہا۔

"کون ہو تم اور وہ میجر جسونت کہاں ہے جو ہمیں یہاں لایا ہے"...... صفدر نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"میجر جسونت تمہیں ہمارے حوالے کر کے چلا گیا ہے"۔ کمار نے کہا۔

"کہاں چلا گیا ہے اور تم کون ہو"...... جولیا نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ہمارا تعلق مہاراج وکرام کے محافظوں سے ہے اور تم اس وقت ہمارے نرغے میں ہو۔ اپنی خیریت چاہتے ہو تو ہم جیسا کہہ رہے ہیں ویسا ہی کرو ورنہ ہم تمہیں یہیں ہلاک کر دیں گے"۔ کمار

نے ان کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کیا ہم کسی جنگل میں ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں۔ تمہیں کالائی کے جنگل میں لایا گیا ہے جہاں مہاراج وکرام کی حکمرانی ہے"...... کمار نے جواب دیا۔

"مہاراج وکرام۔ کون ہے یہ مہاراج وکرام اور ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے"...... تنویر نے نوجوان سے پوچھا۔

"اس کا جواب تمہیں مہاراج دیں گے۔ اب باتیں بند کرو اور چلو آگے"...... کمار نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو اس کے ساتھی ان چاروں کو مشین گنوں سے ٹھوکے دیتے ہوئے آگے دھکیلنا شروع ہو گئے۔ وہ چاروں ان کے ساتھ چلنا شروع ہو گئے۔ کمار اور اس کے ساتھی ان چاروں کو جنگل کے مختلف راستوں سے گزارتے ہوئے لے جا رہے تھے چونکہ ان چاروں کے چہروں پر سیاہ رنگ کے کپڑے بندھے ہوئے تھے اس لئے وہ نہ راستوں کو دیکھ سکتے تھے اور نہ ہی اس بات کا اندازہ لگا سکتے تھے کہ ان کے ارد گرد کتنے مسلح افراد موجود ہیں۔

"کیا ہم تم سے کچھ پوچھ سکتے ہیں"...... اچانک صفدر نے چلتے چلتے کہا۔

"کیا پوچھنا ہے تمہیں"...... کمار نے کہا۔

"کیا تمہارے مہاراج اس جنگل میں سنیاسی اور جوگیوں کا کام کرتے ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ سنیاسی ضرور ہیں لیکن جوگی نہیں"...... کمار نے کہا۔

"لیکن ہم نے تو سنا ہے کہ اس جنگل میں زیادہ تر جوگی ہی ہوتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ ہوتے ہیں لیکن ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہم انہیں یہاں آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ لیکن تم جوگیوں کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو"...... کمار نے کہا۔

"کیا تم ان میں سے کسی جوگی کو جانتے ہو۔ ایسے جوگی کو جو یہاں خاص طور پر سنہری ناگوں کا شکار کرتا ہو اور ان ناگوں کو جلا کر ان کی خاص قسم کی دوا تیار کرتا ہو"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"تم شاید کیاکی کی بات کر رہے ہو"...... کمار نے کہا۔

"ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ تم کیاکی کے بارے میں جانتے ہو"...... صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں جانتا ہوں۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... کمار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم کیاکی کی تلاش میں ہی آئے تھے"...... تنویر نے کہا۔

"کیاکی کی تلاش میں۔ لیکن کرنل جھنڈاری نے تو کہا تھا کہ تم پاکیشیائی جاسوس ہو اور تم ہمارے مہاراج کو نقصان پہنچانے کے لئے آئے ہو"...... کمار نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ہم جاسوس نہیں ہیں اور ہم تمہارے مہاراج کو کیوں نقصان پہنچائیں گے جب ہم ان کے بارے میں کچھ جانتے ہی

نہیں ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''کمار۔ ان کی باتوں میں مت آؤ۔ یہ غیر ملکی جاسوس ہی ہیں یہ تمہیں گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں''...... ایک شخص نے کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ ہم کسی کو گمراہ نہیں کر رہے ہیں۔ ہم واقعی یہاں سے کیامکی حاصل کرنے آئے ہیں۔ ہمارے ایک دوست کا خاندان پراسرار بیماری میں مبتلا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کا علاج کیامکی سے ہی ممکن ہے۔ ہم اس کی مدد کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے یہاں سے کیامکی حاصل کرنا چاہتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ کیامکی کے بارے میں جانتے ہو کہ وہ کس قدر قیمتی ہے۔ اس کی قیمت سونے سے بھی زیادہ ہے اتنی زیادہ کہ اس کی ایک چٹکی بھی تم خریدنا چاہو تو تمہیں لاکھوں روپے خرچ کرنے پڑیں گے''...... کمار نے کہا۔

''ہم ہر قیمت پر کیامکی حاصل کریں گے چاہے وہ کروڑوں کی مالیت کی ہی کیوں نہ ہو''...... جولیا نے کہا۔

''کتنے افراد ہیں جو خونی بیماری میں مبتلا ہیں اور تم ان کا علاج کیامکی سے کرنا چاہتے ہو''...... کمار نے پوچھا۔

''سات''...... صفدر نے جواب دیا۔

''ان افراد کے لئے تو تمہیں بہت بڑی رقم خرچ کرنی پڑے گی۔ میرے اندازے کے مطابق ان سب کے لئے کیامکی کی خوراک جو دس دن کے لئے ہو گی کم از کم ایک کروڑ ڈالرز میں

پڑے گی''...... کمار نے سوچتے ہوئے کہا۔

''ایک کروڑ ڈالرز۔ اوہ۔ کیا کیامکی اتنی قیمتی ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو تم کیا سمجھی تھی کہ کیامکی اتنی ہی سستی ہے۔ اگر یہ سستی ہوتی تو اب تک عام نہ ہو چکی ہوتی اور خونی بیماری کے ساتھ ساتھ دوسری بیماریوں کا علاج آسان نہ ہو گیا ہوتا''...... کمار نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''لیکن یہ سنہری ناگوں کی جلی ہوئی راکھ ہوتی ہے جو جوگیوں کے پاس پائی جاتی ہے۔ جوگیوں کو بھلا اتنی دولت کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم کیا سمجھتے ہو کہ کافرستان کے سنیاسی اور جوگی مہاراج بھک منگوں جیسی زندگیاں گزارتے ہیں''...... کمار نے منہ بنا کر کہا۔

''لیکن وہ اتنی دولت کا کرتے کیا ہیں''...... جولیا نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کچھ بھی کرتے ہوں تمہیں اس سے کیا۔ میں نے تمہیں بتا دیا ہے نا کہ تم جو کیامکی حاصل کرنا چاہتے ہو وہ کم از کم ایک کروڑ ڈالرز میں ملے گی اس سے کم نہیں ورنہ جتنے ڈالرز کم ہوں گے کیامکی کی مقدار کم ہو جائے گی اور مریضوں پر کیامکی کا اثر اسی وقت ہوتا ہے جب انہیں مخصوص مقدار اور مخصوص دنوں تک کیامکی کی

خوراک دی جائے ورنہ کیا کمی سے عام بیماری میں بھی کوئی افاقہ نہیں ہوتا ہے“...... کمار نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کیا تم ہمیں اس جوگی مہاراج تک لے چلو گے جس کے پاس کیا کمی کی اتنی مقدار موجود ہو جو ہمارے دوست کے گھرانے کی جان بچا سکے“...... صفدر نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم ایک کروڑ ڈالرز خرچ کر سکتے ہو“...... کمار نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ جن افراد کے لئے ہمیں کیا کمی کی ضرورت ہے۔ ان کی زندگیاں بے حد خطرے میں ہیں۔ اگر ان کا بروقت علاج نہ کیا گیا تو ان کی بیماری ان کے لئے جان لیوا بھی ثابت ہو سکتی ہے اس لئے ہم ان کے لئے ایک کروڑ ڈالرز تو کیا دو کروڑ ڈالرز بھی ادا کرنے کو تیار ہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا تو کمار کے چہرے پر حیرت لہرانے لگی۔ وہ رک گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی رکنے کا اشارہ کیا تو وہ بھی رک گئے۔

”کیا ہوا۔ تم جواب کیوں نہیں دے رہے“...... جولیا نے رک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس ایک کروڑ ڈالرز ہیں یا سچ مچ تم مجھے احمق بنانے کی کوشش کر رہے ہو“...... کمار نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہم اپنے ساتھ اتنی بڑی رقم کیسے لا سکتے ہیں۔ البتہ ہمارے

پاس گارینٹڈ چیکس ضرور ہیں جن سے ہم ایک کروڑ ڈالرز ادا کر سکتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”کہاں ہیں وہ چیک“...... کمار نے پوچھا۔

”ہمارے ان تھیلوں میں جو میجر جسونت نے ہم سے چھین لئے تھے“...... جولیا نے کہا تو کمار نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”دیکھا۔ میں نے کہا تھا نا کہ یہ تمہیں احمق بنا رہے ہیں۔ ان کی باتوں پر یقین نہ کرو۔ یہ مہاراج کے مجرم ہیں۔ انہیں مہاراج کے پاس لے چلتے ہیں۔ وہی فیصلہ کریں گے کہ ان کا کیا کرنا ہے“...... کمار کے ایک ساتھی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ چلو لے چلو انہیں مہاراج کے پاس“۔ کمار نے سر جھٹک کر کہا تو وہ انہیں ایک بار پھر زور زور سے دھکیلنا شروع ہو گئے۔

”اگر تمہیں ہماری باتوں پر یقین نہیں ہے تو میجر جسونت کے پاس موجود ہمارے تھیلے منگوا لو۔ ان میں ہماری چیک بکس موجود ہیں اگر ہماری بات غلط ہوئی تو تم بے شک ہمیں گولی مار دینا“۔ کیپٹن شکیل نے کہا لیکن کمار نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا وہ خاموشی سے کچھ سوچنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

”کیا تم سن رہے ہو میں کیا کہہ رہا ہوں“...... کیپٹن شکیل نے کہا لیکن کمار اس بار بھی کچھ نہ بولا۔ وہ انہیں لے کر جنگل کے ایک مخصوص حصے میں پہنچ گئے۔ وہاں درختوں کے درمیان ہر طرف

گھاس پھونس کی جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان جھونپڑیوں کے پاس بھی بے شمار گیروے لباس والے پنڈت اور اسی قسم کے افراد گھومتے پھرتے دکھائی دے رہے تھے۔

"راجو۔ تم انہیں یہاں روک کر رکھو۔ میں چھوٹے مہاراج جاموٹ سے مل کر آتا ہوں"...... کمار نے کہا تو اس نوجوان نے اثبات میں سر ہلا دیا جو کمار کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کمار تیز تیز چلتا ہوا جھونپڑیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ جاموٹ بھی تھا۔ جاموٹ کو دیکھ کر راجو اور اس کے ساتھی مستعد ہو گئے۔

"ان کے چہروں سے نقاب ہٹاؤ"...... جاموٹ نے ان کے نزدیک آتے ہوئے کہا تو راجو نے اپنے تین ساتھیوں کو اشارہ کیا اور خود بھی ایک قیدی کی طرف بڑھ گیا اور ان چاروں نے ایک ساتھ چاروں قیدیوں کے چہروں پر سے کپڑے ہٹا دیئے۔ کپڑے ہٹتے ہی وہ چاروں یوں آنکھیں جھپکنا شروع ہو گئے جیسے اندھیرے کے بعد اچانک ان کی آنکھوں میں تیز روشنی بھر گئی ہو حالانکہ وہاں روشنی بے حد کم تھی۔ چند لمحوں تک وہ آنکھیں جھپکتے رہے پھر وہ حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر اور اپنے ارد گرد موجود گیروے لباس والے افراد کی طرف دیکھنے لگے۔ جاموٹ ان چاروں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ چند لمحوں تک انہیں دیکھتا رہا پھر اس نے کمار کے کان میں کچھ کہا تو کمار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کمار کے کان

میں کچھ کہتے ہی جاموٹ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا اس طرف واپس بڑھتا چلا گیا جس طرف سے وہ آیا تھا۔ اس کے واپس جاتے ہی کمار مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا واپس ان کے قریب آ گیا۔

"چھوٹے مہاراج نے انہیں الونگا کی طرف لے جانے کا حکم دیا ہے"...... کمار نے کہا تو راجو اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"چلو"...... راجو نے چاروں قیدیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ الونگا کون سی جگہ ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے ساتھ چلو۔ پھر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا"۔ کمار نے مسکرا کر کہا۔ اس کی مکروہ مسکراہٹ دیکھ کر وہ چاروں بری طرح سے چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ تمہارا لہجہ بتا رہا ہے جیسے تم ہمیں موت کے منہ میں لے جا رہے ہو"...... کیپٹن شکیل نے اس کی طرف دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لو"...... کمار نے اسی طرح مکروہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو ان چاروں کے چہروں پر تشویش کے سائے لہرانے لگے۔

"چلو۔ جلدی چلو۔ تمہیں ٹھکانے لگا کر ہمیں اور بھی بہت سے کام کرنے ہیں"...... کمار نے کہا۔

''اگر ہم تمہارے ساتھ چلنے سے انکار کر دیں تو''...... تنویر نے اس بار بڑے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا غراہٹ بھرا لہجہ سن کر نہ صرف کمار بلکہ اس کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

''کیا۔ کیا کہا تم نے''...... کمار نے تیز تیز چلتے ہوئے تنویر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''یہ کہ اگر ہم تمہارے ساتھ چلنے سے انکار کر دیں تو''...... تنویر نے بغیر کسی خوف کے کہا تو کمار کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

''تب ہم تمہیں یہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیں گے اور تمہاری لاشوں کے ٹکڑے کر کے جنگل میں پھینک دیں گے جنہیں جنگل کے سانپ اور آدم خور چیونٹیاں کھا جائیں گی''...... کمار نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ وہ ہماری لاشوں کی جگہ تمہاری لاشیں کھانا زیادہ پسند کریں کیونکہ تم ان کے ساتھ اسی جنگل میں رہتے ہو''...... تنویر نے اسی انداز میں کہا تو کمار کا چہرہ غصے سے اور زیادہ سرخ ہو گیا۔

''تم اپنی زبان بند رکھو۔ سمجھے تم ورنہ......'' کمار نے غراتے ہوئے کہا۔

''ورنہ۔ ورنہ کیا''...... تنویر نے اسے غصہ دلاتے ہوئے کہا۔

کمار نے غصے سے اپنی ٹانگ اٹھائی اور ٹانگ پر لگی ہوئی چمڑے کی پٹی سے ایک بڑا سا شکاری خنجر نکال کر تنویر کے سامنے کر دیا۔

''ورنہ میں اس خنجر سے تمہاری گردن کاٹ دوں گا''...... اس نے تنویر کی طرف خنجر لہراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے بجلی سی چمکی اور

دوسرے لمحے کمار کے ہاتھ سے خنجر نکل کر دور جا گرا۔ اس سے پہلے کہ کمار اور اس کے ساتھی کچھ سمجھتے اچانک تنویر بجلی کی سی تیزی سے تڑپا اور اس نے کمار کو جھپٹ کر پکڑا۔ اور اس کا ایک ہاتھ مروڑتا ہوا اس کی کمر کی طرف کرتے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگا لیا جبکہ اس نے دوسرا ہاتھ کمار کی گردن میں ڈال کر اس کی گردن پوری قوت سے دبا لی تھی۔ کمار کے حلق سے بے اختیار بھنچی بھنچی آوازیں نکلنے لگیں۔ کمار کو تنویر کے قبضے میں دیکھ کر اس کے مسلح ساتھی تیزی سے اس کی طرف لپکے۔

''خبردار۔ اگر کوئی آگے آیا تو میں اس کی گردن توڑ دوں گا''۔ تنویر نے گرجتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس نے کمار کی گردن پر دباؤ ڈالا تو کمار کے حلق سے گھٹی گھٹی آوازیں نکلنے لگیں اور اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ کمار کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر اس کے ساتھی وہیں رک گئے اور تنویر کی جانب خونخوار نظروں سے دیکھنے لگے۔ وہ حیرت سے زمین پر پڑی ہوئی ان رسیوں کو دیکھ رہے تھے جن سے تنویر یکلخت آزاد ہو گیا تھا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے کمار کو جھپٹ کر پکڑ لیا تھا۔ رسی یوں کٹی ہوئی تھی جیسے اسے باقاعدہ کسی خنجر یا چاقو سے کاٹا گیا ہو۔

''ان سے کہو کہ یہ اپنا اسلحہ گرا دیں ورنہ......'' تنویر نے کمار کی گردن پر تھوڑا سا دباؤ کم کرتے ہوئے کہا۔

''گگ۔ گگ۔ گرا دو۔ گرا دو اسلحہ''...... کمار کے منہ سے بھنچی

ہوئی آواز نکلی۔

’’لیکن......‘‘ راجو نے پریشانی کے عالم میں کہنا چاہا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اسی لمحے جولیا بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور اس نے ایڑی کے بل گھومتے ہوئے اچانک راجو پر حملہ کرتے ہوئے اس سے اس کی مشین گن چھینی اور تیزی سے پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ اپنے ہاتھوں سے مشین گن نکلتے دیکھ کر راجو جیسے ساکت سا ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کے باقی ساتھی بھی لڑکی کی تیز رفتاری اور اس کی دیدہ دلیری پر حیران رہ گئے تھے اور ان سب کی حیرت اس وقت اور زیادہ بڑھ گئی جب ان کے باقی دو ساتھی بھی رسیوں سے آزاد ہو گئے اور انہوں نے اپنے قریب کھڑے مسلح افراد پر تیزی سے حملہ کر کے ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں چھین لیں۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں آتے دیکھ کر دوسرے مسلح افراد بوکھلا گئے انہوں نے جولیا اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کرنی چاہی لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتے جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل نے سائیڈوں میں ہوتے ہوئے ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ ماحول یکلخت فائرنگ اور انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سن کر جھونپڑیوں میں موجود افراد میں بھی جیسے کھلبلی سی مچ گئی تھی۔ وہاں ہر طرف سادھوؤں اور پنڈتوں نے دوڑیں لگانی شروع کر دی تھیں۔

کمار کے ساتھیوں نے دوڑ کر اپنی جانیں بچانی چاہیں لیکن صفدر، جولیا اور کیپٹن شکیل نے انہیں تین اطراف سے گھیر لیا اور ان پر مسلسل فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ وہ مسلح افراد کو فائرنگ کرنے کا موقع ہی نہیں دے رہے تھے۔ انہیں فائرنگ کرتے دیکھ کر تنویر، کمار کو گردن سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا پیچھے لے گیا اور ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا۔ کمار کے ساتھ بیس کے قریب مسلح افراد تھے جو اس طرح اچانک بدلنے والی سچوئیشن کو سمجھ نہیں سکے تھے اور فائرنگ ہوتے ہی انہوں نے جان بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیا تھا لیکن جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل نے انہیں وہاں سے بچ نکلنے کا کوئی موقع نہیں دیا تھا۔ وہ سب گولیوں کا شکار ہو کر وہیں ڈھیر ہو گئے۔ قبیلے کی طرف سے پنڈت اور سادھو چیختے چلاتے ہوئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے اور جنگل کی طرف سے مزید افراد کے بھاگتے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

’’نکل چلو یہاں سے جلدی۔ ان کے اور ساتھی یہاں آ گئے تو ہم ان کے گھیرے میں آ جائیں گے‘‘...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے اس طرف لپکی جس طرف تنویر، کمار کو گھسیٹتا ہوا لے گیا تھا۔ تنویر نے کمار کی گردن کی ایک مخصوص رگ دبا کر اسے بے ہوش کر دیا تھا اور اسے ایک درخت کے پیچھے چھپا دیا تھا۔ وہ مسلح افراد کے خلاف اپنے ساتھیوں کی مدد کرنا چاہتا تھا لیکن جب اس نے دیکھا کہ اس کے ساتھیوں نے تمام مسلح افراد کو مار گرایا ہے تو

وہ وہیں رک گیا۔

”اسے اٹھاؤ اور چلو یہاں سے“...... جولیا نے بھاگ کر اس کی طرف آتے ہوئے کہا تو تنویر نے جھپٹ کر نیچے پڑے ہوئے بے ہوش کمار کو اٹھایا اور اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے خالی ہونی والی مشین گنیں وہیں پھینکیں اور ان کی جگہ انہوں نے ہلاک ہونے والے افراد کی مشین گنیں اور ان کے کاندھوں سے فالتو میگزین کی بیلٹس اور بموں والے تھیلے اتارے اور انہیں لے کر وہ بھاگتے ہوئے اس طرف آ گئے جہاں جولیا اور تنویر موجود تھے۔ صفدر نے ایک مشین گن جولیا کو دے دی جبکہ کیپٹن شکیل نے ایک مشین گن اور ایک تھیلا تنویر کو دے دیا۔ تنویر نے ایک ہاتھ میں تھیلا پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں مشین گن لے لی اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر درختوں کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ درختوں کے ارد گرد سے انہیں مسلسل مختلف افراد کے چیخنے اور دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ شاید وہ جنگل کے محافظ تھے جو فائرنگ کی آواز سن کر اس طرف بھاگے چلے آ رہے تھے۔ ان کے بھاگتے قدموں کی آوازوں کا اندازہ لگاتے ہوئے جولیا اور اس کے ساتھی مخالف سمت میں بھاگ رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہ بھاگتے ہوئے درختوں کے ایک بڑے جھنڈ میں پہنچ گئے۔

”بس یہاں رک جاؤ۔ اس طرف کوئی نہیں ہے“...... جولیا نے ایک جگہ رکتے ہوئے کہا تو وہ سب بھی رک گئے۔

”میں ارد گرد کا جائزہ لے لیتا ہوں اور پھر مناسب جگہ تلاش کر کے ہم وہاں چھپ جاتے ہیں تاکہ وائلڈ فورس ہمیں آسانی سے تلاش نہ کر سکے“...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور کیپٹن شکیل تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔ جولیا، صفدر اور تنویر تیزی سے گھنے درختوں کی طرف بڑھ گئے تھے۔ تنویر نے اپنے کاندھے پر لدے ہوئے کمار کو اتار کر ایک درخت کی جڑ کے پاس ڈال دیا۔

”آئے ہم یہاں کس کام سے تھے اور عجیب سی مصیبت کا شکار ہو گئے ہیں جس سے ہمیں کچھ لینا دینا بھی نہیں ہے“...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے تو سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ ہمارے خلاف بلیک اسکائی ایجنسی نے ایکشن لیا تھا پھر یہ بیچ میں چھوٹا مہاراج اور بڑا مہاراج کہاں سے آ گیا جس کے کہنے پر کرنل بھنڈاری نے ہمیں ان کے سپرد کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اور اس مہاراج سے بات کرتے ہوئے کرنل بھنڈاری کا لہجہ بھی اس قدر مؤدبانہ تھا جیسے چھوٹا اور بڑا مہاراج اس کے لئے بے حد مقدس حیثیت رکھتا ہو“...... تنویر نے کہا۔

”کرنل بھنڈاری کے الفاظ تھے کہ مہاراج وکرام چاہتا ہے کہ وہ خود ہمیں ہلاک کرے۔ آخر یہ مہاراج ہے کون اور وہ ہمیں کیوں

ہلاک کرنا چاہتا ہے''...... جولیا نے حیرت سے کہا۔

''ان تمام باتوں کو جواب شاید ہمیں یہ کمار دے سکتا ہے۔ یہ تو اچھا ہوا ہے ہم نے اپنے ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیاں کاٹ لی تھیں ورنہ یہ نجانے ہمیں کس الونگا میں لے جانا چاہتے تھے اور وہاں لے جا کر ہمارے ساتھ کیا سلوک کرنے والے تھے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ذرا کچھ دیر انتظار کر لو۔ کیپٹن شکیل اردگرد کا جائزہ لے لے پھر ہم اطمینان سے اسے ہوش میں لا کر اس سے بات کریں گے۔ یہ مہاراج کی وائلڈ فورس کا کمانڈر ہے یہ بہت کچھ جانتا ہو گا۔ اور کچھ نہیں تو یہ ہمیں چھوٹے اور بڑے مہاراج کا حدود اربعہ تو بتا ہی دے گا''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیپٹن شکیل واپس آ گیا۔

''یہ ہمارے لئے کافی محفوظ جگہ ہے۔ ہر طرف گھنے درخت ہیں۔ اگر ہم ان درختوں پر چڑھ جائیں تو پنڈتوں اور سادھوؤں کی فوج ہمیں آسانی سے تلاش نہیں کر سکے گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب سر اٹھا کر وہاں موجود گھنے درختوں کی طرف دیکھنے لگے۔

''درخت کافی اونچے بھی ہیں۔ ہم ان پر چڑھ کر اردگرد پر نظر بھی رکھ سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ فی الحال ہم یہیں رک کر کمار سے پوچھ گچھ کرتے ہیں اگر کوئی اس طرف آیا تو ہم سب درختوں پر چڑھ کر

چھپ جائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''تو کیا میں اسے ہوش میں لاؤں''...... تنویر نے پوچھا۔

''پہلے اسے اچھی طرح سے باندھ لو تاکہ یہ کوئی مزاحمت نہ کر سکے''...... جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ کمار پر جھک کر اس کا گیروے رنگ کا لباس پھاڑ پھاڑ کر بل دے کر اس کی رسیاں بنانے لگا اور پھر وہ ان رسیوں سے کمار کے ہاتھ پاؤں باندھنا شروع ہو گیا۔

''دیکھنے میں تو یہ عام سے پنڈت اور سادھو ٹائپ کے لوگ لگتے ہیں لیکن انہوں نے یہاں وائلڈ فورس بھی رکھی ہوئی ہے جو میرے لئے بے حد تعجب خیز ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہمارے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی تو تعجب خیز ہی ہے۔ ہم یہاں کیا کچھ حاصل کرنے کے لئے آئے تھے اور خواہ مخواہ ان جھمیلوں میں پڑ گئے ہیں''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔ اس وقت تک تنویر، کمار کو باندھ چکا تھا۔ اس نے اب کمار کی ناک پکڑ کر اس کا منہ بند کر دیا تھا تاکہ اس کا دم گھٹ جائے اور اسے ہوش آ جائے۔ ابھی تنویر، کمار کو ہوش میں لانے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اچانک انہیں دائیں طرف سے کھٹکے کی آواز سنائی دی۔ وہ چاروں تیزی سے پلٹے تو انہیں ایک درخت کے پیچھے سے ایک نہایت حسین اور نوجوان لڑکی نکل کر اس طرف آتی دکھائی دی۔ لڑکی نے سفید رنگ کا چمکدار لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے سر کے بال بکھرے

ہوئے تھے اور اس کا رنگ اس قدر سفید تھا جیسے اس میں خون نام کی کوئی چیز نہ ہو۔ لڑکی کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں جن میں ڈھیلوں کے اوپر پتلی کی بجائے سیاہ لکیر تھی اور لڑکی کے ہونٹ خون کی طرح سرخ دکھائی دے رہے تھے اور لڑکی کا قد بھی کافی لمبا تھا۔

اس قدر عجیب و غریب اور خوفناک لڑکی کو دیکھ کر ان سب کے رنگ فق ہو گئے اور جب ان کی نظریں لڑکی کے پیروں پر پڑیں تو ان کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے لڑکی کے دونوں پیر پیچھے کی طرف مڑے ہوئے تھے۔

"رک جاؤ۔ خبردار آگے مت آؤ ورنہ میں تمہیں بھون کر رکھ دوں گی"...... جولیا نے اس لڑکی کی طرف دیکھ کر چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین گن کا رخ اس کی طرف کر دیا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر نے بھی مشین گنوں کے رخ لڑکی کی طرف کر دیئے تھے لیکن لڑکی نے جیسے جولیا کی بات سنی ہی نہیں تھی۔ وہ ان کی طرف دیکھتی ہوئی رکے بغیر آگے بڑھی چلی آ رہی تھی۔

"وہیں رک جاؤ لڑکی۔ ورنہ ہم تمہارا کوئی لحاظ نہیں کریں گے"...... تنویر نے کمار کو چھوڑ کر سائیڈ میں پڑی ہوئی اپنی مشین گن اٹھا کر لڑکی کی طرف مڑتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر لڑکی نے اپنا سر گھما کر اس کی طرف دیکھا اور اپنا منہ کھول دیا۔ اس کا منہ کھلا تو اس کے منہ سے زرد رنگ کے لمبے اور نوکیلے دانت دکھائی دینے لگے۔ لڑکی کی ہیئت دیکھ کر انہیں

صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ لڑکی انسان نہیں بلکہ کوئی ماورائی طاقت ہے۔ تنویر کی بات سن کر بھی وہ نہیں رکی تھی اور مسلسل ان کی طرف بڑھی آ رہی تھی۔

لڑکی کو مسلسل آگے بڑھتا دیکھ کر جولیا کو غصہ آ گیا اس نے لڑکی کے مڑے ہوئے پیروں کے قریب فائرنگ کر دی۔ گولیاں لڑکی کے پیروں کے پاس سے دھول اڑا کر زمین میں دھنستی چلی گئیں لیکن لڑکی پر فائرنگ کا کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ اسی طرح ان پر نظریں گاڑے آگے بڑھ رہی تھی۔ یہ دیکھ کر تنویر کو غصہ آ گیا۔

"یہ انسان نہیں ہے۔ ہلاک کر دو اسے"...... تنویر نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے لڑکی پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ یہ دیکھ کر ان چاروں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کہ تنویر کی چلائی ہوئی گولیاں لڑکی کو لگ رہی تھیں لیکن ان گولیوں کا لڑکی پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے لڑکی مجسم نہ ہو بلکہ اس کا عکس ہو جس پر گولیوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اور گولیاں اس کے جسم سے پار ہو کر پیچھے درختوں پر پڑ رہی تھیں۔ جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل نے بھی لڑکی پر فائرنگ کی لیکن لڑکی کے وجود پر انہیں گولیوں سے ایک خراش بھی پڑتی دکھائی نہ دی۔ لڑکی ان سے کچھ فاصلے پر آ کر رک گئی۔ اسے رکتے دیکھ کر جولیا نے فائرنگ روک دی اور اشارے سے اپنے ساتھیوں کو بھی اس پر فائرنگ کرنے سے منع کر دیا۔

''کون ہو تم''...... جولیا نے لڑکی کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''چھلائی''......لڑکی کے منہ سے پھنکارتی ہوئی آواز نکلی۔

''چھلائی۔ کون چھلائی۔ کیا تمہارا تعلق ماورائی دنیا سے ہے''۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ میں آسیبی دنیا کی سوڈانگی ہوں اور میرا نام چھلائی ہے''......لڑکی نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں کیوں آئی ہو''......صفدر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''مہاراج وکرام نے مجھے تم چاروں کا شکار کرنے کے لئے بھیجا ہے''...... چھلائی نے کہا۔

''شکار۔ کیا مطلب''......کیپٹن شکیل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم چاروں مہاراج وکرام کے دشمن ہو اور تم اسے یہاں ہلاک کرنے کے لئے آئے ہو اور تم نے اس کے بہت سے ساتھیوں کو ہلاک بھی کر دیا ہے اس سے پہلے کہ تم مہاراج وکرام تک پہنچو اور اسے کسی قسم کا نقصان پہنچاؤ۔ مہاراج وکرام نے مجھے تمہارا شکار کرنے کے لئے بھیج دیا ہے''...... چھلائی نے کہا۔

''ہونہہ۔ مہاراج وکرام ہے کون اور اسے کس نے کہا ہے کہ ہم اسے یہاں نقصان پہنچانے کے لئے آئے ہیں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ مہاراج وکرام نے جو حکم دیا ہے مجھے اس پر عمل کرنا ہے اور تمہیں یہاں سے اٹھا کر موت کے سیاہ کنویں میں قید کرنا ہے اور بس''...... چھلائی نے کہا۔

''موت کا سیاہ کنواں''......صفدر نے بوکھلا کر کہا۔

''ہاں۔ اور اب تم سب موت کے سیاہ کنویں میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... چھلائی نے کہا ساتھ ہی اس نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کر اپنے منہ کے پاس کر لیا اس کے ہاتھ کی مٹھی بند تھی۔ اس نے مٹھی منہ کے پاس لے جا کر کھولی تو انہیں اس کے ہاتھ میں جلی ہوئی راکھ سی دکھائی دی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے چھلائی نے ہاتھ پر رکھی ہوئی راکھ پر زور سے پھونک مار دی۔ راکھ ہوا میں بکھر کر تیزی سے پھیل گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ان چاروں پر آ پڑی۔ جیسے ہی راکھ ان پر پڑی انہیں اپنے جسموں سے نہ صرف جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی بلکہ انہیں اپنے دل ڈوبتے اور دماغوں میں اندھیرے بھرتے ہوئے محسوس ہوئے۔ انہوں نے سر جھٹک جھٹک کر دماغ پر چھانے والے اندھیرے دور کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے اور الٹ الٹ کر گرتے چلے گئے۔

یہ ایک بڑا میدان تھا۔ یہاں ہر طرف چھوٹی بڑی قبریں ہی قبریں پھیلی ہوئی تھیں۔ تمام قبریں سیاہ پتھروں کی بنی ہوئی تھیں۔ ان قبروں کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔

تمام قبریں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھیں۔ قبروں میں نیچے کی طرف جگہ جگہ سوراخ بنے ہوئے تھے جیسے وہاں چوہوں اور ایسے ہی بہت سے جانوروں نے اپنے مسکن بنا رکھے ہوں۔ ان قبروں کے اردگرد ہر طرف سیاہ رنگ کے بڑے بڑے چمگادڑ اُڑ رہے تھے جیسے یہ سیاہ چمگادڑوں کی ہی آماجگاہ ہو۔

''یہ سب کیا ہے۔ یہاں تو ہر طرف چمگادڑیں موجود ہیں۔ کیا یہ ہے تمہاری دنیا اور تمہاری دنیا کے باسی''...... عمران نے حیرت بھری نظروں سے اپنے دائیں طرف کھڑے سوڈانگو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اسے دروازہ عبور کرتے ہی دکھائی دینا شروع ہو گیا تھا اور سوڈانگو بدستور اسی روپ میں تھا جس روپ میں وہ عمران کے

ساتھ آیا تھا۔

''ہاں۔ یہ ہماری دنیا ہے اور یہی ہیں سوڈانگو۔ کیوں کیا تم انہیں دیکھ کر ڈر رہے ہو''...... سوڈانگو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ لیکن تم تو ان سے الگ دکھائی دے رہے ہو۔ تم نے تو کہا تھا کہ تمہاری دنیا کے سوڈانگو تمہارے جیسے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ ہم وہ مخلوق ہیں جو کوئی بھی روپ دھار سکتے ہیں۔ یہ ہماری دنیا ہے اور اس دنیا کے تمام سوڈانگو ایسے ہی روپ میں رہتے ہیں''...... سوڈانگو نے کہا۔

''حیرت ہے۔ میں تو کچھ اور ہی سمجھ بیٹھا تھا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا سمجھے تھے تم''...... سوڈانگو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں سمجھا تھا کہ آسیب کی دنیا کے باسی تمہاری طرح بھیانک ہوں گے۔ یہاں بھوت پریت، چڑیلیں اور الٹے پیروں والی چھل پیریاں ہوں گی جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دیکھنے میں انتہائی حسین دکھائی دیتے ہیں لیکن ان کے پیر پیچھے کی طرف ہوتے ہیں اور جیسے ہی کسی کو ان کے مڑے ہوئے پیر دکھائی دیتے ہیں وہ اصلی روپ میں آ جاتی ہیں جو بے حد ڈراؤنا اور بھیانک ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

”جو تم سوچ رہے ہو یہاں ایسا ہی ہوتا ہے لیکن میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ اس دنیا میں ہمیں اپنے سردار کے اصولوں کے ساتھ رہنا پڑتا ہے۔ ہم اپنے سردار کے حکم پر عمل کرتے ہیں اور ہمارے پاس چونکہ رہنے کے لئے اوپن جگہ محدود ہوتی ہے اس لئے ہم کم جگہ پر رہنے کے لئے یہاں یہی روپ دھارتے ہیں البتہ ہر قبوکے کے اندر اتنی وسعت ہے کہ اس میں تمہاری دنیا کا ایک بڑا شہر بسایا جا سکتا ہے“...... سوڈانگو نے قبروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جنہیں وہ قبوکے کہہ رہا تھا۔

”بہرحال۔ اب میں تمہاری دنیا میں آ گیا ہوں۔ اب بولو۔ کیوں لائے ہو مجھے یہاں“...... عمران نے سر جھٹک کر پوچھا۔ اسے وہاں تیز آواز میں بولنا پڑ رہا تھا کیونکہ چمگادڑوں کی کراہیت انگیز اور تیز آوازوں کی وجہ سے اسے کان پڑی آواز بھی مشکل سے ہی سنائی دے رہی تھی۔

”میں تمہیں اپنے سردار کے پاس لے جانا چاہتا ہوں“۔ سوڈانگو نے کہا۔

”ان میں تمہارا سردار کون ہے۔ کیا وہ کوئی الو ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”نہیں۔ وہ ان سے الگ روپ میں رہتا ہے“...... سوڈانگو نے جواب دیا۔

”کس روپ میں“...... عمران نے پوچھا۔

”چل کر خود دیکھ لو“...... سوڈانگو نے کہا۔

”لیکن یہاں تو ہر طرف چمگادڑ اڑتے پھر رہے ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”گھبراؤ نہیں۔ تم ان سب کے نجات دہندہ ہو۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے“...... سوڈانگو نے کہا۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر اشارہ کیا تو گولی کی رفتار سے اڑتے ہوئے چمگادڑ تیر کی طرح ان قبروں کے سوراخوں میں گھستے چلے گئے جیسے اچانک وہاں خوفناک طوفان آ گیا ہو اور وہ اس سے بچنے کے لئے اپنی پناہ گاہ میں چھپنا چاہتے ہوں۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سے تمام چمگادڑیں غائب ہو گئے۔ اب ہر طرف گہری خاموشی چھا گئی تھی۔ قبرستان یکلخت سنسان اور ویران ہو گیا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہاں عمران اور سوڈانگو کے سوا کوئی نہ ہو۔

”اب تو کوئی خطرہ نہیں ہے نا تمہیں“...... سوڈانگو نے عمران نے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں۔ اب ٹھیک ہے۔ اچھا کیا جو تم نے ان سب کو بھگا دیا ہے ورنہ ان کے شور سے میرے کانوں کے پردے پھٹ رہے تھے۔ بڑی خوفناک آوازیں تھیں ان کی“...... عمران نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہاری شان میں قصیدے پڑھ رہے تھے اس لئے ان کی آوازوں میں وہ کڑک اور خوفناکی نہیں تھی جسے سن کر بڑے بڑے

سورماؤں کے پتے پانی ہو جاتے ہیں''...... سوڈانگو نے ہنس کر کہا۔

''اچھا چھوڑو ان باتوں کو اور مجھے اپنے سردار کے پاس لے چلو۔ مجھے یہاں بے حد گھٹن سی محسوس ہو رہی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ واقعی اسے اس عجیب و غریب اور غیر انسانی ماحول سے کوفت سی ہونا شروع ہو گئی تھی اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ پلٹے اور بھاگ کر واپس اس دروازے سے باہر نکل جائے جس میں داخل ہو کر وہ آسیبی دنیا میں آیا تھا۔

''ٹھیک ہے آؤ''...... سوڈانگو نے کہا اور وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ عمران بھی اس کے پیچھے چلنے لگا۔ سوڈانگو ان قبروں کے درمیان سے گزرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔ عمران بھی اس کے پیچھے تھا۔ وہ دونوں قبرستان سے گزر کر سامنے موجود ایک عجیب و غریب پہاڑی کے پاس آ گئے۔ یہ پہاڑی زیادہ بڑی اور اونچی نہیں تھی لیکن یہ پہاڑی مصر کے اہرام جیسی ضرور بنی ہوئی تھی جو تکونی تھی۔ اس اہرام نما پہاڑی کے تینوں اطراف ویسے ہی دروازے بنے ہوئے تھے جیسا عمران نے باہر کھنڈرات کی دیوار پر دیکھا تھا اور جس سے گزر کر وہ آسیبی دنیا میں داخل ہوا تھا۔

''شاہی قبوکے کے سامنے والے دروازے کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ اور تین بار اونچی آواز میں کہو کہ سالونگا سردار میں آ گیا ہوں''...... سوڈانگو نے ایک جگہ رک کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیوں تم میرے ساتھ نہیں آؤ گے کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ شاہی قبوکے میں مجھے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ تمہیں وہاں اکیلا ہی جانا پڑے گا اور جب تک تم سردار کو اپنی آمد کے بارے میں نہیں بتاؤ گے اس وقت تک تمہیں اندر جانے کا راستہ نہیں دیا جائے گا''...... سوڈانگو نے کہا۔

''اندر جانے کا راستہ۔ اندر جانے کا راستہ تو یہ دروازہ ہے جو کھلا ہوا معلوم ہو رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ محض دکھاوے کا راستہ ہے۔ اگر تم نے اس دروازے سے اندر جانے کی کوشش کی تو اس دروازے سے گزرتے ہی تم آگ کا شکار ہو جاؤ گے۔ ایسی آگ جو تمہیں ایک لمحے میں جلا کر بھسم کر دے گی''...... سوڈانگو نے کہا۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے میں آسیبی دنیا میں نہیں بلکہ بدروحوں کی دنیا میں آ گیا ہوں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ آسیب کی دنیا ہے بدروحوں کی دنیا اور ہے''...... سوڈانگو نے کہا۔

''کیا نام بتایا ہے تم نے اپنے سردار کا۔ کڈونگا یا بلونگا یا پھر شاید ڈونگا''...... عمران نے کہا۔

''اس کا نام سالونگا ہے۔ سردار سالونگا''...... سوڈانگو نے جواب دیا۔

''مجھے تین بار اس کا نام لینا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری تیسری آواز سردار سالونگا کے کان میں پڑے گی اور وہ تمہارے لئے شاہی قبوکے کا دروازہ کھول دے گا"۔ سوڈانگو نے کہا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ آگے بڑھا اور دروازے کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا مجھے تمہارے سردار سالونگا کو اپنا پورا نام ڈگریوں سمیت بتانا پڑے گا"...... عمران نے مڑ کر سوڈانگو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ یہاں بھولے سے بھی تم اپنا پورا نام مت لینا۔ اگر تم نے یہاں اپنا پورا نام لیا تو یہاں ہر طرف آگ بھڑک اٹھے گی جو تمہارے ساتھ ساتھ ہم سب کو بھی جلا کر راکھ بنا دے گی۔ تمہارا نام ایک مقدس حیثیت رکھتا ہے اور یہاں کوئی بھی مقدس نام ہم سب کی تباہی کا باعث بن سکتا ہے"...... سوڈانگو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے پہلی بار سوڈانگو کو اس طرح گھبراتے ہوئے دیکھا۔

"ہونہہ۔ تب تو تمہاری اس آسیبی دنیا کو تباہ کرنا آسان ہے۔ کوئی بھی یہاں مقدس نام لے لے تو تم سب فنا ہو جاؤ گے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن مقدس نام لینے والا خود بھی زندہ نہیں بچے گا۔ سب سے پہلے وہی جل کر بھسم ہو گا اور اس کے بعد ہم"۔ سوڈانگو نے کہا۔

"جو بھی ہے۔ ایک انسان اپنی جان کی بازی لگا کر تمہاری اس آسیبی دنیا کو ختم کر سکتا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کیا نیکی ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو سوڈانگو کے چہرے پر سچ مچ خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"نن نن۔ نہیں نہیں۔ ایسا مت کرنا۔ میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ میں تمہیں یہاں اپنی مدد کرنے کے لئے لایا ہوں۔ تمہارے ہاتھوں اپنی دنیا کو تباہ کرانے کے لئے نہیں"...... سوڈانگو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ میں تمہاری دنیا کو تباہ نہیں کروں گا۔ میں تمہارے سردار سے مل لوں پھر جلد سے جلد میں یہاں سے نکل جاؤں گا"...... عمران نے کہا تو سوڈانگو کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران نے اپنا رخ ایک بار پھر اہرام جیسی پہاڑی کی طرف کیا اور چند قدم چل کر آگے آ گیا۔

"سردار سالونگا۔ میں آ گیا ہوں۔ مجھے شاہی قبوکے میں آنے کا راستہ دو"...... عمران نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ جیسے ہی اس نے یہ کہا اسی لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور عمران کو اپنے پیروں تلے زمین کانپتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے پہاڑی چٹانوں کو بھی بری طرح سے ہلتے دیکھا تھا۔ عمران نے پلٹ کر سوڈانگو کی طرف دیکھا تو سوڈانگو اسے اشارے سے بتانے لگا کہ وہ کوئی فکر نہ کرے بلکہ سردار کو اسی طرح آوازیں دے۔ عمران نے دوسری بار

بھی وہی جملہ دوہرایا تو زمین ایک بار پھر لرزی اور پھر تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ بے شمار چٹانیں پہاڑی سے لڑکھڑاتی دکھائی دیں۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ چٹانیں پہاڑی پر تو لڑھک رہی تھیں لیکن وہ زمین پر نہیں گر رہی تھیں بلکہ پہاڑی کی دوسری چٹانوں سے ٹکرا کر وہیں رک جاتی تھیں۔ عمران نے تیسری بار آواز لگائی تو اچانک زور دار کڑاکا ہوا اور اس نے پہاڑی پر بجلی سی چمکتے ہوئے دیکھی۔ اسی لمحے تیز گونج کی آواز سنائی دی اور عمران نے اپنے سامنے موجود محرابی دروازے سے نیلے رنگ کی تیز روشنی سی نکل کر باہر آتے دیکھی۔

نیلی روشنی زمین پر رینگتے ہوئے انداز میں عمران کی طرف آ رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے دروازے سے نیلے رنگ کا ایک قالین سا نکل کر عمران کی طرف آ رہا ہو۔ دیکھتے ہی دیکھتے نیلی روشنی عمران کے پیروں کے پاس آ کر رک گئی۔

”نیلی روشنی میں چلتے ہوئے اندر چلے آؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں“...... کھلے ہوئے دروازے سے ایک گھن گرج جیسی آواز سنائی دی۔ عمران نے ایک بار پھر پلٹ کر سوڈانگو کی طرف دیکھا تو وہ اپنی جگہ خاموش کھڑا تھا۔ اس نے عمران کو اپنی طرف دیکھتا پا کر ایک بار پھر تسلی دینے والے انداز میں سر ہلایا اور اسے اہرام میں جانے کا اشارہ کیا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”جلدی کرو۔ فوراً اندر آؤ۔ میں زیادہ دیر شاہی قبوکے کا دروازہ

کھلا نہیں رکھ سکتا“...... پہاڑی کے اندر سے وہی گھن گرج جیسی آواز سنائی دی اور عمران ایک بار پھر اس پہاڑی کی طرف دیکھنے لگا۔ دروازہ اسی طرح سے کھلا ہوا تھا اور اس میں سے تیز روشنی چمکتی ہوئی باہر نکل رہی تھی۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے اپنے سامنے زمین پر پھیلی ہوئی نیلی روشنی پر پاؤں رکھا اور پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اس روشنی پر آگے بڑھتا چلا گیا۔

وہ جیسے جیسے آگے بڑھتا جا رہا تھا اس کے پیچھے روشنی کا قالین سمٹتا جا رہا تھا اور پھر عمران اہرام کے دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر عمران رک گیا۔ اسے دروازے کی دوسری طرف سوائے نیلی روشنی کے اور کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

”رکو نہیں۔ اندر آ جاؤ“...... اہرام سے آواز سنائی دی تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ دروازے سے گزر کر اہرام میں داخل ہو گیا۔ جیسے ہی وہ دروازے سے اندر گیا اسے اپنے عقب میں تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ عمران نے پلٹ کر دیکھا تو اسے دیوار میں بنے ہوئے دروازے کے ہول پر ایک بڑی سی چٹان گرتی ہوئی دکھائی دی۔ اس کے اندر آتے ہی دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔

”آگے آؤ“...... آواز سنائی دی تو عمران سامنے دیکھنے لگا لیکن اسے سوائے نیلی روشنی کے وہاں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اہرام میں اسے کافور کی تیز بو محسوس ہوئی تھی اور ساتھ ہی اسے ایسا لگ

رہا تھا جیسے وہ کسی مردہ خانے میں آ گیا ہو وہاں اسے سردی کا احساس ہونے لگا تھا۔ ایک لمحے کے لئے عمران رکا پھر اس نے آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھانے شروع کر دیئے۔ اہرام کے اندر بھی مہیب خاموشی طاری تھی۔ جیسے جیسے عمران آگے بڑھتا جا رہا تھا اسے شدید سردی لگنا شروع ہو گئی تھی اور سردی کی وجہ سے اس کے جسم میں کپکپاہٹ سی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

''بس یہاں رک جاؤ''...... آواز سنائی دی تو عمران رک گیا۔ جیسے ہی وہ رکا اسی لمحے وہاں سے تیز نیلی روشنی ختم ہو گئی۔ عمران نے دیکھا وہ ایک تکونے کمرے میں موجود تھا جیسے کسی بڑے ٹیٹرا پیک میں آ گیا ہو۔ کمرہ بالکل خالی تھا وہاں نہ تو کوئی سامان دکھائی دے رہا تھا نہ کوئی قبر۔ فرش چکنا اور سیاہ تھا۔ کمرے کی تینوں دیواریں گہرے کلر کی تھیں۔ نیلی روشنی کے ختم ہوتے ہی سردی کی شدت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا اور اب سردی کی شدت کی وجہ سے عمران کے باقاعدہ دانتوں کا الارم بھی بجنا شروع ہو گیا تھا۔ اس نے بے اختیار اپنے ہاتھ اپنی بغلوں میں دبا لئے۔

عمران حیرانی سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اسے تکونے کمرے قید میں کر دیا گیا ہو۔ کمرے میں نہ تو کوئی کھڑکی تھی اور نہ کوئی دروازہ۔ کمرہ چاروں اطراف سے بند تھا اور سردی تھی کہ مسلسل بڑھتی جا رہی تھی اور عمران کو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی سرد جہنم میں آ گیا ہو۔

''کہاں ہو تم سالو نگا''...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے سامنے ہی ہوں دوست''...... آواز سنائی دی تو اچانک عمران کو سامنے ایک دیوار پر ایک سایہ سا لہراتا دکھائی دیا۔ سایہ کسی انسان کا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی انتہائی بوڑھے اور انتہائی کمزور انسان کا سایہ ہو۔ اس کے سر کے بال بری طرح سے بکھرے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور اس کی کمر جھکی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ دیوار پر سائے کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''کیا تم سائے کے روپ میں ہو''...... عمران نے اس سائے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آسیب سایوں کا دوسرا نام ہے دوست۔ تم گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا''...... سائے نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''میں نے کب کہا ہے کہ تم مجھے نقصان پہنچانا چاہ رہے ہو''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا تمہیں سردی محسوس ہو رہی ہے''...... سائے نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں کسی سرد جہنم میں آ گیا

ہوں۔ یہاں شدید سردی ہے''...... عمران نے کہا۔

''سردی سے بچنا چاہتے ہو تو اپنی آنکھیں بند کر لو۔ آنکھیں بند کرتے ہی تمہیں سردی محسوس نہیں ہو گی اور تمہارا جسم بھی پہلے جیسا ہو جائے گا''...... سائے نے کہا۔

''کیا مطلب۔ آنکھیں بند کرنے سے بھلا سردی کیسے کم ہو سکتی ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو دوست ورنہ سردی میں اکڑ جاؤ گے''...... سائے نے کہا۔

''تم مجھے دوست کیوں کہہ رہے ہو۔ تمہارا آسیب سے تعلق ہے۔ چاہے تم آسیبی دنیا کی سب سے چھوٹی ذریتوں میں شمار ہوتے ہو لیکن ہو تو آسیبی اور میں کسی آسیبی کا دوست نہیں ہو سکتا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''میں مجبوراً تمہیں دوست کہہ رہا ہوں کیونکہ میں تمہارا نام نہیں لے سکتا''...... سائے نے جواب دیا۔

''اچھا بولو۔ تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے۔ کیا چاہتے ہو تم مجھ سے''...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔ اس نے آنکھیں بند نہیں کی تھیں اور اس کا جسم اب واقعی سردی سے اکڑتا جا رہا تھا۔

''تم آنکھیں بند کرو پھر میں تمہیں سب کچھ بتاتا ہوں''۔ سائے نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ یہ لو کر لیں میں نے آنکھیں بند۔ اب

بولو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا اور اس نے آنکھیں موند لیں۔ جیسے ہی اس نے آنکھیں بند کیں اسے واقعی اپنے جسم میں حیرت انگیز طور پر حرارت سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اسے یوں لگا جیسے اس کے قریب کہیں آگ جلا دی گئی ہو جس کی تمازت اسے محسوس ہو رہی ہو۔

''کافرستان کا ایک علاقہ ہے جسے کالائی کہتے ہیں۔ علاقے کا نام کالائی وہاں موجود ایک جنگل کی وجہ سے پڑا ہے۔ میں تمہیں اس جنگل اور جنگل میں رہنے والے ایک ساحر کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں جو ہماری دنیا کے لئے خطرہ بنتا جا رہا ہے اور آنے والے وقتوں میں وہ پوری دنیا کے لئے بھی شدید خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔ اس خطرے کا نام وکرام ہے جسے مہاراج وکرام کہا جاتا ہے اور وہ خود کو بہت بڑا وچ ڈاکٹر سمجھتا ہے''...... سائے نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

''مہاراج وکرام وچ ڈاکٹر''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس نے بڑے بڑے ساحروں کی شاگردی اختیار کی تھی جن میں کچھ ملکی اور کچھ غیر ملکی وچ ڈاکٹرز بھی شامل تھے۔ ان وچ ڈاکٹروں کی مدد سے وہ خود بھی ایک مہان گیانی بن گیا ہے اور اس کے پاس اس قدر ساحرانہ طاقتیں آ گئی ہیں جس سے وہ خود کو بہت زیادہ مہان سمجھنا شروع ہو گیا ہے اور اس نے آسیبی طاقتوں

سے بھی پنجہ آزمائی کرنا شروع کر دی ہے۔ وہ اپنی طاقتوں میں اس قدر اضافہ کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ ان طاقتوں کی بدولت پوری دنیا پر اپنا قبضہ جما سکے۔ اس نے اپنی طاقتیں بڑھانے کے لئے ہم جیسی چھوٹی طاقتوں کو اپنی مٹھی میں لینا شروع کر دیا ہے۔ ہم چونکہ وچ ڈاکٹروں کے قبضے میں آسانی سے آ جاتے ہیں اور ہم میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ ہم ان وچ ڈاکٹروں کا مقابلہ کر سکیں اس لئے ہمیں ان وچ ڈاکٹروں کا ہی ساتھ دینا پڑتا ہے اور وہ ہماری بھینٹ دے کر بڑی ساحرانہ طاقتوں تک رسائی حاصل کرتے ہیں اور اسی طرح آگے بڑھتے ہوئے مہا پرش بن جاتے ہیں۔ مہاراج وکرام بھی ان میں سے ایک ہے۔ اس کا ارادہ پوری دنیا پر اپنا تسلط جمانے کا ہے جس کے لئے وہ ہمیں اپنا غلام بنانا چاہتا ہے اور اس کے لئے اس نے ہماری دنیا کی ایک شہزادی کو اپنے سحر کے ذریعے اغوا کیا تھا اور پھر اس نے اپنی ساحرانہ طاقتوں سے شہزادی کو اپنی کنیز بنا لیا تھا جو اب اس کا دم بھرنے پر مجبور ہے اور اس کے حکم کی غلام ہے۔

ہماری بیٹی جس کا نام چھلاٹی ہے اور وہ آسیبی دنیا کی شہزادی ہے۔ مہاراج وکرام ہماری بیٹی چھلاٹی کے ساتھ ساتھ ہماری آسیبی دنیا پر بھی قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اسے اپنی طاقتوں سے معلوم ہو گیا ہے کہ اگر وہ سات سیاہ الوؤں کی آنکھیں حاصل کر کے ان پر ساحرانہ طاقتوں کا استعمال کر کے یہاں آ جائے تو آسیبی دنیا کے

باسیوں کو اس کے سامنے ہر حال میں اپنا سر جھکانا پڑے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح سے مہاراج وکرام کو آسیبی دنیا میں آنے سے روک دیا جائے اور اس سے سات الوؤں کی آنکھیں چھین کر اسے ہلاک کر دیا جائے اور یہ کام آسیبی دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی ہے۔ مہاراج وکرام کا تعلق چونکہ آدم زادوں سے ہے اس لئے اسے کوئی آدم زاد ہی شکست دے سکتا ہے اور وہی اسے ہلاک کر سکتا ہے۔ ہم آسیبی دنیا کی طرف آنے والے تمام راستوں پر پہرے دیتے تھے اور اس طرف جو بھی انسان آتا تھا آسیبی دنیا کے باسی اسے اپنے قابو میں کر لیتے تھے اور اسے آسیبی دنیا میں لانے کی کوشش کرتے تھے لیکن آج تک ہمیں ایسا کوئی آدم زاد نہیں ملا ہے جو سوڈانگوؤں کو دیکھ کر ڈر نہ گیا ہو۔ ان میں سے بہت سے آدم زاد تو آسیبی دنیا کے باسیوں کو دیکھ کر خوف سے ہی ہلاک ہو جاتے تھے یا پھر ان پر اس قدر خوف طاری ہو جاتا تھا کہ وہ پاگل ہو جاتے تھے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ہم ایسے انسان کو کہاں تلاش کریں جو نڈر بھی ہو۔ جس کا دل مضبوط بھی ہو اور وہ کسی ماورائی طاقت سے ڈرتا بھی نہ ہو۔ اس کے لئے میں نے خصوصی طور پر ایک سوڈانگو کو تیار کیا تھا کہ وہ کسی طرح سے شہر چلا جائے اور شہر میں جا کر ایک ایسے انسان کو تلاش کرے جس نے ماورائی طاقتوں کو دیکھا بھی ہو اور ان سے مقابلہ بھی کیا ہو اور انہیں شدید نقصان بھی پہنچایا ہو۔ اس انسان کی ایک ہی نشانی تھی اور وہ

نشانی یہ تھی کہ اس انسان کے سر کے بالوں میں چھوٹے چھوٹے سترہ ایسے بال ہیں جو جڑوں تک چاندی کی طرح چمکدار اور سفید ہیں۔ گو کہ یہ سفید بال اس کے سر کے سیاہ بالوں میں چھپے ہوئے ہیں لیکن سوڈانگو ان بالوں کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ جس سوڈانگو نے تمہاری دنیا کے ایک آدمی کو اپنے بس میں کیا تھا اس کی مدد سے وہ صرف شہر میں ہی آ سکتا تھا۔ شہر میں آ کر وہ اس آدمی کے ذریعے ہر جگہ پہنچ سکتا تھا اور یہ اتفاق ہی تھا کہ تمہارے آدمی کو لے کر اس کی بیوی تمہارے گھر پہنچ گئی تھی۔ سوڈانگو نے تمہیں دیکھا تو اسے تمہارے سر کے بالوں میں وہ سترہ چمکدار بال چھپے ہوئے دکھائی دے گئے۔ تمہیں اتنی جلدی پا کر سوڈانگو بے حد خوش ہوا تھا اور وہ فوری طور پر مجھے تمہارے بارے میں بتانے آ گیا تھا۔ آتے ہوئے وہ اپنی آنکھوں میں تمہارا عکس بھی لایا تھا جسے میں نے دیکھ کر یہ جان لیا تھا کہ ہمارے نجات دہندہ تم ہی ہو۔ تم ہی وہ انسان ہو جو آسیبی دنیا کے باسیوں کو اس ظالم اور خطرناک وچ ڈاکٹر مہاراج وکرام کے چنگل میں جانے سے بچا سکتے ہو اور اس کی گرفت میں موجود میری بیٹی شہزادی چھلاٹی کو بھی واپس لا سکتے ہو۔ تمہارے بارے میں جب میں نے مزید معلومات حاصل کیں تو مجھ پر تمہاری زندگی کی کتاب کھلتی چلی گئی اور مجھے معلوم ہو گیا کہ تم واقعی ایک ایسے انسان ہو جو ظلم کے خلاف لڑتا ہے اور جس نے اپنی زندگی ملک و قوم کے لئے وقف کر رکھی ہے اور اپنے ملک و قوم پر

آنے والی ہر آفت کا ڈٹ کر اور انتہائی دلیری سے مقابلہ کیا ہے۔ جب میرے سامنے تمہاری کتاب کھلی تو تمہاری زندگی سے جڑی اور بھی بہت سے باتوں کا مجھے پتہ چلتا چلا گیا۔ ان باتوں کا میں تذکرہ نہیں کروں گا لیکن جب تمہارا چہرہ میرے سامنے آیا تو مجھے چند ایسی باتوں کا پتہ چلا جو میں تمہیں بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں"۔ سائے نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"کون سی باتیں ہیں وہ"...... عمران نے کہا۔ سائے کی عجیب و غریب اور بے معنی سی باتیں سن کر اسے شدید کوفت ہو رہی تھی لیکن اب وہ چونکہ یہاں آ چکا تھا اس لئے وہ خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

"تمہارے ملک کے ایجنٹ جو اپنے ملک و قوم کے دفاع کے لئے غیر ملکوں میں رہتے ہیں ان کے اچانک پکڑے جانے اور ان کے بارے میں غیر ملکیوں کو پتہ چل جانے کا راز مجھے معلوم ہوا تھا اور وہ راز یہ تھا کہ تمہارے ملک سے جو خاص فائل چوری ہوئی تھی وہ کسی انسان نے نہیں چوری کی تھی بلکہ اس فائل کی چوری میں بھی مہاراج وکرام کا ہی ہاتھ تھا"...... سائے نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"مہاراج وکرام۔ کیا مطلب۔ اس کا اس فائل سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ کیوں چوری کی تھی اس نے فائل"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مہاراج وکرام نے یہ فائل کافرستان کی ایک ایجنسی کے چیف کرنل بھنڈاری کے کہنے پر چوری کرائی تھی اور فائل کو چوری کرنے کے لئے اس نے ایک ساحرانہ طاقت کو بھیجا تھا جس نے اس خفیہ جگہ کے دروازے اور ان لاکروں کو اپنی طاقتوں سے جلا کر پگھلا دیا تھا جہاں فائل موجود تھی۔ اس طاقت کا نام کانگرو ہے۔ کانگرو نے فائل مہاراج وکرام کو لے جا کر دے دی تھی اور پھر مہاراج وکرام نے وہ فائل کرنل بھنڈاری کو دے دی تھی جس نے اس فائل کو پڑھ کر کافرستان میں موجود تمام پاکیشیائی ایجنٹوں کا صفایا کرنے کی کوشش کی تھی بلکہ اس نے دوسرے ممالک کی ایجنسیوں کو بھی اس فائل میں موجود پاکیشیائی ایجنٹوں کی معلومات فروخت کر دی تھیں جنہوں نے ان ایجنٹوں کے خلاف کارروائیاں کرتے ہوئے انہیں ہلاک بھی کیا تھا اور گرفتار بھی"...... سائے نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ سارا کام بلیک اسکائی کے چیف کرنل بھنڈاری کا ہی تھا"...... عمران نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ کافرستان میں موجود تمہارے ایک ساتھی جسے تم ناٹران کہتے ہو کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ وہ ناٹران کو ہر صورت میں پکڑ کر اسے شدید ترین اذیتیں دینا چاہتا ہے اور پھر اسے اپنے ہاتھوں ہلاک کرنا چاہتا ہے لیکن یہ اس کی بدقسمتی ہے کہ ناٹران اس کے ہاتھوں بچ نکلا تھا جس کا کرنل بھنڈاری کو بہت رنج ہوا تھا اس لئے اس نے مہاراج وکرام سے کہا ہے کہ وہ اپنی شکتیوں سے

ناٹران کے بارے میں معلوم کرائے۔ مہاراج وکرام نے اس کا یہ کام بھی کر دیا ہے اور اس نے چھلاٹی کی مدد سے ہی ناٹران کا پتہ چلا کر کرنل بھنڈاری کو بتا دیا ہے۔ کرنل بھنڈاری نے ناٹران کے خفیہ ٹھکانے پر چھاپہ مارا تھا اور ناٹران کو زندہ پکڑنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور اب ناٹران اسی کے قبضے میں ہے جسے وہ شدید ترین جسمانی اذیتیں دے رہا ہے"...... سائے نے کہا تو عمران کے چہرے کے تاثرات بدلتے چلے گئے۔

"ناٹران بھی پکڑا گیا ہے۔ اوہ۔ یہ تو بہت بری خبر ہے۔ بہت ہی بری"...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"تمہارے لئے اس سے بھی بری خبر یہ ہے کہ تمہارے چار ساتھی جو ایک دوست کے گھرانے کی جان بچانے کے لئے کافرستان کے کالائی جنگل میں گئے تھے انہیں بھی کرنل بھنڈاری نے پکڑ لیا تھا۔ کرنل بھنڈاری کو ان کی اصلیت کا پتہ چل گیا تھا۔ وہ ان چاروں کو ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن مہاراج وکرام نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا تھا اور اس نے کرنل بھنڈاری کو حکم دیا تھا کہ وہ ان چاروں ایجنٹوں کو اس کے حوالے کر دے۔ کرنل بھنڈاری نے مہاراج وکرام کی بات مان کر تمہارے چاروں ساتھیوں کو کالائی کے جنگل میں بھیج دیا تھا جہاں سے تمہارے ساتھیوں نے بچ نکلنے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے تھے لیکن جب ان کا سامنا چھلاٹی سے ہوا تو وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکے تھے

اور چھلاوٹی نے انہیں ایک لمحے میں بے بس کر دیا تھا۔ چھلاوٹی، مہاراج وکرام کے کہنے پر عمل کر رہی تھی۔ تمہارے ساتھیوں کو بے بس کر کے اس نے ان چاروں کو اٹھا کر موت کے ایک سیاہ کنویں میں پھینک دیا ہے تاکہ وہ وہاں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں۔ جانتے ہو مہاراج وکرام نے انہیں اس تاریک کنویں میں زندہ رکھ کر مرنے کے لئے کیوں چھوڑا ہے''...... سائے نے کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ کیوں اس میں بھی مہاراج وکرام کی کوئی چال ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس میں مہاراج وکرام کی بہت بڑی چال ہے۔ تمہارے ساتھی جس سیاہ کنویں میں قید ہیں وہاں انہیں زندہ رہنے کے لئے ہوا تو میسر ہو گی لیکن وہ بھوک پیاس سے نڈھال ہو جائیں گے اور بھوک پیاس سے جب ان کی جان لبوں پر آ جائے گی تو مہاراج وکرام کنویں میں اپنی طاقتوں کو بھیجے گا جو تمہارے ساتھیوں کو کھانے پینے کی ایسی چیزیں فراہم کریں گی جو حرام ہوں گی اور اگر بھوک پیاس سے مرتے ہوئے تمہارے ساتھیوں نے وہ چیزیں کھا لیں تو سمجھ لو کہ وہ بھی اس ساحر کے ہتھے چڑھ جائیں گے اور مہاراج وکرام انہیں ہلاک کر کے ان کے جسم اپنے قبضے میں لے لے گا۔ پھر ان کے جسموں میں ساحرانہ طاقتیں سرایت کر جائیں گی۔ دیکھنے میں تو وہ عام انسان ہی رہیں گے لیکن ان کے جسموں میں چونکہ ساحرانہ طاقتیں ہوں گی اس لئے وہ مہاراج

وکرام کے غلام بن جائیں گے۔ مہاراج وکرام ان سے اپنی مرضی کے کام لے گا اور تمہارے یہی ساتھی مہاراج وکرام کے غلام بن کر پاکیشیا واپس جائیں گے اور اپنی ہی سیکرٹ سروس کے خلاف کام کر کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیں گے''...... سائے نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ یہ مہاراج وکرام کون ہے جو اس قدر احمقانہ منصوبے بنا رہا ہے''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''میں تمہیں اس کی ساری اصلیت بتا چکا ہوں۔ ایک تو اس کے قبضے میں میری بیٹی ہے دوسرا وہ ہماری دنیا کے باسیوں کو اپنے قبضے میں کر کے پوری دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتا ہے۔ تیسرا وہ تمہارے ساتھیوں کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے عزائم تمہارے سامنے ہیں اب تم خود فیصلہ کر لو کہ تمہیں کیا کرنا ہے''...... سائے نے کہا۔

''نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ میں مہاراج وکرام کو اس کے تمام رزیل منصوبوں کے ساتھ کالائی کے جنگل میں ہی دفن کر دوں گا''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''بہت خوب۔ اور یہ بھی سن لو کہ جب تک مہاراج وکرام زندہ ہے نہ اس کے منصوبوں کو ختم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے اس کے ارادوں سے باز رکھا جا سکتا ہے۔ اس کے منصوبوں کو ختم کرنے کے لئے تمہیں ہر حال میں اسے ہلاک کرنا پڑے گا مگر اسے ہلاک

کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ اس کی حفاظت ماورائی طاقتیں اور میری بیٹی چھلاٹی کر رہی ہے اس کے علاوہ جس جنگل میں مہاراج وکرام رہتا ہے وہاں اس کی حفاظت کے لئے وائلڈ فورس بھی موجود ہے جو جنگل میں آنے والے ہر غیر متعلق افراد کو فوراً ہلاک کر دیتی ہے۔ تمہیں ان سب سے اپنا بچاؤ کرنا پڑے گا۔ تمہارے مقابلے پر کرنل بھنڈاری اور اس کی فورس بھی آ سکتی ہے۔ کرنل بھنڈاری مہاراج وکرام کا سب سے بڑا رکھوالا بنا ہوا ہے''۔ سائے نے کہا۔

'' میں ہر حال میں مہاراج وکرام تک پہنچوں گا اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک وہ ہلاک نہیں ہو جاتا''۔ عمران نے کہا۔

''بہت خوب۔ اگر تم نے کالائی کے جنگل میں جا کر مہاراج وکرام کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو یہ بات بھی یاد رکھنا کہ مہاراج وکرام کی حفاظت کرنے والی طاقتیں اسے ہر قسم کا نقصان پہنچنے سے بھی بچاتی ہیں۔ وہ کسی کو مہاراج وکرام تک نہیں پہنچنے دیتیں اور مہاراج وکرام جیسے بڑے وچ ڈاکٹر کی ہلاکت کسی گولی یا خنجر سے نہیں ہو گی۔ اسے ہلاک کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے جسم کو ایک ہی وار میں دو ٹکڑے کر دیا جائے۔ خاص طور پر اس کا سر اور اس کا دل مکمل طور پر دو ٹکڑے ہو جائے ورنہ اس کی موت نہیں ہو گی اور ماورائی طاقتیں اسے بچا لیں گی اور وہ اور زیادہ خطرناک ہو جائے گا''...... سائے نے کہا۔

''ہونہہ۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تم یہ بتاؤ کہ میرے ساتھی جنہیں موت کے سیاہ کنویں میں قید کیا گیا ہے وہ کب تک وہاں بھوکے پیاسے زندہ رہ سکتے ہیں''...... عمران نے سر جھٹک کر پوچھا۔

''تم ان کی فکر نہ کرو۔ انہیں موت کے سیاہ کنویں میں میری بیٹی چھلاٹی نے قید کیا ہے۔ اس کنویں تک ہماری رسائی ہو سکتی ہے۔ میں پٹونگا سے کہہ دیتا ہوں وہ تمہارے ساتھیوں کو زندہ رکھنے کے لئے انہیں وقت پر پانی اور کھانا دیتا رہے گا جب تک ان کے پاس مناسب مقدار میں خوراک پہنچتی رہے گی اس وقت تک وہ زندہ رہیں گے اور جب تک وہ زندہ ہیں اس وقت تک مہاراج وکرام انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ ان کی حالت کا پتہ کرنے کے لئے ہر بار چھلاٹی کو ہی وہاں بھیجے گا اور چھلاٹی سے اسے یہی پیغام ملے گا کہ ابھی ان چاروں میں اتنی قوت مدافعت ہے کہ وہ دو چار روز مزید کنویں میں بھوکے پیاسے رہ سکیں''۔ سائے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو زیادہ اچھا ہے۔ تب تک میں اپنے باقی ساتھیوں کو لے کر کالائی کے جنگل میں پہنچ جاؤں گا اور مہاراج وکرام اور اس کے ساتھیوں کے خلاف بھرپور کارروائی کر کے انہیں جہنم واصل کر دوں گا اور پھر موت کے سیاہ کنویں سے اپنے ساتھیوں کو نکال کر لے آؤں گا''...... عمران نے کہا۔

"تمہیں آج رات ہی وہاں پہنچنا ہو گا دوست۔ ہمارے پاس آج کی رات اور کل کا دن باقی ہے۔ کل رات تک مہاراج وکرام سیاہ الوؤں کی آنکھوں پر اپنا جاپ مکمل کر لے گا اور جیسے ہی اس کا جاپ مکمل ہو گا وہ الو کی آنکھیں لے کر ہماری دنیا میں پہنچ جائے گا اور پھر وہ ہم سب کو اپنے قابو میں کر لے گا۔ اگر ہم اس کے قابو میں آ گئے تو پھر وہ ہمیں تمہارے خلاف کام کرنے کا حکم دے گا اور پھر ہمیں بھی مجبوراً تمہارے اور تمہارے ان ساتھیوں کے خلاف کام کرنا پڑے گا جو تمہارے ساتھ کالائی کے جنگل میں جائیں گے"...... سائے نے کہا۔

"ہونہہ۔ کالائی تو کافرستان کے انتہائی جنوب میں واقع ہے۔ وہاں تک پہنچتے پہنچتے تو مجھے کئی دن لگ جائیں گے اور تم کہہ رہے ہو کہ ہمارے پاس صرف ایک رات اور ایک دن باقی ہے۔ اس قدر طویل سفر ایک رات اور ایک دن میں کیسے طے ہو سکتا ہے"۔ عمران نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"یہ سوچنا تمہارا کام ہے۔ میرا تو یہی کام تھا کہ میں تمہیں اس بات سے باخبر کر دوں تاکہ تم مہاراج وکرام کو ہلاک کر سکو"۔ سائے نے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا اس سلسلے میں تم اور تمہاری آسیبی دنیا کے سوڈانگے میری مدد نہیں کریں گے"...... عمران نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"نہیں۔ ہم اس معاملے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔

سوائے پٹونگا کے کالائی کے جنگل میں کوئی نہیں جا سکتا۔ پٹونگا بھی چھپ کر اس کنویں تک جا سکتا ہے جس میں تمہارے ساتھی موجود ہیں۔ ورنہ اس کی آمد کا مہاراج وکرام کو پتہ چل جائے گا اور وہ پھر اسے اس جنگل سے نہیں نکلنے دے گا"...... سائے نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میں اس معاملے میں کیا کر سکتا ہوں۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہاری بیٹی چھلاٹی جو مہاراج وکرام کی قید میں ہے۔ وہ مہاراج وکرام کی قید سے کیسے آزاد ہو گی"۔ عمران نے پوچھا۔

"جب مہاراج وکرام ہلاک ہو جائے گا اور اس کے جسم کے ٹکڑے بکھر جائیں گے تو چھلاٹی خود ہی اس کی قید سے آزاد ہو جائے گی اور باقی طاقتوں کو بھی اس سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی"...... سائے نے کہا۔

"جنگل میں اگر تمہاری بیٹی نے مہاراج وکرام کے کہنے پر میرے اور میرے ساتھیوں کے خلاف کام کیا تو"...... عمران نے پوچھا۔ اس کی آنکھیں بدستور بند تھیں۔ بند آنکھیں ہونے کی وجہ سے اب اسے معمولی سی بھی سردی کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کے شکار کے لئے مہاراج وکرام چھلاٹی کو ہی آگے کرے۔ چھلاٹی نے اگر تم پر وار کئے تو تمہارے لئے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے وہ شدید خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اس کے واروں سے بچنے کے لئے

میں تمہیں ایک طریقہ بتا دیتا ہوں۔ اگر تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے میرے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا تو تم سب چھلائی سے بچ جاؤ گے“...... سائے نے کہا۔

”کون سا طریقہ ہے چھلائی کے واروں سے بچنے کا“۔ عمران نے پوچھا تو سائے نے اسے ایک آسان سا طریقہ بتا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ کیا اب میں واپس جا سکتا ہوں“۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اور یہ بات یاد رکھنا کہ تمہیں کل رات سے پہلے کالائی کے جنگل میں پہنچ کر مہاراج وکرام کا خاتمہ کرنا ہے ورنہ سب کچھ ختم ہو جائے گا پھر تم وہاں پہنچ بھی گئے تو کچھ نہیں کر سکو گے کیونکہ کل رات کے بعد آسیبی دنیا کے سوڈانگے بھی اس جنگل میں ہوں گے اور پھر تمہیں سب کے ساتھ ساتھ ہمارے آہنی پنجوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑے گا جو تمہارے لئے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے بھی مشکل ثابت ہو گا۔ اس کا نمونہ تم پٹونگا کے ذریعے دیکھ چکے ہو جو اس نے تمہارے دماغ پر قبضہ کر کے تمہیں شہر کے ایک چوراہے پر دکھایا تھا“...... سائے نے کہا اور عمران کو وہ منظر یاد آ گیا جب چوراہے کے سگنل پر اس نے کار روکی تھی اور وہاں ہر طرف سیاہ بن مانسوں نے تباہی پھیلا دی تھی۔

”کیا یہ تم مجھے دھمکی دے رہے ہو“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں تمہیں بتا رہا ہوں“...... سائے نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب بتاؤ مجھے اس قبوکے اور پھر تمہاری آسیبی دنیا سے باہر کیسے جانا ہے“...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

”یہاں سے نکلنے کے لئے تم پلٹو اور گن کر اکیس قدم آگے بڑھاؤ۔ بیس قدموں کے فاصلے پر دروازہ ہے اور اکیسواں قدم اٹھاتے ہی تم میرے قبوکے سے باہر نکل جاؤ گے۔ باہر پٹونگا موجود ہے وہ تمہیں آسیبی دنیا سے باہر لے جائے گا“...... سائے نے کہا۔

”کیا اب میں آنکھیں کھول سکتا ہوں“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ قبوکے سے نکلنے کے لئے تمہیں آنکھیں بند ہی رکھنی ہوں گی“...... سائے نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور وہیں کھڑے کھڑے وہ پلٹ گیا اور پھر اس نے گن کر آگے کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیئے۔

ناٹران کی آنکھیں کھلیں تو اس نے خود کو ایک چھوٹے اور تاریک کمرے میں پایا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز والی ایک کرسی پر مضبوطی سے جکڑا ہوا ہے۔ خود کو راڈز والی کرسی پر جکڑے پا کر وہ حیران رہ گیا۔

"کیا مطلب۔ یہ کون سی جگہ ہے اور مجھے یہاں کون لایا ہے"...... ناٹران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کی لیکن اسے گھپ اندھیرے میں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی جیسے اسے کسی نے دور کہیں ویرانے میں کسی کال کوٹھڑی میں قید کیا ہو۔ ناٹران کا شعور جب پوری طرح سے بیدار ہوا تو اس کی آنکھوں کے سامنے سابقہ واقعات کسی فلمی منظر کی طرح چلنا شروع ہو گئے۔ اسے یاد آ گیا کہ وہ بلیک اسکائی ایجنسی سے بچنے کے لئے

بھیس بدل بدل کر بھاگتا پھر رہا تھا۔ وہ اپنے جس ٹھکانے پر بھی جاتا تھا نجانے بلیک اسکائی ایجنسی کی فورس وہاں کیسے پہنچ جاتی تھی کہ ناٹران کو ان سے بچنے کے لئے خفیہ راستوں سے نکلنا پڑتا تھا اور وہ بھیس بدل کر فوری طور پر نئے ٹھکانے پر منتقل ہو جاتا تھا۔

ناٹران کے کئی ساتھی بلیک اسکائی ایجنسی کا مقابلہ کرتے ہوئے یا تو ہلاک ہو چکے تھے یا پھر بلیک اسکائی ایجنسی کی فورس نے انہیں زندہ گرفتار کر لیا تھا اور وہ مسلسل ناٹران کے پیچھے لگے ہوئے تھے اور ناٹران کی قسمت اچھی تھی کہ وہ نئے ٹھکانے پر بلیک اسکائی کی فورس پہنچنے سے پہلے ہی وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔ ناٹران کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر بلیک اسکائی فورس اس طرح اس کے پیچھے کیوں پڑی ہوئی ہے اور انہیں اس کے خفیہ ٹھکانوں کا کیسے پتہ چل جاتا ہے۔ فورس ہر اس جگہ پہنچ رہی تھی جسے ناٹران اپنا محفوظ ترین اور خفیہ ٹھکانہ سمجھتا تھا۔ بعض اوقات ناٹران کو ایسا لگتا تھا جیسے بلیک اسکائی فورس کے ساتھ ماورائی طاقتیں ہیں جو انہیں اس کے ہر اس ٹھکانے کا پتہ بتا دیتی ہیں جہاں وہ موجود ہوتا ہے لیکن پھر وہ اس خیال کو خود ہی رد کر دیتا تھا کہ صرف اسے پکڑنے کے لئے بھلا بلیک اسکائی ایجنسی کو ماورائی طاقتوں کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔

ناٹران نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے خلاف ہونے والی بلیک اسکائی ایجنسی کی کارروائیوں کے بارے میں چیف کو آگاہ کر دیا

تھا۔ چیف نے اسے یہ بتا کر اور زیادہ حیرت میں ڈال دیا تھا کہ نہ صرف کافرستان میں پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کارروائیاں عمل میں لائی جا رہی ہیں بلکہ دنیا بھر میں جہاں جہاں بھی پاکیشیائی فارن ایجنٹس موجود ہیں ان کی زندگیاں بھی خطرے میں ہیں اور ایجنسیاں ان کے خلاف کارروائیاں کر رہی ہیں جس کے نتیجے میں اب تک ان کے کئی ایجنٹ یا تو ہلاک ہو چکے ہیں یا پھر گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ پوری دنیا میں صرف پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف ہونے والی کارروائیوں کا سن کر ناٹران پریشان ہو گیا تھا اور اب اسے یہی محسوس ہو رہا تھا کہ ان کے خلاف انسان نہیں بلکہ ماورائی طاقتیں ہی کام کر رہی ہوں۔

بے ہوش ہونے سے پہلے ناٹران اپنے ایک ایسے ٹھکانے پر چھپا ہوا تھا جس کے بارے میں اس کے کسی ایک ساتھی کو بھی علم نہیں تھا۔ ناٹران کا خیال تھا کہ اس نئے ٹھکانے پر نہ تو بلیک اسکائی فورس پہنچ سکے گی اور نہ ہی اب اس کے خلاف مزید کوئی کارروائی کی جا سکے گی۔ اس کا ایک دن تو اس ٹھکانے پر واقعی پرسکون گزر گیا اور پھر رات کے وقت جب وہ ایک کمرے میں جا کر سویا تو اسے اچانک ایسے محسوس ہوا جیسے باہر دھم دھم کر کے کوئی کود رہے ہوں۔ دھم دھم کی آواز بھاری بوٹوں کی تھی۔ بھاری بوٹوں کی آوازیں اپنے نئے ٹھکانے پر سن کر ناٹران فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا اور اس کمرے سے نکل کر کسی خفیہ

راستے کی طرف جاتا اچانک اسے تیز بو کا احساس ہوا۔ بو محسوس کرتے ہی اس نے اپنا سانس روک لیا تھا لیکن اس وقت تک بو اس کے دماغ پر اثر کر چکی تھی اور بو جیسے ہی اس کے دماغ پر حاوی ہوئی اس کا سر زور سے چکرایا اور وہ الٹ کر وہیں گرتا چلا گیا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے زور دار دھماکے سے کمرے کا دروازہ ٹوٹتے اور لمبے تڑنگے مسلح افراد کو اچھل اچھل کر کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔ اس کے بعد وہ مسلسل بے ہوش رہا تھا اور اب اسے اس کال کوٹھڑی میں ہوش آیا تھا جہاں اس نے خود کو ایک راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا پایا تھا۔

"کیا میرے نئے ٹھکانے پر بھی بلیک اسکائی ایجنسی کی فورس پہنچ گئی تھی۔ لیکن کیسے"...... ناٹران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اسے باہر سے چند قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ایک سے زائد افراد تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کال کوٹھڑی کی طرف آ رہے ہو۔ آواز چونکہ سامنے کی جانب سے آ رہی تھی اس لئے ناٹران کو اندازہ ہو رہا تھا کہ ضرور وہیں کمرے کا دروازہ ہے۔ ناٹران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سامنے کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے قدموں کی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ پھر اس نے قدموں کی آوازیں رکتی ہوئی محسوس کیں۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ناٹران نے خاموشی میں لوہے کے دروازے کے لاک میں چابی لگنے اور چابی کے گھومنے کی آواز سنی۔ ناٹران کی

نظریں بدستور سامنے کی طرف جمی ہوئی تھیں پھر اچانک تیز آواز کے ساتھ اسے نہ صرف سامنے دیوار میں ایک دروازہ کھلتا ہوا دکھائی دیا بلکہ دروازہ کھلتے ہی اسے تیز روشنی دکھائی دی۔ روشنی میں اس نے چار سایوں کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔ ناٹران نے کچھ سوچ کر آنکھیں بند کر لیں اس نے یوں سر جھکا لیا جیسے وہ ابھی تک بے ہوش ہو۔

"لائٹ آن کرو"...... آنے والوں میں سے ایک نے کرخت لہجے میں کہا تو ایک آدمی سائیڈ کی دیوار کی طرف بڑھا اور اس نے وہاں لگا ہوا کوئی بٹن پریس کیا تو چٹک کی آواز کے ساتھ کمرہ روشن ہوتا چلا گیا۔ چونکہ ناٹران نے پہلے سے ہی آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور وہ ان کی طرف کن انکھیوں سے دیکھ رہا تھا اس لئے اچانک ہونے والی روشنی سے اس کی آنکھیں نہیں چندھیائی تھیں۔ روشنی میں ناٹران کو ایک ادھیڑ عمر شخص اور تین نوجوان دکھائی دیئے جن کے ساتھ دو مشین گن بردار تھے۔ ان دونوں افراد پر نظر پڑتے ہی ناٹران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ ان میں سے ایک بلیک اسکائی ایجنسی کا چیف کرنل بھنڈاری اور دوسرا اس کا ساتھی شاملے تھا۔

"ہونہہ۔ یہ تو ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا ہے"...... کرنل بھنڈاری نے ناٹران کی طرف دیکھتے ہوئے غرا کر کہا۔

"یس چیف۔ میں ابھی اسے ہوش میں لاتا ہوں"...... شاملے

نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا وہ ناٹران کے پاس آ گیا۔ اس نے آگے آتے ہی ناٹران کا چہرہ اوپر کیا اور ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ سے ناٹران کی ناک پکڑی اور دوسرا ہاتھ اس نے ناٹران کے منہ پر رکھ دیا۔ ناٹران یہی ظاہر کر رہا تھا کہ وہ بدستور بے ہوش ہے۔ چند لمحوں کے بعد ناٹران کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو شاملے نے اس کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لئے اور ناٹران نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھول کر وہ چند لمحے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہا جیسے اس کا دماغ ابھی تک لاشعوری کیفیت میں ہو پھر اس نے جان بوجھ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ نہ اٹھ سکا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ مجھے کس نے باندھا ہے اور تم۔ تم سب کون ہو"...... ناٹران نے انتہائی حیرت اور خوف بھری نظروں سے کرنل بھنڈاری اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر کرنل بھنڈاری تیز تیز چلتا ہوا ناٹران کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اس کے چہرے پر انتہائی طنزیہ اور زہر انگیز مسکراہٹ دکھائی دے رہی تھی۔

"میری طرف غور سے دیکھو تو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ میں کون ہوں"...... کرنل بھنڈاری نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں تمہیں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ تم کون ہو"...... ناٹران نے اسی طرح خوف بھرے لہجے میں کہا جیسے

وہ خود کو مسلح افراد کے درمیان راڈز والی کرسی پر بندھا ہوا پا کر واقعی خوفزدہ ہو گیا ہو۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم شاملے کو بھی نہیں پہچانتے"۔ کرنل بھنڈاری نے کہا۔

"شش۔ شش۔ شاملے۔ کون شاملے"...... ناٹران نے اسی انداز میں کہا۔

"گڈ شو۔ تمہاری اداکاری کی تعریف کرنی پڑے گی ناٹران۔ واقعی تم ایک کامیاب اداکار ہو"...... کرنل بھنڈاری نے کہا۔

"ناٹران۔ کون ناٹران۔ میرا نام ناٹران نہیں جگن ہے۔ جگن داس"...... ناٹران نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تم جو مرضی کہہ لو ناٹران لیکن نام بدل لینے سے کسی کی شخصیت نہیں بدل سکتی۔ تم ناٹران ہی ہو وہی ناٹران جسے میں پچھلے کئی برسوں سے ڈھونڈ رہا ہوں تاکہ میں اس سے اپنا انتقام لے سکوں اور اسے اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار سکوں"...... کرنل بھنڈاری نے غراتے ہوئے کہا۔ ناٹران اس کی بات سن کر سمجھ گیا کہ وہ اس سے کیا کہنا چاہتا ہے اور وہ اس سے کس بات کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔

"تمہیں یاد ہے نا جب میں کافرستان کی ایک چھوٹی سی ایجنسی ڈبل بلیک کا چیف ہوا کرتا تھا اور میں نے تمہارے ساتھیوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے انہیں پکڑ لیا تھا۔ جب تمہیں اس بات

کا علم ہوا کہ میں نے تمہارے ساتھیوں کو پکڑا ہے تو تم اور تمہارے ساتھی اپنے ان ساتھیوں کو چھڑانے کے لئے آگ اور طوفان کا روپ دھار کر میرے ہیڈ کوارٹر میں گھس آئے تھے اور تم نے میرا سارا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا تھا اور میرے بے شمار ساتھیوں کو ہلاک کرتے ہوئے اور تمام رکاوٹیں دور کرتے ہوئے میرے آفس میں گھس آئے تھے۔ تم نے مجھے میرے آفس میں ہی بری طرح سے مارنا شروع کر دیا تھا۔ تم نے اس وقت مجھے اتنا مارا تھا کہ میرا ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ ٹوٹ گئی تھی اور میرے جسم پر تم نے اتنے زخم لگا دیئے تھے کہ میں موت کے منہ میں پہنچ گیا تھا اور تم نے یہی سمجھ لیا تھا کہ میں ہلاک ہو گیا ہوں۔ یہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ تم مجھے نیم مردہ چھوڑ کر چلے گئے تھے اور میرے دوسرے ساتھی وقت پر وہاں آ پہنچے تھے اور مجھے شدید زخمی دیکھ کر وہ مجھے فوراً ہسپتال لے گئے تھے۔ اگر مجھے بروقت طبی امداد نہ ملتی تو میری ہلاکت یقینی تھی۔

اس وقت تو تم میری قید سے اپنے ساتھیوں کو چھڑا کر لے گئے تھے لیکن مجھے زندہ چھوڑ کر تم نے بہت بڑی غلطی کی تھی۔ اگر تم یہ دیکھ لیتے کہ میں زندہ ہوں یا مر چکا ہوں تو تمہاری زندگی بچ سکتی تھی۔ میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا کہ جب بھی مجھے موقع ملا تو میں تم سے اپنی اس تکلیف کا بدلا ضرور لوں گا۔ میرے دل میں اپنے ساتھیوں کے لئے بھی انتقام کی آگ جل رہی تھی جنہیں تم نے اور تمہارے آدمیوں نے ہلاک کر دیا تھا۔ میں نے اسی وقت

قسم کھائی تھی کہ میں ٹھیک ہوتے ہی ایک بار پھر انتہائی طاقت کے ساتھ اور بھرپور انداز میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے خلاف کارروائیاں کرنا شروع کر دوں گا اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ میں تمہیں اور تمہارے تمام ساتھیوں کو ہلاک نہیں کر دیتا اور آج وہ وقت آ گیا ہے۔تم نے مجھ سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی اور بھیس بدل بدل کر نجانے کہاں کہاں چھپتے پھر رہے تھے لیکن دیکھ لو۔ میرے آدمی آخر کار تم تک پہنچ گئے اور اب تم میرے ہاتھوں مرنے کے لئے میرے سامنے بیٹھے ہو''...... کرنل بھنڈاری نے رکے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے کرنل بھنڈاری۔ میں ناٹران نہیں ہوں جس سے تم بدلہ لینا چاہتے ہو''...... ناٹران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہونہہ۔ میں جانتا تھا کہ تم یہی کہو گے لیکن تم میری طاقتوں سے واقف نہیں ہو۔تم جس جگہ چھپے ہوئے تھے وہاں تک پہنچنے میں جانتے ہو میرا کس نے ساتھ دیا ہے اور مجھے کیسے پتہ چلا تھا کہ تم کہاں ہو''...... کرنل بھنڈاری نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''مجھے کیا پتہ''...... ناٹران نے منہ بنا کر کہا۔

''تمہیں۔ میرے ساتھیوں نے نہیں بلکہ ماورائی طاقتوں نے ڈھونڈا ہے''...... کرنل بھنڈاری نے انکشاف کرتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر ناٹران بری طرح سے چونک پڑا۔

''ماورائی طاقتیں''...... ناٹران نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں۔ میں نے تمہاری تلاش کے لئے کالائی کے جنگل کے بے تاج بادشاہ مہاراج وکرام کی مدد حاصل کی تھی جس کے قبضے میں بے شمار ماورائی طاقتیں ہیں۔ ان ماورائی طاقتوں نے ہی پتہ لگایا تھا کہ تم کہاں ہو اور کس روپ میں ہو۔ جیسے ہی مجھے تمہارے ٹھکانے کا پتہ چلا میں نے اسی وقت شاملے کو فورس کے ساتھ تمہارے نئے ٹھکانے پر بھیج دیا تھا اور مجھے شک تھا کہ تم پھر کہیں وہاں سے کسی خفیہ راستے سے نہ نکل جاؤ اس لئے میں نے مہاراج وکرام سے کہا تھا کہ ان ماورائی طاقتوں سے تمہاری مکمل نگرانی کرائے تاکہ وہ تمہیں وہاں سے کسی صورت میں نہ نکلنے دیں اور ایسا ہی ہوا تھا۔ ماورائی طاقتوں نے تمہیں کسی بدبودار جانور کی چربی سنگھائی تھی جس سے تم وہیں بے ہوش ہو گئے تھے اور تم ہمیں ایک کمرے میں بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے مل گئے تھے۔ شاملے تمہیں اٹھا کر یہاں لے آیا اور یہاں لاتے ہی اس نے جدید میک اپ واشر سے تمہارا میک اپ بھی صاف کر دیا تھا اسی لئے تم اس وقت میرے سامنے اپنی اصلی شکل میں بیٹھے ہوئے ہو''...... کرنل بھنڈاری نے کہا تو ناٹران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا وہ چونکہ بندھا ہوا تھا اس لئے اسے واقعی اس بات کا احساس نہیں ہوا تھا کہ اس کا میک اپ صاف ہو چکا ہے اور وہ اس وقت اپنی اصلی شکل میں ہے۔ البتہ یہ باتیں اس کے لئے واقعی حیران کن تھیں کہ اس کی تلاش میں کرنل بھنڈاری کی مدد ماورائی طاقتوں

نے کی تھیں اور اسے بے ہوش کرنے میں بھی ماورائی طاقتوں کا ہی ہاتھ تھا۔ ناٹران کو یاد آ گیا تھا کہ اس نے واقعی بے ہوش ہونے سے پہلے بے حد تیز اور انتہائی ناگوار بو محسوس کی تھی جس نے فوراً ہی اس کا دماغ ماؤف کر دیا تھا اور اسے بے ہوش ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔

''اب بولو۔ اب کیا کہتے ہو''...... کرنل بھنڈاری نے طنز بھرے لہجے میں کہا۔

''اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ جب تمہارے سامنے میرا اصلی چہرہ آ ہی گیا ہے تو ٹھیک ہے میں مان لیتا ہوں کہ میں ہی ناٹران ہوں''...... ناٹران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو کرنل بھنڈاری بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''میں جانتا تھا تم ایسا ہی کچھ کہو گے اور میں نے تم سے اگلوانے کے لئے تم سے بلف کیا تھا کہ میں تمہارا میک اپ صاف کرا چکا ہوں''...... کرنل بھنڈاری نے زور دار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو ناٹران نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔ وہ واقعی کرنل بھنڈاری کی چال میں آ گیا تھا۔

''بس اب کنفرم ہو گیا ہے کہ تم ناٹران ہی ہو اس لئے اب میرے ہاتھوں بھیانک موت مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میں آج تم سے اپنے ہر زخم کا حساب لوں گا اور تم نے میرے جتنے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے ان سب کی موت کا بھی میں تم سے ایسا بدلہ لوں

گا کہ مرنے کے بعد بھی تمہاری روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی''...... کرنل بھنڈاری نے کہا۔

''کیا تم نے مجھے صرف اپنا انتقام لینے کے لئے ہی اغوا کیا ہے''...... ناٹران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے تم سے شدید نفرت ہے اور میری نفرت کی آگ اسی وقت ٹھنڈی ہو سکتی ہے جب میں تمہیں ہولناک اذیتوں سے دوچار کر کے ہلاک کر دوں''...... کرنل بھنڈاری نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ شاملے میں تم سے ایک بات پوچھوں جواب دو گے مجھے''...... ناٹران نے بڑی اطمینان بھری نظروں سے کرنل بھنڈاری کے ساتھ کھڑے شاملے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارا پابند نہیں ہوں لیکن چونکہ اب تم مرنے والے ہو اس لئے پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... شاملے نے غرا کر کہا۔

''کیا یہ درست ہے کہ میرے نئے ٹھکانے سے تم اپنی موجودگی میں مجھے بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر یہاں لائے ہو''۔ ناٹران نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ سچ ہے''...... شاملے نے کہا۔

''کیا تم نے یا تمہارے ساتھیوں نے یہاں لانے سے پہلے میری تلاشی لی تھی''...... ناٹران نے پوچھا تو شاملے چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''ہاں لی تھی اور تمہاری جیبوں سے ہم نے ہر چیز نکال کر اپنے

قبضے میں لے لی تھی۔ کیوں تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو"۔ شاملے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے میرا جسمانی نظام اسکین کیا تھا"...... ناٹران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اس سے ایک اور سوال کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ہمیں تمہارا جسم اسکین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور نہ ہم نے ایسا کیا تھا"...... شاملے نے کہا۔

"گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈبل ایٹ بدستور میرے پیٹ میں موجود ہے"...... ناٹران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف شاملے بلکہ کرنل بھنڈاری بھی بری طرح سے چونک پڑا۔

"ڈبل ایٹ۔ یہ ڈبل ایٹ کیا ہے"...... کرنل بھنڈاری نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں ڈبل ایٹ بلاسٹر کی بات کر رہا ہوں"...... ناٹران نے کہا تو کرنل بھنڈاری اور شاملے یکلخت اچھل پڑے۔ ان کے چہروں پر شدید حیرت اور پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"ڈبل ایٹ بلاسٹر۔ تمہارا مطلب ہے کوڈڈ بلاسٹر جو وائر کنٹرول کوڈ سے بلاسٹ کیا جاتا ہے"...... شاملے نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے اس بات کا تو پہلے سے ہی پتہ چل گیا تھا کہ

میرے پیچھے بلیک اسکائی ایجنسی پڑی ہوئی ہے لیکن چونکہ یہ ایجنسی نئی تھی اس لئے مجھے اس کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں تھیں کہ اس کا ہیڈ کون ہے لیکن جس طرح تمہاری فورس میرے ہر ٹھکانے تک پہنچ رہی تھی اس سے مجھے خدشہ لاحق ہو گیا تھا کہ تم لوگ کسی بھی وقت مجھ تک پہنچ سکتے ہو اس لئے میں حفاظت کے پیش نظر کیپسول نما ڈبل ایٹ بلاسٹر چارج کر کے نگل گیا تھا تاکہ ضرورت پڑنے پر میں اسے بلاسٹ کر کے نہ صرف خود کو اذیتناک تشدد سے بچا سکوں بلکہ ان افراد کو بھی اپنے ساتھ ہلاک کر سکوں جو میرے اغوا میں ملوث ہوں۔ اس بات کا مجھے اب پتہ چلا ہے کہ میرے پیچھے کرنل بھنڈاری اور شاملے پڑا ہوا ہے جو مجھ سے اس بات کا بدلہ لینا چاہتا ہے کہ میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈبل بلیک ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر کے اپنے ساتھیوں کو چھڑایا تھا۔ اس وقت شاملے تو وہاں نہیں تھا لیکن کرنل بھنڈاری مجھے مل گیا تھا اور میں نے واقعی مار مار کر اس کا بھرکس نکال دیا تھا۔ میری نظروں کے سامنے یہ ساکت ہو گیا تھا اور میں اسے مردہ سمجھ کر وہاں سے نکل گیا تھا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ مکر کر رہا ہے تو میں اس کے سر کے ٹکڑے کر کے ہی وہاں سے نکلتا۔ خیر جو کام اس وقت نہیں ہوا تھا وہ میں اب کر سکتا ہوں۔ چارجڈ بم میرے پیٹ میں اب بھی موجود ہے۔ مجھے بس ایک کوڈ بولنے کی دیر ہے جس سے بم اسی وقت بلاسٹ ہو جائے گا اور ڈبل ایٹ بلاسٹر میگا پاور بم ہے جو

میرے ساتھ ساتھ تمہاری اس عمارت کو بھی تنکوں کی طرح اُڑا کر رکھ دے گا چاہے یہ بہت بڑے احاطے میں ہی کیوں نہ پھیلی ہوئی ہو''...... ناٹران نے کہا اور اس کی باتیں سن کر وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف پریشانی سے دیکھنا شروع ہو گئے۔

''تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تمہارے پیٹ میں کوئی بلاسٹر نہیں ہے۔ یہ سب تم اپنی جان بچانے کے لئے کہہ رہے ہو''۔ شاملے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہیں میری بات کا یقین نہیں ہے تو کوئی بات نہیں۔ کرنل بھنڈاری کو یہاں رہنے دو اور باہر جا کر سکینر لے آؤ۔ سکینر جب میرے جسم کے گرد گھماؤ گے تو تمہیں خود پتہ چل جائے گا کہ میرے پیٹ میں بلاسٹر ہے یا نہیں''...... ناٹران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو شاملے پریشان نظروں سے کرنل بھنڈاری کی طرف دیکھنے لگا جس کا چہرہ ڈبل ایٹ بلاسٹر کا سن کر دھواں ہونا شروع ہو گیا تھا۔

''کک کک۔ کیا واقعی تمہارے پیٹ میں ڈبل ایٹ بلاسٹر موجود ہے''...... کرنل بھنڈاری نے ناٹران کی طرف خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے کہا ہے نا کہ سکینر منگوا لو اور اس سے چیک کر لو۔ اگر نہیں تو میں ابھی کوڈ بولتا ہوں۔ کوڈ بولتے ہی ڈبل ایٹ بلاسٹر بلاسٹ ہو جائے گا اور میرے ساتھ ہی تم اور تمہارا یہ ہیڈ

کوارٹر بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ اب اس عمارت میں تمہارے کتنے ساتھی موجود ہیں اس کا تو مجھے اندازہ نہیں لیکن میں یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں بچے گا۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ ہم تو ڈوبے ہیں صنم۔ تم کو بھی ساتھ لے ڈوبیں گے''...... ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ اس کی باتوں میں نہ آئیں چیف۔ یہ ہمیں ڈاج دینے کی کوشش کر رہا ہے''...... شاملے نے ناٹران کی طرف نفرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے اور غصے سے بل کھاتے ہوئے کہا۔

''تو پھر جاؤ اور جا کر سکینر لے آؤ۔ ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ یہ سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔ اگر اس کی بات جھوٹ نکلی تو دیکھنا میں اس کا کیا انجام کرتا ہوں''...... کرنل بھنڈاری نے کہا۔

''اوکے۔ میں ابھی لاتا ہوں''...... شاملے نے کہا اور ناٹران کی طرف غصے سے دیکھتا ہوا مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ ناٹران نے اس کے جانے پر کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا تھا۔

''ناٹران۔ سکینر کے آنے سے پہلے اب بھی بتا دو کہ کیا واقعی تمہارے پیٹ میں بلاسٹر موجود ہے یا نہیں۔ اگر تمہاری بات جھوٹ نکلی تو پھر میں واقعی تمہارا انتہائی بھیانک حشر کر دوں گا۔ اگر تم سچ بتا دو گے تو ہو سکتا ہے کہ مجھے تمہاری حالت پر ترس آ جائے اور میں تمہیں آسان موت سے ہمکنار کر دوں''...... شاملے کے باہر جاتے ہی کرنل بھنڈاری نے ناٹران کو تیز نظروں سے گھورتے

ہوئے کہا۔

''میں اسے بلاسٹ کر کے اس بات کی تصدیق کر سکتا ہوں کہ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ بولو کروں بلاسٹ''...... ناٹران نے کہا۔

''اوہ نہیں نہیں۔ رہنے دو۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم سچ بول رہے ہو مگر......'' کرنل بھنڈاری نے ناٹران کا اعتماد بھرا لہجہ دیکھ کر بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مگر کیا''...... ناٹران نے اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''کچھ نہیں''...... کرنل بھنڈاری نے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور خوف کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے وہ سہمی ہوئی نظروں سے ناٹران کی طرف دیکھ رہا تھا کہ کہیں ناٹران وہ کوڈز بول ہی نہ دے جس سے ڈبل ایٹ بلاسٹر بلاسٹ ہو سکتا تھا۔ کچھ ہی دیر میں شاملے تیز تیز چلتا ہوا واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک میٹل ڈیٹیکٹر تھا۔ اس ڈیٹیکٹر سے نہ صرف لباس کی بلکہ جسمانی چیکنگ بھی کی جا سکتی تھی۔

''میں ڈیٹیکٹر لے آیا ہوں چیف۔ ابھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ ہمارے ساتھ کتنا بڑا جھوٹ بول رہا ہے''...... شاملے نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے چیک کرو اسے''...... کرنل بھنڈاری نے تشویش بھرے لہجے میں کہا اور شاملے، ناٹران کی طرف طنز بھری نظروں

سے دیکھتا ہوا اس کے نزدیک آ گیا۔

''کہاں ہے ڈبل ایٹ بلاسٹر۔ تمہارے پیٹ میں ہے نا''۔ شاملے نے پوچھا۔

''ہاں''...... ناٹران نے اطمینان بھرے لہجے میں اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''ابھی پتہ چل جاتا ہے''...... شاملے نے کہا اور اس نے میٹل ڈیٹیکٹر کا ایک بٹن پریس کیا اور ڈیٹیکٹر ناٹران کے قریب کر دیا۔ جیسے ہی اس نے ڈیٹیکٹر ناٹران کے قریب کیا اسی لمحے ڈیٹیکٹر پر لگا ہوا نہ صرف سرخ بلب روشن ہو گیا بلکہ تیز سیٹی کی آواز بھی کمرے میں گونج اٹھی اور سیٹی کی آواز سن کر شاملے بوکھلائے ہوئے انداز میں اچھل کر کئی فٹ دور ہٹ گیا اور ناٹران کی طرف ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے ناٹران کی بجائے اس کے سامنے موت بیٹھی ہو۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سچ کہہ رہا ہے چیف۔ اس کے پیٹ میں واقعی ڈبل ایٹ بلاسٹر موجود ہے جو چارجڈ ہے''...... شاملے کے منہ سے انتہائی خوف بھری آواز نکلی اور اس کی بات سن کر کرنل بھنڈاری کا چہرہ تاریک ہوتا چلا گیا اور وہ ناٹران کی جانب ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے اسے بھی ناٹران کی بجائے کرسی پر اپنی موت دکھائی دے رہی ہو۔

رات کے اندھیرے میں ریڈ اسپیس شپ انتہائی برق رفتاری سے آسمان پر اُڑی جا رہا تھا۔ اس اسپیس شپ میں عمران اور اس کے ساتھ جوزف اور جوانا موجود تھے۔ جنہیں عمران خصوصی طور پر کالائی مشن پر اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔

آسیبی دنیا کے سردار سالونگا نے اسے جلد سے جلد کالائی کے جنگلوں میں جانے کا کہا تھا اور عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایک رات میں اتنا طویل فاصلہ کیسے طے کرے گا اور کس طریقے سے وہ کافرستان کے انتہائی سرے پر موجود کالائی کے جنگل میں پہنچ سکے گا۔ اس کے پاس لے دے کر ایک رات اور ایک دن بچا تھا اور اسے معلوم تھا کہ وہ تیز سے تیز طیارے کو بھی لے کر اس قدر طویل سفر ایک رات میں پورا نہیں کر سکتا ہے۔

دانش منزل میں بلیک زیرو سے مشورہ کرتے ہوئے اچانک اسے ریڈ اسپیش شپ کا خیال آ گیا تھا جو وہ ”گولڈن کرسٹل“ کے

کیس میں سنگ ہی، تھریسیا اور اس کے ساتھیوں سے چھین کر لانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ **اس کے لئے ظہیر احمد کا گولڈن جوبلی نمبر ”گولڈن کرسٹل“ ضرور پڑھیئے جو ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔**

ریڈ اسپیس شپ ہی ایک ایسا تیز رفتار شپ تھا جو اسے بروقت اور انتہائی تیز رفتاری سے کالائی کے جنگل میں پہنچا سکتا تھا۔ عمران نے ریڈ اسپیس شپ ایک انتہائی خفیہ جگہ چھپا رکھا تھا جسے وہ ضرورت کے وقت کبھی بھی نکال سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے ریڈ اسپیس شپ سے ہی کالائی کے جنگل میں جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

عمران نے دانش منزل سے رانا ہاؤس فون کر کے جوزف اور جوانا کو کالائی کے جنگل میں جانے کے لئے تیار ہو کر شمالی پہاڑیوں کی طرف پہنچنے کا حکم دیا اور پھر وہ دانش منزل سے نکل کر اس خفیہ جگہ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں اس نے ریڈ اسپیس شپ چھپا رکھا تھا۔ خفیہ جگہ سے ریڈ اسپیس شپ نکال کر وہ شمالی پہاڑیوں میں لے آیا۔ کچھ ہی دیر میں جوزف اور جوانا وہاں پہنچ گئے۔ ریڈ اسپیس شپ دیکھ کر وہ دونوں حیران ضرور ہوئے تھے لیکن عمران نے انہیں جب بتایا کہ انہیں طویل سفر کرنا ہے اور جلد سے جلد وہاں پہنچنا ہے اس لئے سوائے ریڈ اسپیش شپ میں سفر کرنے کے ان کے پاس اور کوئی آپشن نہیں تھا۔

عمران نے جوزف اور جوانا کو ریڈ اسپیس شپ میں سوار کیا اور پھر وہ ریڈ اسپیش شپ اُڑاتا ہوا بلندی پر آ گیا اور پھر اس نے ریڈ

اسپیس شپ تیزی سے کالائی کے جنگل کی طرف اُڑانا شروع کر دی۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو سردار سالونگا سے ہونے والی تمام باتوں سے آگاہ کر دیا تھا۔ جوزف یہ سب سن کر اتنا حیران نہیں ہوا تھا لیکن چونکہ جوانا کا ان معاملات سے کم واسطہ پڑتا تھا اس لئے وہ بے حد حیران ہو رہا تھا کہ عمران آسیبی دنیا میں جا چکا ہے اور اس کی ملاقات آسیب سے بھی ہو چکی ہے۔ اس نے اس معاملے میں عمران سے کوئی بات نہیں کی تھی البتہ جوزف، عمران سے آسیبی دنیا کے بارے میں کرید کرید کر پوچھ رہا تھا جیسے وہ بھی یہ جاننا چاہتا ہو کہ آخر آسیبی دنیا ہے کیسی۔

''اچھا ہوا سردار کہ آسیبی دنیا میں سوڈانگوؤں نے تمہارے سامنے چمگادڑوں کے روپ دھار رکھے تھے اگر وہ اصلی شکلوں میں ہوتے تو ان کے ہولناک چہرے اور ان کے بھیانک وجود دیکھ کر تم ڈر جاتے''...... جوزف نے کہا۔

''کیوں۔ کیا تم نے کبھی انہیں دیکھا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نو باس۔ میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا لیکن فادر جوشوا نے انہیں دیکھا تھا۔ اس نے مجھے ان خوفناک بلاؤں کے بارے میں بتایا تھا کہ ان کی شکلیں بھیانک ہوتی ہیں اور ان کے وجود اتنے بڑے ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر خوف سے دل دھڑکنا بھول جاتا ہے اور رگوں میں خون تک خشک ہو جاتا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''تو کیا تمہارے فادر جوشوا کا انہیں دیکھ کر دل دھڑکنا نہیں

بھولا تھا اور رگوں میں خون نہیں جما تھا''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''نو باس۔ فادر جوشوا کا دل فولاد کا ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتا تھا بلکہ اسے دیکھنے والے ڈر کر چوہوں کی طرح اپنے بلوں میں چھپ جایا کرتے تھے''...... جوزف نے کہا۔

''تو کیا تمہارے فادر جوشوا کا چہرہ سوڈانگوؤں سے بھی زیادہ خوفناک اور بھیانک تھا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ نو باس۔ یہ سب فادر جوشوا کی طاقتوں کی وجہ سے ہوتا تھا۔ سب اس کی طاقتوں سے ڈرتے تھے۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو تم یہ بتاؤ کہ تم نے سالونگا کی بات ویسے ہی کیوں مان لی تھی۔ اگر وہ تم سے اپنی بیٹی کی مدد کرانا چاہتا تھا تو اس نے تمہیں اپنی کوئی نشانی کیوں نہیں دی''...... جوزف نے کہا۔

''نشانی۔ کیسی نشانی''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''اسے تمہیں اپنی بیٹی کو کافرستانی وچ ڈاکٹر سے چھڑانے کے لئے کوئی نہ کوئی ایسی طاقت دینی چاہئے تھی جو کالائی کے جنگلوں میں تمہارے کام آتی''...... جوزف نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ وہ مجھے اپنی کوئی آسیبی نشانی دیتا''۔ عمران نے اسے گھور کر کہا۔

''یس باس۔ جس طرح لوہے کو لوہا کاٹتا ہے اسی طرح بعض ساحرانہ طاقتوں کو ہلاک کرنے کے لئے ساحرانہ طاقتوں کا ہی

استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اب دیکھو سوڈانگو سیبی طاقت ہے مگر وہ اس وقت ایک وچ ڈاکٹر سے خوفزدہ ہے اور اس سے خود کو بچانے کے لئے تمہاری مدد لے رہا ہے تاکہ کافرستانی وچ ڈاکٹر انہیں اپنے قبضے میں نہ کر لے“...... جوزف نے کہا۔

”ہاں یہ تو ہے۔ لیکن سالونگا نے مجھے کوئی نشانی دینے کی بات نہیں کی تھی اور نہ ہی میں نے اس سے کوئی مدد مانگی تھی البتہ اس نے یہ ضرور کہا تھا کہ ہمارے جو ساتھی کالائی جنگل میں کسی موت کے کنویں میں قید ہیں ان کی مدد کے لئے وہ ایک سوڈانگو وہاں بھیج دے گا جو انہیں کنویں میں کھانا پہنچاتا رہے“...... عمران نے کہا۔

”یہ بھی بہت ہے ورنہ کنویں میں جسے اوپر سے بھی بند کر دیا گیا ہو کوئی انسان زیادہ دیر تک کیسے زندہ رہ سکتا ہے“...... جوزف نے کہا۔

”ہمیں اس جنگل میں عام انسانوں کے ساتھ ساتھ ساحرانہ طاقتوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑے گا اور ان میں ایک طاقت چھلاٹی بھی ہے جو آسیبی دنیا کی شہزادی ہے“...... عمران نے کہا۔

”یس باس اور تم نے بتایا ہے کہ سالونگا نے کہا تھا کہ اگر وہ سامنے آ کر وار کرے تو اس سے ہم خود کو کیسے بچا سکتے ہیں۔ اس نے بالکل ٹھیک کہا تھا۔ چھلاٹی سے ہی نہیں ایسی ساحرانہ طاقتوں کے وار سے بچنے کا یہ بہت بڑا اور اہم راز ہے جو تمہیں سالونگا نے

بتایا ہے۔ اگر تمہارے سامنے خود سالونگا بھی آ جائے اور وہ تم پر ساحرانہ وار کر کے تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو تم اس کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کر کے خود کو اس سے محفوظ رکھ سکتے ہو“...... جوزف نے کہا۔

”تو پھر شاید یہی اس کی نشانی ہو جو اس نے مجھے حفاظت کے لئے بتائی ہے“...... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ اور یہ تمہارے لئے بہت بڑی نشانی ہے۔ جس کا تم بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہو“...... جوزف نے کہا۔

”دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنی ساری توجہ اسپیش شپ کی طرف مبذول کر دی۔ دو گھنٹے مسلسل اسپیش شپ اڑاتے رہنے کے بعد اس نے اسپیس شپ نیچے لے جانا شروع کر دیا۔ اس کے سامنے ایک سکرین پر کافرستان کا نقشہ کھلا ہوا تھا جس پر اس نے خصوصی طور پر کالائی کا علاقہ ایڈجسٹ کر رکھا تھا اور کالائی کے علاقے پر ریڈ سرکل سا بنا ہوا تھا۔ اسپیس شپ تاریکی میں بجلی کی سی تیزی سے نیچے کی طرف جا رہا تھا۔ جیسے جیسے اسپیس شپ نیچے جا رہا تھا۔ سکرین کے نقشے پر جہاں کالائی پر ریڈ سرکل بنا ہوا تھا وہ تیزی سے پھیلتا جا رہا تھا۔ عمران نے پینل کے چند بٹن پریس کئے تو اس کے سامنے ایک بڑی سکرین کھل گئی۔ یہ سکرین ونڈ سکرین جیسی تھی جس پر بیرونی مناظر واضح طور پر دکھائی دیتے تھے۔ سکرین پر دور ایک جنگل دکھائی دے رہا تھا جو

بے حد گھنا تھا۔ اسپیس شپ اسی جنگل کی جانب بڑھا جا رہا تھا۔

"کیا یہ ہے کالائی جنگل"...... جوانا نے سکرین پر نظر آنے والے جنگل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بس ہم یہاں پہنچنے ہی والے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔ اسپیس شپ نیچے لے جاتے ہوئے عمران نے اس کی تمام لائٹس آف کر دی تھیں۔ اسپیس شپ کی آواز نہ ہونے کے برابر تھی۔ وہاں ہر طرف چونکہ تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور عمران نے اسپیس شپ کی تمام لائٹس آف کر دی تھیں اس لئے جنگل میں موجود افراد اس اسپیس شپ کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔

اندھیرا ہونے اور اسپیس شپ کی تمام لائٹس آف ہونے کے باوجود عمران کو جنگل کا ماحول واضح دکھائی دے رہا تھا۔ یہ اسپیس شپ پر لگے ہوئے سپیشل کیمروں کی وجہ سے تھا جن سے رات کی تاریکی میں بھی دن کے اجالے کی طرف دیکھا جا سکتا تھا۔ عمران اسپیس شپ جنگل کے عین اوپر لے آیا اور مخصوص بلندی پر رکھ کر اوپر سے جنگل کا جائزہ لینے لگا۔ جنگل زیادہ بڑا تو نہیں تھا لیکن بے حد گھنا تھا۔ جنگل کے وسط میں اسے بے شمار جھونپڑیاں دکھائی دے رہی تھیں جیسے وہاں کوئی جنگلی قبیلہ آباد ہو۔ وہاں پنڈت اور سادھو ٹائپ کے افراد دکھائی دے رہے تھے۔ ایسے ہی گیروے رنگ کے کپڑوں میں ملبوس بے شمار افراد جنگل میں قبیلے کے ارد گرد پھیلے ہوئے تھے جو مسلح تھے اور انہوں نے درختوں پر مچانیں بنا رکھی تھیں

جیسے وہ قبیلے کی حفاظت پر مامور ہوں۔

اس قبیلے سے کچھ فاصلے پر درختوں کا ایک بڑا جھنڈ تھا جہاں چاروں طرف گھنے درخت پھیلے ہوئے تھے۔ ان درختوں کے گھنے پن کی وجہ سے عمران کو وہاں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ لیکن درختوں کے اس جھنڈ کے پاس مسلح افراد کی تعداد زیادہ تھی اور انہوں نے اس جھنڈ کو چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا جس سے عمران کو اندازہ ہو رہا تھا کہ درختوں کے اس جھنڈ میں کوئی اہم ہستی موجود ہے جس کی حفاظت کے لئے اس قدر فول پروف انتظامات کئے گئے ہیں اور عمران کے نزدیک اس جنگل میں اہم ہستی مہاراج وکرام کے سوا اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔

"ہونہہ۔ تو انہوں نے مہاراج وکرام کی حفاظت کا یہاں پورا بندوبست کر رکھا ہے"...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تو کہتا ہوں ماسٹر کہ ان پر اسپیس شپ سے ہی حملہ کر دو۔ اسپیس شپ کا سائنسی اسلحہ ان سب کو ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتار دے گا اور ہم یہیں سے اس مہاراج کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں جو خود کو وچ ڈاکٹر کہتا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"نہیں۔ اسپیس شپ کے ویپنز میں کچھ پرابلم ہے انہیں ٹھیک کرنے میں وقت لگے گا۔ ہمیں ان سے مقابلہ کرنے کے لئے جنگل میں ہی جانا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ کیا پرابلم ہے اسپیس شپ کے ویپنز میں"...... جوانا

نے حیران ہو کر پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ میں جب اسے لا رہا تھا تو میں نے اس کی مکمل جانچ پڑتال کی تھی لیکن اس کے ویپنز سسٹم میں مجھے کچھ گڑ بڑ لگ رہی تھی۔ میں نے ویپنز سسٹم آن کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کوئی سسٹم آن نہیں ہو رہا تھا''...... عمران نے جواب دیا۔

''اچھا ہی ہوا ہے کہ اسپیس شپ کے ویپنز کام نہیں کر رہے ہیں۔ اگر یہ کام کر رہے ہوتے تب بھی میں باس کو اسپیس شپ سے جنگل پر اٹیک کرنے کا مشورہ نہ دیتا''...... جوزف نے کہا۔

''کیوں''...... جوانا نے حیران ہو کر کہا۔

''باس کے ساتھی اسی جنگل کے کسی کنویں میں قید ہیں۔ اگر باس اسپیس شپ سے لیزر بلٹس اور لیزر میزائل فائر کرنا شروع کر دیتا اور ان میں سے کوئی ایک لیزر میزائل اس کنویں پر جا گرتا تو باس کے ساتھیوں کا کیا انجام ہوتا''...... جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی اندھا دھند لیزر گنوں اور لیزر میزائلوں سے وہ کنواں بھی نشانہ بن سکتا تھا اور ہمارے ساتھی ہلاک ہو سکتے تھے''...... جوانا نے جوزف کی بات سن کر سمجھ کر اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ عمران نے جنگل کا پورا چکر لگایا اوز پھر وہ اسپیس شپ کو جنگل کے ایک ایسے حصے کی طرف لے آیا جہاں درختوں کی تعداد کم تھی اور زمین کا ایک کھلا حصہ دکھائی دے رہا تھا۔ یہ حصہ قبیلے سے کافی دور تھا اور سائیڈوں پر درختوں کی کثرت تھی۔ اگر کوئی اس طرف آ

بھی جاتا تو اسے اسپیس شپ آسانی سے دکھائی نہ دیتا۔

عمران نے اسپیس شپ اس کھلے حصے پر اتارنا شروع کر دیا۔ اس نے اسپیس شپ کے نچلے حصے میں موجود راڈز نما اسٹینڈز اوپن کر لئے تھے۔ کچھ ہی دیر میں اسپیس شپ کے راڈز نما اسٹینڈ زمین سے لگ رہے تھے۔ اسٹینڈز کے زمین پر لگتے ہی عمران نے فوری طور پر اسپیس شپ آف کرنا شروع کر دیا۔ گو کہ اسپیس شپ کے فائر انجنوں کی آواز نہ ہونے کے برابر تھی لیکن چونکہ اس جنگل میں گہرا سکوت چھایا ہوا تھا اس لئے اسپیس شپ کی معمولی سی آواز بھی قبیلے والوں کو اس طرف متوجہ کر سکتی تھی۔ اسپیس شپ آف کرتے ہی عمران نے اسپیس شپ کا دروازہ کھولا۔ یہ دروازہ اسپیش شپ کے پینڈے سے کھلا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی پینڈے میں موجود سیڑھیاں خود بخود موونگ کرتی ہوئی نیچے زمین سے جا لگیں۔

''چلو''...... عمران نے کہا اور کنٹرول پینل کے سامنے سے اٹھ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جوزف اور جوانا بھی اٹھے اور انہوں نے اپنی سیٹوں کے قریب پڑے ہوئے مخصوص اسلحے والے تھیلے اٹھائے اور سیڑھیوں کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے اور پھر وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے اسپیس شپ سے باہر نکل گئے۔ عمران بھی اسپیس شپ سے نکلتے ہوئے اپنا تھیلا اٹھا لایا تھا۔ جب تینوں اسپیش شپ سے باہر آ گئے تو عمران نے اپنے لباس کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول آلہ نکالا اور اس کا رخ

اسپیس شپ کی طرف کرتے ہوئے آلے کا بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے آلے کا بٹن پریس کیا آلے کے سرے سے نیلے رنگ کی شعاع سی نکل کر اسپیس شپ کے ایک حصے پر پڑی۔ دوسرے لمحے جوزف اور جوانا یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اسپیس شپ ان کی نظروں کے سامنے سے یوں غائب ہو گیا جیسے وہاں اس کا وجود ہی نہیں تھا۔

''یہ کیا۔ یہ اسپیش شپ کہاں غائب ہو گیا ہے''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے اسے وقتی طور پر انویسیبل کر دیا ہے تاکہ اس طرف کوئی آئے تو اسے اسپیس شپ دکھائی نہ دے''...... عمران نے کہا

''تو کیا اسے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے غائب اور حاضر کیا سکتا ہے''...... جوزف نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مجھے یہ ریموٹ اسپیس شپ کے اندر سے ہی ملا تھا میں نے جب اس ریموٹ کنٹرول کا معائنہ کیا تو مجھے پتہ چل تھا کہ اس سے کیا کام لیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اب چلو۔ ہمیں سب سے پہلے وہ کنواں تلاش کرنا ہے جس میں ہمارے ساتھی قید ہیں''...... عمران نے کہا اور مڑ کر اس طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف انہوں نے سادھو اور پنڈت ٹائپ افراد کا قبیلہ دیکھا تھا۔ جنگل میں چونکہ گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی

لئے عمران اور ان دونوں نے آنکھوں پر کراس ویژنل چشمے لگا لئے تھے جو نائٹ ٹیلی سکوپ کی طرح کام کرتے تھے اور انہیں رات کے اندھیرے میں دن کی روشنی کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ جنگل میں بے حد سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس جنگل میں نہ تو کوئی پرندہ ہو اور نہ ہی کوئی جانور۔ جنگل میں ہوا بھی نہیں چل رہی تھی اس لئے انہیں درختوں کی سرسراہٹیں بھی سنائی نہیں دے رہی تھیں۔

''بڑا خاموش اور پراسرار جنگل ہے۔ کیا یہاں کوئی ایک جانور بھی نہیں ہے''...... جوانا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''آسیبی جنگل اسی طرح خاموش اور پراسرار ہوتے ہیں اور ایسے جنگلوں میں جانور اور پرندے بھی آنے سے ڈرتے ہیں''۔ جوزف نے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا یہاں آسیبی طاقتیں بھی موجود ہیں''...... جوانا نے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ کسی بھی وقت ہمارے سامنے آ سکتی ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا۔ جیسے ہی تمہیں کسی طرف سے کوئی آہٹ سنائی دے اس کے بارے میں مجھے فوراً بتا دینا''...... جوزف نے کہا۔

''کیوں۔ تم کیا کرو گے''...... جوانا نے چونک کر کہا۔

''میں تمہارے قریب آسیبی طاقت کو نہیں آنے دوں گا اور اسے فوراً تم سے دور بھگا دوں گا''...... جوزف نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے

درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان سے گزرتے جا رہے تھے کہ اسی لمحے اچانک چلتے چلتے عمران رک گیا۔ عمران کو رکتے دیکھ کر جوزف اور اس کے پیچھے جوانا بھی رک گیا۔

"کیا ہوا باس"...... جوزف نے عمران سے پوچھا۔ تو عمران نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور غور سے ارد گرد کے درختوں کی طرف دیکھنا شروع ہو گیا۔ درخت بے حد گھنے تھے۔ ان کی بلندی بھی کافی تھی جس کی وجہ سے عمران کو ان درختوں پر کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ عمران کے چہرے پر شدید تشویش کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ اسے درختوں کی طرف دیکھتا پا کر جوزف بھی چونک کر اوپر دیکھنے لگا اور چند درختوں کو دیکھتے ہوئے اچانک اس کی نظریں ایک درخت پر جم گئیں۔

"اوہ۔ نکلو باس۔ فوراً یہاں سے نکلو۔ ہم خطرے میں ہیں"۔ جوزف نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔ اس کی بات ابھی پوری ہوئی ہی تھی کہ اسی لمحے اوپر سے کوئی چیز پھیل کر ان پر گرتی چلی گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے اسی لمحے ان پر ایک بڑا سا جال آ گرا اور وہ اس جال میں بری طرح سے پھنستے چلے گئے۔

عمران، جوزف اور جوانا نے جال سے نکلنے کے لئے تیزی سے ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے درختوں سے بے شمار مسلح افراد کود کود کر نیچے آ گئے اور انہوں نے جال میں پھنسے ہوئے عمران، جوزف اور جوانا کو بری طرح سے چھاپ لیا۔ ان مسلح افراد

نے سیاہ رنگ کے لباس پہن رکھے تھے اور ان کے چہروں پر بھی سیاہ نقاب چڑھے ہوئے تھے۔ چونکہ وہ سر سے پاؤں تک سیاہ لباسوں میں چھپے ہوئے تھے اسی لئے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو درختوں میں دکھائی نہیں دیئے تھے اور انہوں نے فوراً ان پر جال پھینک کر انہیں چھاپ لیا تھا۔ ایک سیاہ پوش نے عمران کے سر پر مشین گن کا دستہ مار دیا۔ مشین گن کا دستہ لگتے ہی عمران کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک لمحے کے لئے سورج سا روشن ہوا لیکن اسی لمحے ایک بار پھر اس کے سر پر زور دار دھاکہ ہوا اور ساتھ ہی اس کے سامنے طلوع ہونے والا سورج غروب ہوتا چلا گیا۔

جب عمران کی آنکھیں کھلی تو اس نے خود کو ایک تاریک جگہ پایا۔ وہاں عجیب اور انتہائی ناگوار بو پھیلی ہوئی تھی۔ عمران نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں مضبوطی کے ساتھ رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ عمران کے منہ سے بے اختیار کراہ نکل گئی۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ وہاں پھیلی ہوئی عجیب و غریب بو نے عمران کے دماغ میں ہلچل سی مچا دی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں بے شمار لاشیں پڑی ہوئی ہوں جو گل سڑ رہی ہوں۔ ہوش میں آتے ہی اس کا لاشعور فوراً شعور میں آ گیا تھا اور اسے فوراً سابقہ واقعات یاد آ گئے تھے۔ اس کا کراس ویژنل چشمہ کہیں گر چکا تھا۔ اس لئے

وہ اب اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

''کون سی جگہ ہے یہ''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اوہ۔ یہ تو عمران صاحب کی آواز ہے''۔ اچانک عمران کو صفدر کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور صفدر کی آواز سن کر عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

''صفدر۔ یہ تم ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں صفدر ہوں اور میں یہاں اکیلا نہیں میرے ساتھ تنویر، کیپٹن شکیل اور مس جولیا بھی ہیں لیکن آپ۔ آپ یہاں کب اور کیسے آئے۔ ہمیں تو آپ کے آنے کا پتہ بھی نہیں چلا تھا''۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے بھی نہیں معلوم کہ میں یہاں کیسے آیا ہوں لیکن تم چاروں یہاں کیا کر رہے ہو اور یہ کون سی جگہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہم اس وقت ایک سیاہ کنویں کی تہہ میں ہیں۔ ہم یہاں کیسے پہنچے ہیں اس کا ہمیں بھی کچھ علم نہیں ہے لیکن اس کنویں میں ہمارے ساتھ عجیب عجیب واقعات ہو رہے ہیں جس سے ہمارے دماغ گھومے ہوئے ہیں''...... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

''عجیب واقعات۔ کیسے عجیب واقعات''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک تو یہ کہ یہ کنواں انتہائی گہرا ہے۔ ہم کنویں کی دو سو فٹ کی گہرائی میں ہیں اور یہاں ہر طرف انسانی ہڈیاں بکھری ہوئی ہیں

جس کی وجہ سے ہر طرف بو ہی بو پھیلی ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں یہاں نہ صرف آکسیجن میسر آ رہی ہے بلکہ ہمارے کھانے پینے کا سامان بھی پہنچایا جا رہا ہے۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ اچانک یہاں ہلکی ہلکی روشنی پھیل جاتی ہے اور پھر کنویں کی ایک دیوار کھلتی ہے اور دو ہاتھ باہر آتے ہیں جن میں پانی اور کھانے پینے کا سامان ہوتا ہے۔ وہ ہاتھ کھانے پینے کا سامان ہمارے سامنے رکھتے ہیں اور واپس دیوار میں غائب ہو جاتے ہیں اور دیوار برابر ہو جاتی ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے ہمیں یہاں قید کرنے کے باوجود ہمارے کھانے پینے کا خاص طور پر انتظام کیا گیا ہو اور کوئی ہمیں کنویں میں بھوکا پیاسا ہلاک نہ ہونے دینا چاہتا ہو''...... جولیا نے کہا۔ اس کی بات سن کر عمران سمجھ گیا کہ ایسا کون کر سکتا ہے۔ آسیبی دنیا کے سردار سالونگا نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کنویں میں موجود اس کے ساتھیوں کو اس کے پہنچنے تک ہلاک نہیں ہونے دے گا اور وہ ان کی بھوک پیاس کا بھی بندوبست کراتا رہے گا وہ اس کنویں میں پٹونگا کو بھیج دے گا جو انہیں کھانے پینے کا سامان مہیا کرتا رہے گا۔

''لیکن تم یہاں کیسے آئے ہو۔ کیا تمہیں بھی کسی آسیبی طاقت نے اس کنویں میں پھینکا ہے''...... تنویر نے پوچھا۔

''کیوں۔ کیا تمہیں کسی آسیبی طاقت نے یہاں پھینکا تھا''۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں"...... تنویر نے جواب دیا اور پھر جولیا نے عمران کو ساری تفصیل بتا دی کہ وہ کس طرح سے موت کے اس سیاہ کنویں کے قیدی بنے تھے۔

"پھر شاید مجھے، جوزف اور جوانا کو بھی اسی آسیبی طاقت نے کنویں میں پھینکا ہو کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے جب میں جوزف اور جوانا اس جنگل میں آئے تھے تو ہم پر چند سیاہ پوشوں نے ایک جال پھینک دیا تھا اور جال پھینکتے ہی وہ ہم پر کود آئے تھے اور انہوں نے ہمارے سروں پر مشین گنوں کے دستے مار کر ہمیں بے ہوش کر دیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن تم یہاں کس لئے آئے تھے۔ کیا تمہیں معلوم تھا کہ ہم یہاں کسی آسیبی طاقت کا نشانہ بن چکے ہیں اور اس نے ہمیں موت کے سیاہ کنویں میں پھینک دیا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مجھے سب معلوم ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے انہیں ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اسی لئے مہاراج وکرام نے ہمیں خصوصی طور پر اس جنگل میں بلایا تھا تاکہ وہ ہمیں بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوتا دیکھ سکے اور پھر ہماری لاشوں پر اس کی غلام آسیبی طاقتیں قبضہ کر لیں اور ہم بھی آسیبی طاقتیں بن کر اس کے غلام ہو جائیں"...... جولیا نے جیسے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے میں ریڈ اسپیس شپ کے ذریعے فوراً یہاں پہنچ گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ میری آمد کی خبر اتنی جلدی مہاراج وکرام کو نہیں ملے گی لیکن جس طرح جنگل میں آتے ہی ہمارے خلاف کارروائی کی گئی تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی مہاراج وکرام جو ہر بات کا فوراً علم ہو جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے کہا ہے کہ آپ کے ساتھ جوزف اور جوانا بھی آئے تھے۔ وہ دونوں کہاں ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔ میں تو یہاں نیا نیا آیا ہوں اور مجھے اندھیرے میں کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ تم کافی وقت سے یہاں ہو۔ تمہاری آنکھیں تو اب تک اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہو جانی چاہئیں تھیں۔ تو کیا تمہیں میں، جوزف اور جوانا دکھائی نہیں دے رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ گھپ اندھیرے میں اب تک ہماری آنکھیں دیکھنے کے قابل نہیں ہوئی ہیں۔ ہمیں ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم یہاں آ کر واقعی اندھے ہو گئے ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا تم نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ کنواں کتنا بڑا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کافی بڑا ہے۔ اس کا قطر کم از کم بیس میٹر ہے"...... جولیا نے جواب دیا۔

"بیس میٹر۔ اوہ۔ کافی بڑا کنواں ہے"...... عمران نے کہا۔

''دیکھو پھر جوزف اور جوانا بھی یہیں کہیں ہوں گے۔ اگر عمران صاحب یہاں ہیں تو پھر انہیں بھی یہیں ہونا چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں دیکھتا ہوں''...... تنویر نے کہا اور پھر عمران نے سامنے کی طرف سے کسی کے اٹھنے کی آواز سنی اور کچھ ہی دیر میں تنویر اس تک پہنچ گیا۔

''کیا یہ تم ہو''...... تنویر نے پوچھا۔

''ہاں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تم تو بندھے ہوئے ہو''...... تنویر نے کہا۔

''اسی لئے تو ابھی تک یہاں پڑا ہوا ہوں ورنہ اٹھ کر تمہارے پاس نہ آ جاتا''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہیں کنویں میں باندھ کر ڈالا گیا ہے''۔ جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ میرے ہاتھ پاؤں رسیوں سے بندھے ہوئے ہیں''۔ عمران نے جواب دیا۔

''کیا آپ کے ناخنوں میں بلیڈ نہیں ہیں جن سے آپ رسیاں کاٹ سکیں''...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

''کوشش کر رہا ہوں۔ بس رسیاں کٹنے ہی والی ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اپنی رسیاں کاٹو تب تک میں ادھر ادھر ہاتھ

پاؤں مار کر جوزف اور جوانا کو تلاش کرتا ہوں''...... تنویر نے کہا اور پھر وہ عمران کے پاس سے ہٹ گیا۔ عمران اس وقت واقعی ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے اپنے ہاتھوں کی رسیاں کاٹ رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں رسیاں کٹ گئیں اور اس کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ ہاتھ آزاد ہوتے ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے پیروں پر بندھی ہوئی رسیاں کاٹنی شروع کر دیں۔

''یہ رہے دونوں۔ یہ دونوں بے ہوش ہیں اور یہ بھی رسیوں سے بندھے ہوئے ہیں''...... اچانک تنویر کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ رکو۔ میں بھی اس طرف آتا ہوں اور ان کی رسیاں کھولنے میں تمہاری مدد کرتا ہوں''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ بھی اٹھ کر آہستہ آہستہ اس طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی تھی۔

''میں نے اپنی رسیاں کھول لی ہیں ہنی اور میں تمہاری طرف آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کون ہنی''...... جولیا نے جیسے منہ بنا کر کہا۔

''کک کک۔ کوئی نہیں۔ میری ویسے ہی زبان پھسل گئی تھی''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کنٹرول میں رکھا کرو اپنی زبان ورنہ میں کسی دن کھینچ کر تمہارے ہاتھ میں پکڑا دوں گا''...... تنویر نے غرا کر کہا۔

''کیا۔ ہنی کا ہاتھ''...... عمران نے کہا تو تنویر غرا کر رہ گیا۔

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اگر مہاراج وکرام ہمیں ہلاک کر کے ہماری لاشوں کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے تو پھر وہ کون ہے جو ہمیں یہاں کھانے پینے کا سامان مہیا کر رہا ہے۔ ہمیں یہاں آکسیجن کے ساتھ کھانا پینا مل رہا ہے پھر بھلا ہم یہاں گھٹ گھٹ کر اور بھوکے پیاسے کیسے مر سکتے ہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہاری مدد آسیبی دنیا کی ایک مخلوق پٹونگا کر رہی ہے۔ وہی تمہیں آکسیجن بھی فراہم کر رہی ہے اور تمہیں کھانے پینے کا سامان بھی پہنچا رہی ہے تاکہ تم زندہ رہ سکو''...... عمران نے جولیا کے قریب آتے ہوئے کہا۔

''پٹونگا۔ کون پٹونگا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہیں آسیبی دنیا کے بارے میں سب کچھ بتا تو د ہے کہ میں کس طرح سے آسیبی دنیا میں پہنچا تھا اور مجھے کس تمہاری قید اور مہاراج وکرام کی بارے میں بتایا تھا۔ پٹونگا وہ سوڈانگو ہے جس نے پہلے سوپر فیاض کو اپنے قابو میں کیا تھا اور ا کے ذریعے مجھ تک آن پہنچا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اگر وہ ہماری مدد کر رہا ہے تو پھر وہ ہمارے سامنے کیا نہیں آتا اور اگر وہ اتنا ہی طاقتور ہے تو پھر اسے چاہئے کہ وہ ہم اس کنویں سے ہی باہر نکال دے''...... جولیا نے کہا۔

''کیا کرو گے کنویں سے باہر جا کر۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہم ا

کنویں کو ہی اپنا مسکن بنا لیتے ہیں۔ یہاں خاموشی بھی ہے۔ اندھیرا بھی ہے اور......'' عمران کی زبان چل پڑی۔

''اور کیا''...... جولیا نے غرا کر کہا۔

''تم بھی ہو۔ میں بھی ہوں اور ہمارے گواہان بھی ہیں۔ تو ہم اسی کنویں میں اپنا خاندان بنا سکتے ہیں۔ نہ یہاں ہوا کی کمی ہو گی نہ کھانے پینے کی''...... عمران نے کہا۔

''اس سے فضول بات کوئی اور ہے تو وہ بھی کہہ دو''...... جولیا نے غرا کر کہا۔

''نہیں۔ اگر تمہارا بھائی کرنا چاہے تو میں اسے منع نہیں کروں گا اور اس کی فضول بات یہی ہو گی کہ خبردار اگر میرے بارے میں کوئی بات کی تو شوٹ کر دوں گا''...... عمران نے تنویر کے لہجے میں کہا تو تنویر ایک بار پھر غرانا شروع ہو گیا۔

''ہم نے ان دونوں کو کھول دیا ہے عمران صاحب لیکن یہ بدستور بے ہوش ہیں''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''پڑا رہنے دو ابھی انہیں ایسے ہی۔ جب انہیں ہوش آئے گا تو دیکھا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''کیوں۔ کیا تمہارا اس کنویں میں پڑے رہنے کا ارادہ ہے۔ یہاں سے نکلنا نہیں''...... جولیا نے کہا۔

''کیا یہاں سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ ہے''...... عمران نے الٹا اس سے پوچھا۔

”نہیں۔ ہم یہاں ہر طرف ہاتھ پاؤں مار کر دیکھ چکے ہیں کنواں مکمل طور پر بند ہیں اور اس کی دیواریں بھی بے حد سپاٹ ہیں جن پر چڑھ کر ہم اوپر بھی نہیں جا سکتے ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”مطلب یہ کہ تم سب یہاں سے نکلنے کی کوشش کر چکے ہو“۔ عمران نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ ہم یہاں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو نہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے بہت کوشش کی تھی لیکن ہمیں کوئی کامیابی نہیں مل سکی تھی“...... جولیا نے جواب دیا۔

”کیا پٹونگا نے کبھی تم سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی“۔ عمران نے پوچھا۔

”نہیں“...... جولیا نے مبہم سے انداز میں کہا۔

”وہ کھانے پینے کا سامان کب لاتا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”اس کا کوئی ٹائم نہیں ہے۔ اچانک ہی وہ آتا ہے اور کھانے پینے کا سامان جس میں پانی کی دو بوتلیں اور کچھ خشک میوہ جات یا پھل ہوتے ہیں ایک ٹوکری میں رکھ کر دے جاتا ہے“...... صفدر نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ اب کتنی دیر پہلے اس نے کھانے پینے کا سامان دیا تھا تمہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”چار گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو گیا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”تمہیں اس بات کا تو اندازہ ہو گا کہ وہ کتنے کتنے وقفے کے

بعد یہاں آتا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”چار سے چھ گھنٹوں کے بعد وہ ہمیں کچھ نہ کچھ دینے ضرور آتا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”تو اس کے آنے کا وقت ہونے والا ہے“...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

”شاید“...... جولیا نے کہا۔

”آپ کے خیال میں وہ ہمارا یہاں سے نکلنے کا بندوبست کر سکتا ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”شاید“...... عمران نے بھی جولیا کے انداز میں کہا۔

”اگر شاید والی بات ہے تو پھر جوزف کو ہوش میں لاؤ۔ یہ ماورائی طاقتوں کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ ہمیں جس آسیبی کنویں میں قید کیا گیا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ ہمیں یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ بتا سکے یا کچھ ایسا کر سکے جس سے ہم اس آسیبی کنویں سے نکل جائیں“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ ہو سکتا ہے کہ اس معاملے میں جوزف ہماری کچھ مدد کر سکے“...... صفدر نے کہا۔

”اگر وہ بھی کچھ نہ کر سکا تو“...... تنویر نے پریشانی سے کہا۔

”تو پھر خاموشی سے اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دینا۔ کیوں جولیا“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ مجھے ایسی فضول باتیں پسند نہیں ہیں“...... جولیا

نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تو کیسی باتیں پسند ہیں۔ تم ہی بتا دو میں وہی شروع کر دیتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”یہاں سے نکلنے کی سوچو۔ مجھے اس اندھیرے اور بو سے نفرت ہو رہی ہے“...... جولیا نے کہا۔

”تمہارا سامان کہاں ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”جب ہمیں یہاں لا کر قید کیا گیا تھا تو ہم بھی بے ہوش تھے اور ہوش میں آنے کے بعد ہمیں یہاں ہمارا کوئی سامان نہیں ملا تھا۔ یہاں تک کہ ہماری جیبوں سے بھی سب کچھ نکال لیا گیا تھا“...... صفدر نے کہا۔

”ایسا ہی میرے ساتھ ہوا ہے۔ میری جیبوں سے بھی سب کچھ غائب ہے۔ انہیں چاہئے تھا کہ کم از کم ہمارا سامان ہمارے پاس رہنے دیتے تاکہ ہم یہاں روشنی کر کے ایک دوسرے کے چہرے تو دیکھ سکتے“...... عمران نے کہا۔

”آپ نے بتایا نہیں کہ انہیں ہوش میں لانا ہے یا نہیں“۔ صفدر نے پوچھا۔

”لے آؤ بھائی انہیں ہوش میں۔ ہوش میں آ کر اگر یہ کچھ کر سکیں تو ہماری خوش قسمتی ہو گی ورنہ ہم ان کے ساتھ اور یہ ہمارے ساتھ بیٹھے رہیں گے اور کیا بھی کیا جا سکتا ہے“...... عمران نے بڑے بے زار سے لہجے میں کہا۔

”تو پھر ہم ان کے سانس روک کر انہیں ہوش میں لاتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہیں ہوش میں لانے کا اور کوئی طریقہ نہیں ہے“۔ تنویر نے کہا تو عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جوزف اور جوانا بھی ہوش میں آ گئے۔ ہوش میں آتے ہی وہ خود کو اس تاریک ماحول میں دیکھ کر چونک پڑے۔

”یہ کون سی جگہ ہے اور ہم یہاں کیسے پہنچ گئے“...... جوانا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”یہ مگونڈا ہے۔ تاریک دنیا کا سیاہ مگونڈا“...... جوزف کی خوف بھری آواز سنائی دی۔

”یہ مگونڈا نہیں۔ اندھا کنواں ہے کالے بھوت۔ ایک تو تم پہلے ہی کالے سیاہ ہو یہاں آ کر تمہارا دماغ بھی تاریک ہو گیا ہے جو کنویں کو مگونڈا کہہ رہے ہو“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”اوہ۔ باس۔ تم بھی یہاں ہو“...... جوزف کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ میرا بھوت ہے یہاں“...... عمران نے کہا۔

”لیکن باس ہم یہاں آئے کیسے۔ ہم تو......“ جوزف نے کہنا چاہا۔

”یہ ساحرانہ طاقتوں کی آماجگاہ ہے۔ یہاں ایسا کچھ تو ہونا ہی تھا۔ میں نے تمہیں یہاں کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا اس لئے مجھ سے زیادہ تمہیں الرٹ ہونا چاہئے تھا کہ ہم پر یہاں آسیبی

طاقتیں بھی حملہ کر سکتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں الرٹ تھا باس۔ ہم پر عام انسانوں نے جال پھینکا تھا اور پھر ہمارے سروں پر وار کئے گئے تھے جس سے ہم بے ہوش ہو گئے تھے اس کے بعد ہی ہمیں کسی ساحرانہ طاقت نے اس مگونڈے میں ڈالا ہو گا''...... جوزف نے کہا۔

''بہرحال جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب یہ دیکھو کہ ہم یہاں سے کیسے نکل سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''او کے باس۔ میں چیک کرتا ہوں اور مجھے یہاں اپنے باقی ساتھیوں کی بھی بو محسوس ہو رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اسی کنویں میں ڈالا گیا ہے جہاں مس جولیا اور باقی سب کو پھینکا گیا تھا''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ یہ موت کا وہی سیاہ کنواں ہے اور یہ چاروں ہمارے ساتھ ہی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ ہم جلد سے جلد یہاں سے نکل جائیں''...... جوزف نے کہا اور پھر اس کے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہ شاید اٹھ کر کنویں کی دیواروں پر ہاتھ مار رہا تھا۔

''نو باس۔ یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے اس کنویں کو ہر طرف سے مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہو۔ اس کنویں کے باہر ماورائی طاقتیں پہرہ دے رہی ہیں تاکہ

کسی بھی طریقے سے کنویں سے باہر نہ نکل سکیں''...... جوزف نے کہا۔ اس کے لہجے میں بھی پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''اوہ۔ اگر تمہیں بھی یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تو پھر ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم اب شاید ہی اس کنویں سے کبھی نکل سکیں''...... جوزف نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے انہیں کنویں میں تیز گونج کی آواز سنائی دی۔ گونج کی آواز سن کر عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

اچانک مہاراج وکرام نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں بے حد سرخ ہو رہی تھیں۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت اور انتہائی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... مہاراج وکرام نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن اس کی جھونپڑی میں کوئی نہیں تھا۔ مہاراج وکرام نے کھوپڑی کے پاس پڑا ہوا خنجر اٹھایا اور اس کی نوک کھوپڑی کے سر سے لگا دی۔

"چھلاٹی"...... مہاراج نے خنجر کی نوک کھوپڑی کے سر پر رکھتے ہوئے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دائیں طرف سے تیز غراہٹ کی آواز سنائی دی اور اچانک وہاں دھواں سا پھیلا اور تیزی سے سمٹتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے دھوئیں نے ایک نوجوان اور انتہائی حسین عورت کا روپ دھار لیا۔ اس عورت نے سفید رنگ کا موتیوں والا انتہائی قیمتی لباس پہن رکھا تھا۔ بلا شبہ وہ دیکھنے میں

قدیم دور کی حسین شہزادی ہی دکھائی دے رہی تھی۔

"چھلاٹی حاضر ہے مہاراج وکرام۔ بولو کس لئے بلایا ہے تم نے چھلاٹی کو"...... چھلاٹی نے کہا۔

"مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ کچھ سر پھرے افراد ایک اُڑنے والی طشتری میں کالائی کے جنگل کی طرف میرا ناش کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ وہ کون ہیں اور مجھے کیوں ناش کرنا چاہتے ہیں"۔ مہاراج وکرام نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے مجھے باہر جا کر دیکھنا ہو گا مہاراج وکرام کہ وہ کون ہیں اور جنگل کے کس حصے میں ہیں"...... چھلاٹی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"وہ ابھی جنگل میں نہیں آئے ہیں۔ لیکن میری طاقت بتا رہی ہے کہ اُڑنے والی طشتری میں سوار ہو کر وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں"...... مہاراج وکرام نے کہا۔

"پھر بھی جب تک میں باہر نہیں جاؤں گی مجھے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو گا"...... چھلاٹی نے اسی انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ باہر اور دیکھو کہ وہ کون ہیں اور اگر تمہیں جنگل میں کوئی اُڑنے والی طشتری دکھائی دے تو اس کے بارے میں آ کر مجھے فوراً بتاؤ"...... مہاراج وکرام نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے جیسے ہی وہ لوگ دکھائی دیں گے میں تمہیں آ کر ان کے بارے میں بتا دوں گی"...... چھلاٹی نے کہا اور دھواں

بن کر فوراً وہاں سے غائب ہو گئی۔

''کانگڑو''...... مہاراج وکرام نے چھلاٹی کے غائب ہوتے ہی ایک بار پھر تیز آواز میں کہا تو اسی لمحے دروازے کے باہر دستک ہوئی۔

''میں باہر ہوں آقا''...... باہر سے ایک غیر انسانی آواز سنائی دی۔

''اندر آؤ۔ فوراً''...... مہاراج وکرام نے تیز لہجے میں کہا تو اسی لمحے دروازہ کھلا اور بانس جیسا دبلا پتلا کانگڑو اندر آ گیا۔ یہ وہی کانگڑو تھا جو مہاراج وکرام کے حکم پر پاکیشیا سے کرنل بھنڈاری کے لئے فارن ایجنٹوں کی فائل لایا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا لبادے نما لباس پہن رکھا تھا جو اس کے پیروں تک جا رہا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا اور اس کے چہرے کا گوشت اندر کی طرف دھنسا ہوا تھا۔ شکل و صورت سے وہ انسانی ڈھانچہ ہی دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی آنکھیں گول اور چمکدار تھیں اور اس کے ہاتھوں کی انگلیاں بھی عام انسانوں سے کہیں زیادہ لمبی دکھائی دے رہی تھیں۔

''کانگڑو آقا کو پرنام پیش کرتا ہے''...... دبلے پتلے انسان نے اندر آ کر سینے پر ہاتھ رکھ کر قدرے جھکتے ہوئے کہا۔

''فوراً باہر جاؤ کانگڑو۔ مجھے میری طاقتوں نے بتایا ہے کہ پاکیشیا سے تین افراد ایک اُڑنے والی طشتری میں سوار ہو کر کالائی کے جنگل میں میرا ناش کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ میں نے ان

افراد کے بارے میں پتہ لگانے کے لئے چھلاٹی کو باہر بھیجا ہے۔ جیسے ہی پاکیشیائی جنگل میں آئیں گے ان کے بارے میں چھلاٹی کو فوراً علم ہو جائے گا اور وہ مجھے آ کر ان کے بارے میں بتا دے گی لیکن اس کے ساتھ مجھے یہ بھی خطرہ ہے کہ کہیں آسیبی دنیا کے بڑے چھلاٹی کو میرے اثر سے نکال کر آسیبی دنیا میں واپس نہ لے جائیں اس لئے تم باہر جا کر اس کی نگرانی کرو اور اگر ایسا ہو تو اسے فوراً گردن سے پکڑ کر میرے پاس لے آنا۔ سمجھے تم''...... مہاراج وکرام نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''سمجھ گیا آقا۔ آپ فکر نہ کریں۔ میرے ہوتے ہوئے چھلاٹی یہاں سے کہیں نہیں جا سکتی''...... کانگڑو نے کہا اور تیزی سے الٹے قدموں دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد مہاراج وکرام نے آنکھیں بند کیں اور پھر اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا تو اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

''میں آ جاؤں مہاراج''...... باہر سے اس کے نائب چھوٹے مہاراج جاموٹ کی آواز سنائی دی۔

''آ جاؤ''...... مہاراج وکرام نے کہا تو دروازہ کھلا اور جاموٹ اندر آ گیا۔ اس نے اندر آ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں مہاراج وکرام کو پرنام کیا۔

''آپ نے بلایا ہے مہاراج۔ حکم''...... جاموٹ نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس جنگل میں ہماری حفاظت کے لئے کرنل بھنڈاری نے جو مسلح افراد رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا انچارج کون ہے"...... مہاراج وکرام نے پوچھا۔

"ان کا انچارج میجر جسونت ہے مہاراج۔ وہ پچاس افراد کے ساتھ جنگل کی حفاظت پر مامور ہے"...... جاموٹ نے کہا۔

"ہونہہ۔ فوراً جا کر میجر سے کہو کہ وہ اپنی فورس لے کر جنگل کے شمالی حصے کی طرف چلا جائے۔ میری اطلاع کے مطابق کچھ سر پھرے انسان ایک اُڑنے والی طشتری میں سوار ہو کر جنگل میں آ رہے ہیں۔ ان کے ارادے مجھے ہلاک کرنے کے ہیں۔ اس لئے میجر جسونت سے کہو کہ جیسے ہی اسے ان جنگلوں میں کوئی غیر متعلق آدمی آتا دکھائی دے وہ فوراً اسے ہلاک کر دیں چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو اور ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو"...... مہاراج وکرام نے کہا۔

"اوہ۔ کون ہیں وہ سر پھرے جو آپ کا ناش کرنے آ رہے ہیں اور آپ کو ان کے بارے میں کیسے پتہ چلا ہے مہاراج"۔ جاموٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے ان کے بارے میں میری شکتیوں نے فی الحال اتنا ہی بتایا ہے کہ وہ چند افراد ہیں جو پاکیشیا سے ایک اُڑنے والی مشینی طشتری میں سوار ہو کر کالائی کے جنگل میں مجھے ناش کرنے کے لئے آ رہے ہیں اور وہ جنگل میں شمالی حصے کی طرف سے داخل

ہوں گے۔ اگر وہ جنگل میں آئے تو وہ سب سے پہلے میرا قبیلہ تباہ کریں گے اور یہاں موجود ایک ایک فرد کو ہلاک کر دیں گے اور پھر وہ مجھے بھی ہلاک کر دیں گے۔ ان کے پاس طاقتور اسلحہ ہے جس کا مقابلہ میری وائلڈ فورس شاید ہی کر سکے اس لئے ان کے مقابلے کے لئے مجھے خاص طور پر کرنل بھنڈاری کی فورس کی ضرورت ہو گی جو ان سر پھروں کا مقابلہ بھی کر سکتے ہیں اور انہیں ہلاک بھی کر سکتے ہیں"...... مہاراج وکرام نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا مہاراج۔ میں ابھی میجر جسونت کو بلا کر اسے ساری بات سمجھا دیتا ہوں"...... جاموٹ نے کہا۔

"مجھے تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ پاکیشیا میں ایسی کون سی اُڑنے والی طشتری ہو سکتی ہے جس کی مدد سے وہ اتنا طویل فاصلہ چند گھنٹوں میں طے کر کے یہاں پہنچ رہے ہیں ورنہ پاکیشیا سے تیز رفتار سے تیز رفتار طیارے سے بھی اتنی جلدی ان کا یہاں پہنچنا ناممکن تھا"...... مہاراج وکرام نے کہا۔

"اس بات کی تو مجھے بھی حیرت ہے مہاراج۔ طیاروں اور تیز رفتار ہیلی کاپٹروں کا تو سنا ہے لیکن اُڑنے والی طشتری اور وہ بھی پاکیشیا میں۔ یہ واقعی حیران کن بات ہے"...... جاموٹ نے کہا۔

"جو بھی ہے۔ تم فی الحال ان باتوں کو چھوڑو اور میجر جسونت اور اس کی فورس کو فوری طور پر جنگل کے شمالی حصے کی طرف بھیج دو تاکہ وہ جیسے ہی یہاں آئیں میجر جسونت اور اس کے ساتھی انہیں آ گے

بڑھنے سے روک سکیں“...... مہاراج وکرام نے کہا۔

”جو حکم مہاراج“...... جاموٹ نے کہا اور پھر وہ اسے پرنام کر کے فوراً باہر چلا گیا اور باہر جاتے ہوئے اس نے دروازہ بند کر دیا۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک مہاراج وکرام کے سامنے چھلاٹی نمودار ہو گئی۔ چھلاٹی کو دیکھ کر مہاراج وکرام چونک پڑا۔

”کچھ پتہ چلا ان کا“...... مہاراج وکرام نے چھلاٹی کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی بے چین لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔ مہاراج پتہ چل گیا ہے“...... چھلاٹی نے کہا۔

”اوہ۔ کون ہیں وہ اور ان کی تعداد کتنی ہے اور ان کے پاس ایسا کیا ہے جس کی مدد سے وہ مجھے ہلاک کر سکتے ہیں“...... مہاراج وکرام نے اسی انداز میں کہا۔

”ان کی تعداد تین ہے۔ میں ان میں سے دو افراد کے نام لے سکتی ہوں جبکہ ایک انسان کا نام لینا میرے لئے ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ نام بے حد مقدس حیثیت رکھتا ہے“...... چھلاٹی نے کہا۔

”ہونہہ۔ دو کے نام تو بتاؤ“...... مہاراج وکرام نے غرا کر کہا۔

”ان میں سے ایک کا نام مکاشو ہے اور دوسرا انسان جوانا ہے“...... چھلاٹی نے کہا۔

”کیا ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے“...... مہاراج وکرام نے پوچھا۔

”تینوں کا تو نہیں لیکن ان دو کے ساتھ جو تیسرا انسان ہے اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور وہ ان کا لیڈر ہے۔ یہ آدمی ان چاروں کا بھی لیڈر ہے جنہیں آپ نے میرے ذریعے موت کے سیاہ کنویں میں قید کرایا ہے“...... چھلاٹی نے کہا۔

”اوہ۔ کیا اسے معلوم ہو گیا ہے کہ میں نے اس کے ساتھیوں کو موت کے سیاہ کنویں میں قید کرایا ہے“...... مہاراج وکرام نے کہا۔

”ہاں۔ وہ تمہارے بارے میں سب کچھ جانتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ تم ایک بہت بڑے وچ ڈاکٹر ہو اور تمہارے عزائم کیا ہیں اور تم کس طرح پوری دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتے ہو اس کے علاوہ اسے یہ بھی پتہ ہے کہ تم نے مجھے کس طرح سے اپنی کنیز بنایا تھا اور تم نے کس طرح ایک فائل کے حصول کے لئے کرنل بھنڈاری کی مدد کی تھی اور اپنی ایک طاقت کے ذریعے سے پاکیشیا سے وہ فائل چوری کرائی تھی۔ اس کے علاوہ بھی وہ آدمی تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے اور وہ تمہارے ناش کے لئے اپنی پوری تیاری کے ساتھ آ رہا ہے“...... چھلاٹی نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ۔ انہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا۔ کیسے جانتے ہیں وہ یہ سب“...... مہاراج وکرام نے چونکتے ہوئے کہا۔

”انہیں یہ سب کچھ میرے باپ سالونگا نے بتایا ہے“۔ چھلاٹی نے کہا تو مہاراج وکرام بری طرح سے اچھل پڑا۔

"سالونگا نے۔ اوہ کیا سالونگا سب کچھ بتانے کے لئے خود اس آدمی کے پاس گیا تھا"...... مہاراج وکرام نے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میرے باپ نے اس آدمی کو آسیبی دنیا میں بلایا تھا اور پھر اس آدمی نے میرے باپ سے اس کے قبوکے میں جا کر ملاقات کی تھی"...... چھلاٹی نے جواب دیا۔

"کیا کہا۔ وہ آدمی آسیبی دنیا میں گیا تھا اور تمہارے باپ نے اسے اپنے قبوکے کے اندر بلا لیا تھا"...... مہاراج وکرام نے اور زیادہ اچھلتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرے باپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ دنیا میں ایک وہی آدمی ہے جو تمہارا ناش کر سکتا ہے اور تمہاری قید سے مجھے آزاد کرا سکتا ہے۔ اس لئے میرے باپ نے اس آدمی کو تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے اور اس آدمی نے میرے باپ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس جنگل میں آ کر تمہارا ناش کر دے گا اور تمہیں تمہاری کسی بھی چال میں کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ وہ آدمی اپنے ساتھ دو آدمیوں کو لا رہا ہے جو طاقت کے دیوتا ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی جس کا نام مکاشو ہے وہ افریقہ کے جنگلوں کا شہزادہ ہے جس کے سر پر بڑے بڑے دیوتاؤں کا ہاتھ ہے اور وہ بہت سے دیوتاؤں کا چہیتا ہے اور اس کا تعلق افریقہ کے قدیم مکاشو دیوتاؤں کے خاندان سے ہے جس سے آسیبی اور ساحرانہ طاقتیں نہ صرف خوف کھاتی ہیں بلکہ اسے دیکھتے ہی بھاگ جاتی ہیں"...... چھلاٹی

نے کہا اور پھر وہ اسے جوزف اور جوانا کے بارے میں تفصیل بتانا شروع ہو گئی جسے سن کر مہاراج وکرام واقعی خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"تو تم بتاؤ۔ میں اس قدر خطرناک آدمیوں سے اپنی جان کیسے بچا سکتا ہوں۔ ابھی تو میرا جاپ پورا ہونے میں کل کا دن بھی باقی ہے۔ کل رات تک میرا الوؤں کی آنکھوں کا جاپ مکمل ہو گا۔ جس کے بعد میں آسیبی دنیا میں جا کر تمہارے باپ سمیت تمام آسیب کو اپنے قابو میں کر لوں گا تا کہ وہ اپنی آسیبی دنیا کو چھوڑ کر ان جنگلوں میں آ جائیں اور میری حفاظت کر سکیں"...... مہاراج وکرام نے کہا۔

"مجھے ایسا ہوتا دکھائی نہیں دے رہا ہے"...... چھلاٹی نے کہا۔

"تمہارا تعلق بھی چونکہ آسیبی دنیا سے ہے اس لئے تمہیں بھلا ایسا ہوتا ہوا کیوں دکھائی دے گا"...... مہاراج وکرام نے غرا کر کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ میں اس وقت تمہاری کنیز ہوں اور جو تم چاہو گے مجھے وہی کرنا پڑے گا اور میں تم سے صرف وہی کہہ رہی ہوں جو سچ ہے۔ تم میری بات کا یقین کرو یا نہ کرو لیکن یہ بات مت بھولو کہ میں تم سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ اگر پاکیشیائی ایجنٹ یہاں آ گئے تو وہ یہاں ہر طرف خون کی ہولی کھیلنی شروع کر دیں گے اور یہاں آگ اور خون کا ایسا طوفان اٹھ کھڑا ہو گا جسے تم بھی روک نہیں سکو گے"...... چھلاٹی نے کہا۔

"فضول باتیں مت کرو اور تم مجھے یہ بتاؤ کہ ان پاکیشیائی

ایجنٹوں کے خلاف تم کیا کر سکتی ہو''...... مہاراج وکرام نے غراتے ہوئے کہا۔

''اگر تم ان سے مکمل نجات چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی حل ہے''...... چھلاٹی نے کہا۔

''کون سا حل''...... مہاراج وکرام نے کہا۔

''تم نے انہیں روکنے اور ہلاک کرنے کے لئے میجر جسونت کو بھیجا ہے۔ وہ چاہیں بھی تو آنے والے تین افراد کو ہلاک نہیں کر سکیں گے بلکہ اگر انہوں نے ان تین افراد کے خلاف ایکشن لیا تو پھر الٹا میجر جسونت اور اس کے ساتھیوں کو ہی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ تم میجر جسونت کو پیغام بھیجو کہ وہ آنے والے تینوں افراد کو ہلاک نہ کریں بلکہ انہیں زندہ پکڑنے کی کوشش کریں۔ اگر وہ زندہ پکڑ لئے جائیں اور ان کو موت کے سیاہ کنویں میں پھینک دیا جائے جس میں ان کے چار ساتھیوں کو بھی پھینکا گیا ہے تو وہ سب وہیں ہلاک ہو جائیں گے''...... چھلاٹی نے کہا۔

''کیا تم انہیں کنویں میں پھینکو گی''...... مہاراج وکرام نے کہا۔

''نہیں۔ یہ کام تم میجر جسونت اور اس کے ساتھیوں سے کراؤ تو زیادہ مناسب رہے گا۔ وہ انہیں بے ہوش کر کے لے جائیں اور کنویں میں پھینک دیں تو وہ لاکھ کوششوں کے باوجود کنویں سے نہیں نکل سکیں گے اور وہیں ہلاک ہو جائیں گے''...... چھلاٹی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں یہ پیغام ابھی میجر جسونت کو بھیج دیتا ہوں لیکن اس معاملے میں تم بھی میجر جسونت کی مدد کرو تا کہ تینوں پاکیشیائی ایجنٹ فوری طور پر میجر جسونت اور اس کے ساتھیوں کے قابو میں آ جائیں''...... مہاراج وکرام نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں میجر جسونت اور اس کے ساتھیوں کے قریب ہی رہوں گی اور میں ان کی اس حد تک مدد کر سکتی ہوں کہ پاکیشیائی ایجنٹ فوری طور پر میجر جسونت اور اس کے ساتھیوں کو نقصان نہ پہنچا سکیں اور میجر جسونت اور اس کے ساتھی آسانی سے انہیں قابو میں کر لیں''...... چھلاٹی نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

''جب وہ کنویں میں پھینک دیئے جائیں تو تمہیں اس وقت تک اس کنویں کی بھی نگرانی کرنی ہو گی جب تک کہ وہ اس کنویں میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک نہیں ہو جاتے۔ انہیں کسی بھی حالت میں اس کنویں سے زندہ باہر نہیں آنا چاہئے''...... مہاراج وکرام نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کنویں کی حفاظت کروں گی اور ان کے لئے وہاں ایسا کوئی راستہ نہیں چھوڑوں گی کہ وہ کنویں سے نکل کر باہر آ سکیں اور اگر وہ کسی بھی ذریعے سے کنویں سے باہر آ گئے تو میں موت بن کر ان کے سامنے جا کر کھڑی ہو جاؤں گی اور انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دوں گی''...... چھلاٹی نے کہا۔

''بہت خوب۔ یہ ہوئی نا بات۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ

پاکیشائی ایجنٹ اب نہ مجھ تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ ہی اب وہ اپنی موت سے بچ کر کہیں بھاگ سکتے ہیں''...... مہاراج وکرام نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''اب میں جاؤں۔ وہ یہاں پہنچنے ہی والے ہیں''...... چھلاٹی نے کہا۔

''ہاں جاؤ۔ اور جب وہ کنویں میں قید ہو جائیں تو مجھے ان کے بارے میں واپس آ کر بتا دینا''...... مہاراج وکرام نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بتا دوں گی''...... چھلاٹی نے کہا اور پھر وہ دھواں بن کر وہاں سے غائب ہوتی چلی گئی۔ اس کے غائب ہونے کے بعد مہاراج وکرام نے ماورائی طاقت کے ذریعے چھوٹے مہاراج جاموٹ کو اندر بلایا اور اسے ہدایات دے کر میجر جسونت کے پاس بھیج دیا کہ پاکیشیا سے جس اڑن طشتری میں ایجنٹ آ رہے ہیں ان کی تعداد تین ہے۔ مہاراج وکرام نے میجر جسونت کو جاموٹ کے ذریعے یہ پیغام بھی بھیج دیا تھا کہ وہ آنے والے تینوں افراد کو ہلاک نہ کریں بلکہ انہیں زندہ پکڑنے کی کوشش کریں اور جب وہ پکڑے جائیں تو انہیں بے ہوش کر کے رسیوں سے باندھ کر ایک کنویں میں پھینک دیا جائے۔ چھوٹا مہاراج جاموٹ بڑے مہاراج وکرام کی باتیں سن کر حیران تو ہوا تھا لیکن اس نے بڑے مہاراج وکرام کی کسی بات پر کوئی تعرض نہیں کیا تھا اور خاموشی سے اس کا پیغام لے کر میجر جسونت کے پاس چلا گیا تھا۔ پھر بیس منٹ کے

بعد اسے ہلکی سی دھمک کی آواز سنائی دی تو اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔

''کون۔ چھلاٹی''...... مہاراج وکرام نے دائیں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں ہوں''...... چھلاٹی کی آواز سنائی دی۔

''آ جاؤ سامنے''...... مہاراج وکرام نے کہا تو اسی لمحے چھلاٹی وہاں دوبارہ نمودار ہو گئی۔

''کیا خبر لائی ہو''...... مہاراج وکرام نے اس کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''وہ تینوں جنگل میں پہنچ گئے تھے۔ میجر جسونت اور اس کے ساتھیوں نے جنگل کے اس حصے میں پہلے ہی پوزیشن سنبھال لی تھی اور وہ بڑے بڑے جال لے کر درختوں پر چڑھ گئے تھے۔ جب وہ تینوں افراد اڑنے والی مشین سے نکل کر جنگل کے اس حصے کی طرف آئے جہاں میجر جسونت اور اس کے ساتھی موجود تھے تو میں نے وہاں ہر طرف مزید تاریکی بڑھا دی تا کہ آنے والے جاسوسوں کو وہاں چھپے ہوئے میجر جسونت اور اس کے ساتھیوں کا پتہ نہ چل سکے اور پھر جیسے ہی وہ تینوں درختوں کے پاس آئے میجر جسونت کے ساتھیوں نے ان پر جال پھینک دیا اور انہیں سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر ان کے سروں پر مشین گنوں کے دستے مار کر انہیں بے ہوش کر دیا۔ چھوٹا مہاراج جاموٹ وہیں تھا۔ اس کے کہنے پر میجر

جسونت کے آدمیوں نے ان تینوں کو باندھا اور پھر وہ انہیں اٹھا کر موت کے سیاہ کنویں کے پاس لے گئے اور پھر انہوں نے ان تینوں جاسوسوں کو اس کنویں میں پھینک دیا۔ جیسے ہی انہوں نے جاسوسوں کو کنویں میں پھینکا میں نے کنویں کا منہ اوپر سے بند کر دیا۔ اب وہ تینوں اس کنویں میں پڑے ہیں جہاں پہلے میں نے ان کے چار ساتھیوں کو بے بس کر کے پھینکا تھا“...... چھلاٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”بہت خوب۔ کیا تم نے کنویں کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں۔ انہیں وہاں سے نکلنے کا کوئی موقع تو نہیں ملے گا“۔ مہاراج وکرام نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ انہیں وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا۔ میں نے کنویں کو مکمل طور پر بند کر دیا ہے۔ اب بس چند گھنٹوں کی د ہے وہ سب اس کنویں میں دم گھٹنے سے ہلاک ہو جائیں گے او پھر تم ان کی وہاں سے لاشیں نکلوا کر ان کے جسموں میں اپ طاقتوں کو سمو دینا۔ وہ پھر سے زندہ ہو جائیں گے اور تمہارے غلا بن جائیں گے اور یہ وہ افراد ہیں جو اگر تمہارے غلام بن گئے تمہارے ہر کام میں بے حد مددگار ثابت ہو سکتے ہیں کیونکہ ان ک ذہن بے حد تیز ہیں جو پوری دنیا پر حکمرانی میں تمہاری مدد کر سک ہیں“...... چھلاٹی نے کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ میں جانتا ہوں۔ مجھے طاقتوں نے پہلے ہی

بتا دیا تھا کہ اگر میں ان ذہین انسانوں کو ہلاک کر کے ان کے جسموں میں ساحرانہ طاقتیں سمو دوں تو وہ میرے غلام بن جائیں گے اور پھر وہ میرا ہر وہ کام کریں گے جو ساحرانہ طاقتیں بھی نہیں کر سکتی ہیں اسی لئے تو میں نے انہیں فوراً ہلاک نہیں کیا تھا اور تمہارے مشوروں پر عمل کرتے ہوئے انہیں موت کے سیاہ کنویں میں قید کر دیا تھا تاکہ وہ بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائیں اور ان کے مردہ جسم میری طاقتوں کے کام آ سکیں“...... مہاراج وکرام نے کہا۔

”تم جو چاہتے ہو ویسا ہی ہو گا۔ بس تمہیں چند گھنٹے انتظار کرنا ہو گا پھر وہ سب ہلاک ہو جائیں گے“...... چھلاٹی نے کہا تو مہاراج وکرام کی آنکھوں کی چمک کئی گنا بڑھ گئی۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ اور جا کر اس کنویں کی نگرانی کرو۔ اگر وہ کسی بھی طریقے سے کنویں سے نکلنے کی کوشش کریں تو تم انہیں پھر سے کنویں کا قیدی بنا دینا اور اس وقت تک انہیں کنویں سے باہر نہ آنے دینا جب تک وہ اپنی موت آپ نہ مر جائیں“...... مہاراج وکرام نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں خیال رکھوں گی کہ وہ کسی بھی طریقے سے کنویں سے باہر نہ آ سکیں۔ اگر ایسا ہوا تو میں انہیں پھر کنویں میں پھینک دوں گی اور اس بار میں ان کے ہاتھ پاؤں توڑ کر انہیں کنویں میں پھینکوں گی تاکہ وہ پھر سے کنویں سے باہر نہ نکل سکیں

اور وہیں پڑے تڑپتے رہیں'' ...... چھلاٹی نے کہا۔
''ٹھیک ہے۔ اب جاؤ تم اور مجھے اپنا جاپ مکمل کرنے دو''۔
مہاراج وکرام نے کہا تو چھلاٹی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر دھواں بن کر غائب ہوگئی تو مہاراج وکرام نے آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔

کرنل بھنڈاری، شاملے کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جس کے جسم میں اسے واضح لرزش دکھائی دے رہی تھی۔ ان کی حالت دیکھ کر ناٹران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔
''کیوں۔ اب تو تمہیں یقین آ گیا ہو گا کہ میں نے تم سے غلط نہیں کہا تھا'' ...... ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''ہاں۔ یقین آ گیا ہے۔ لیکن تم۔ تم نے یہ بلاسٹر کیوں نگلا تھا'' ...... کرنل بھنڈاری نے پریشانی کے عالم میں کہا۔
''تاکہ میں جہاں جاؤں اور جہاں بھی میری ہلاکت کا انتظام کیا گیا ہو میں مرتے ہوئے اپنے ساتھ دو چار کو تو لے کر مروں''۔
ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل بھنڈاری اور شاملے ایک دوسرے کی طرف پریشان نظروں سے دیکھنے لگے۔
''تم یہاں رکو۔ میں ابھی آتا ہوں'' ...... کرنل بھنڈاری نے شاملے سے مخاطب ہو کر کہا اور جانے کے لئے دروازے کی طرف

مڑ گیا۔

''رک جاؤ کرنل بھنڈاری۔ اگر تم نے ایک قدم بھی اور آگے بڑھایا تو میں کوڈ بول کر اسے بلاسٹ کر دوں گا''...... ناٹران نے اسے دروازے کی طرف جاتے دیکھ کر انتہائی غضبناک لہجے میں کہا تو کرنل بھنڈاری کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے قدم رک گئے اور وہ مڑ کر ایک بار پھر ناٹران کی جانب خوف بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

''میں ابھی آتا ہوں''...... کرنل بھنڈاری نے کہا۔

''نہیں۔ اب تمہارے لئے باہر جانا ممکن نہیں ہے۔ یا تو تم مجھے راڈز والی کرسی سے آزاد کر کے یہاں سے اپنے ساتھ باہر لے جاؤ یا پھر میرے ساتھ تم بھی یہیں ہلاک ہو جاؤ۔ مجھے اپنی موت کی کوئی فکر نہیں ہے''...... ناٹران نے کہا تو کرنل بھنڈاری پریشانی کے عالم میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ڈبل ایٹ بلاسٹر کی وجہ سے وہ حد سے زیادہ خوفزدہ ہو گیا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ناٹران کے ساتھ کیا ڈیل کرے اور اسے کیسے ڈیوائس بلاسٹ کرنے سے روکے۔

''تم کیا چاہتے ہو''...... کرنل بھنڈاری نے جیسے شکست خوردہ لہجے میں پوچھا۔

''کم از کم میں تمہیں نہیں چاہتا اور نہ ہی مجھے شاملے کا چہرہ پسند ہے''...... ناٹران نے تمسخرانہ لہجے میں کہا تو کرنل بھنڈاری نے بے

اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ شاملے بھی پریشان اور خوف بھری نظروں سے ناٹران کی جانب دیکھ رہا تھا جو ایک خوفناک دھماکہ خیز ڈیوائس نگل کر بھی بے حد مطمئن اور پرسکون نظر آ رہا تھا۔

''ہونہہ۔ اگر میں تمہیں آزاد کر دوں تو کیا تم یہاں بغیر کوئی نقصان کئے چلے جاؤ گے''...... کرنل بھنڈاری نے سر جھٹک کر پوچھا۔

''ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی''...... ناٹران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی''...... شاملے نے منہ بنا کر کہا۔

''تم اپنی چونچ بند رکھو احمق انسان''...... ناٹران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر شاملے بھڑک اٹھا اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن کرنل بھنڈاری نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔

''تو کیا تم واقعی ہلاک ہونا چاہتے ہو''...... کرنل بھنڈاری نے ناٹران کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

''اگر تم میرے ساتھ مرنا چاہتے ہو تو مجھے بھی اپنی موت پر کوئی افسوس نہیں ہو گا''...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ مجھے مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے''...... کرنل بھنڈاری نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر تم مجھے یہاں کس لئے لائے تھے''...... ناٹران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں تم سے بدلہ لینا چاہتا تھا اور تمہیں اذیت ناک موت سے ہمکنار کرنا چاہتا تھا مگر......'' کرنل بھنڈاری نے کہا اور کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

''مگر اب میرے ساتھ ساتھ تمہیں بھی مرنا پڑے گا بلکہ شاملے اور اس ہیڈ کوارٹر میں جتنے بھی افراد ہیں وہ سب بھی میرے ساتھ ہلاک ہو جائیں گے اور تم یہ نہیں چاہتے۔ کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا''...... ناٹران نے اسی انداز میں کہا۔

''ہاں۔ یہ بلیک اسکائی کا ہیڈ کوارٹر ہے اور یہاں دو سو سے زائد افراد موجود ہیں۔ وہ سب تمہارے اکیلے کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں یہ واقعی مجھے منظور نہیں ہے''...... کرنل بھنڈاری نے بغیر کسی تردد کے کہا۔

''تو تم کیا چاہتے ہو''...... ناٹران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ میں تمہیں معاف کر دوں اور تمہیں یہاں سے جانے دوں۔ پھر نہ کبھی تم میری طرف پلٹ کر دیکھو اور نہ میں تمہاری طرف''...... کرنل بھنڈاری نے کہا۔

''اور ان افراد کا کیا جنہیں تم نے اور تمہاری فورس نے ہلاک

کر دیا ہے''...... ناٹران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مطلب۔ تمہارے ساتھی''...... کرنل بھنڈاری نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں''...... ناٹران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''ان کا اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ فورس کے مقابلے میں جہاں تمہارے آدمی ہلاک ہوئے ہیں وہاں میرے بھی بہت سے آدمیوں کو بھی اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے تھے''...... کرنل بھنڈاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میں کیوں نہ تم سے اپنے ان تمام آدمیوں کا بدلہ لوں''...... ناٹران نے غصیلے لہجے میں کہا تو کرنل بھنڈاری غصے اور پریشانی کے عالم میں دانتوں سے اپنے ہونٹ کاٹنے لگا۔

''اچھا۔ مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔ اس کا فیصلہ بعد میں کرتے ہیں۔ پہلے مجھے اس راڈز والی کرسی سے آزاد کرو۔ میں بیٹھا بیٹھا تھک گیا ہوں''...... ناٹران نے کہا۔

''نن۔ نن۔ نو چیف۔ اگر ہم نے اسے آزاد کر دیا تو یہ ہمارے ہیڈ کوارٹر میں تباہی پھیلا دے گا''...... شاملے نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تباہی تو میں اب بھی پھیلا سکتا ہوں لیکن جس طرح تمہیں اپنی جان پیاری ہے اسی طرح میں بھی بے موت مرنا نہیں چاہتا۔ اگر مجھے یہاں سے ایگزٹ وے مل سکتا ہے تو مجھے کیا ضرورت ہے کہ

تم سب کو مارنے کے لئے میں اپنی زندگی بھی خطرے میں ڈالوں''...... ناٹران نے منہ بنا کر کہا۔

''تو کیا تم یہاں سے خاموشی سے چلے جاؤ گے''...... کرنل بھنڈاری نے اس کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ بس میری ایک چھوٹی سی شرط ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''کون سی شرط''...... کرنل بھنڈاری نے چونک کر کہا۔

''پہلے مجھے آزاد تو کرو۔ اس کے بعد آرام سے بات کرتے ہیں اتنی بھی کیا جلدی ہے''...... ناٹران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا تو کرنل بھنڈاری ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ چند لمحے ناٹران کی طرف دیکھتا رہا پھر تیز تیز چلتا ہوا سائیڈ کی ایک دیوار کی طرف گیا جہاں ایک پینل لگا ہوا تھا۔ پینل پر کئی بٹن لگے ہوئے تھے۔ کرنل بھنڈاری نے ایک بٹن پریس کیا تو کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ کرسی کے راڈز کھلتے چلے گئے۔ جیسے ہی راڈز کھلے ناٹران فوراً اچھل کر کرسی سے نیچے آ گیا۔ اسے کرسی سے آزاد ہوتے دیکھ کر شاملے نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

''گڈ شو۔ اسے کہتے ہیں عقلمندی اور عقلمند وہی ہوتا ہے جو معاملے کی نزاکت کو سمجھتا ہے''...... ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بتاؤ۔ کیا شرط ہے تمہاری''...... کرنل بھنڈاری نے اس کی

ف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
''یہ بتاؤ کہ تمہیں میرے ٹھکانوں کے بارے میں کیسے علم ہوا تھا
تمہارے آدمی ٹھیک اس جگہ کیسے پہنچ جاتے تھے جہاں میرے
ی چھپے ہوئے ہوتے تھے''...... ناٹران نے پوچھا۔
''اس کے لئے ہم نے بہت تحقیقات کی تھیں۔ ہم نے شہر میں
ں کا جال پھیلا دیا تھا جو تم لوگوں کے بارے میں ہمیں انفارم
تے تھے''...... کرنل بھنڈاری کی جگہ شاملے نے بولتے ہوئے
ا۔
''میں سچ سننا چاہتا ہوں اور وہ بھی کرنل بھنڈاری کے منہ
۔ تم سچ میں بولو گے تو تمہارے لئے اچھا نہیں ہو گا''۔ ناٹران
اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا اور پھر کرنل بھنڈاری کی
ف دیکھنے لگا۔
''شاملے ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہم نے واقعی تم لوگوں کی تلاش کے
ے پورے شہر میں مخبروں کا جال پھیلا رکھا تھا جو ہمیں تمہاری
یٹیز کی مکمل انفارمیشن فراہم کرتے تھے''...... کرنل بھنڈاری نے
ں بات بناتے ہوئے کہا۔
''یہ بھی جھوٹ ہے کرنل بھنڈاری۔ تمہارے لہجے سے صاف
رہا ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو''...... ناٹران نے منہ بناتے
ئے کہا۔
''میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ سمجھے تم''...... کرنل بھنڈاری نے غرا

کر کہا۔

"اس فائل کے بارے میں تم کیا کہو گے جو پاکیشیا سے حاصل کی گئی تھی۔ میں اس فائل کی بات کر رہا ہوں جس میں دنیا بھر کے پاکیشیائی ایجنٹوں کا ریکارڈ تھا"...... ناٹران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تو کرنل بھنڈاری کا رنگ اُڑ گیا۔ ناٹران کو چیف نے فائل کی چوری کے بارے میں بتایا تھا۔ اس وقت تک ناٹران کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ فائل بلیک اسکائی ایجنسی نے چوری کروائی ہے۔ ناٹران کو اچانک اس فائل کا خیال آ گیا تھا اور اس نے کرنل بھنڈاری پر شک کرتے ہوئے اندھیرے میں تیر چلانے کی کوشش کی تھی۔ کرنل بھنڈاری کا اُڑتا ہوا رنگ دیکھ کر ناٹران کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ اس کا اندھیرے میں چلایا ہوا تیر ٹھیک نشانے پر لگا ہے۔

"کون سی فائل۔ میں ایسی کسی فائل کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"...... کرنل بھنڈاری نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم جانتے ہو کرنل بھنڈاری اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ فائل تمہارے ہی پاس ہے۔ تم نے اس فائل کی مدد سے میرے اور میرے ساتھیوں کے ٹھکانوں تک رسائی حاصل کی تھی اور وہ تم ہی ہو جس نے دوسرے ممالک کی ایجنسیوں کو بھی پاکیشیا کے فارن ایجنٹس کے بارے میں معلومات دی ہیں اور میں تمہاری خصلت جانتا ہوں۔ تم نے دوسرے ممالک میں پاکیشیائی ایجنٹوں کی

معلومات بھاری معاوضے میں فروخت کی ہوں گی۔ بولو یہ سچ ہے نا"...... ناٹران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ سچ نہیں ہے"...... کرنل بھنڈاری نے غرا کر کہا۔ وہ اس وقت خود کو ناٹران کے سامنے انتہائی بے بس اور لاچار محسوس کر رہا تھا ورنہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اگر اسے ایک موقع مل جاتا تو وہ ناٹران کی بوٹیاں اُڑا کر رکھ دیتا۔ ناٹران چند لمحے اسے تیز نظروں سے گھورتا رہا پھر وہ دونوں ہاتھ پشت پر باندھ کر ادھر ادھر ٹہلنا شروع ہو گیا۔ وہ کبھی شاملے کی طرف آ رہا تھا کبھی کرنل بھنڈاری کی طرف اور کبھی مسلح افراد کی طرف جو غصے اور پریشانی میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کھول رہے تھے لیکن وہ ناٹران کو گولی نہیں مار سکتے تھے کیونکہ انہوں نے کرنل بھنڈاری اور ناٹران کی ساری باتیں سن لی تھیں اور انہیں بھی اس بات کا پتہ چل گیا تھا کہ ناٹران کے پیٹ میں ڈبل ایٹ بلاسٹر ڈیوائس ان کے لئے کس قدر خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

"اب تم بتاؤ۔ تم کیا چاہتے ہو۔ کیا تم یہاں سے زندہ سلامت نہیں جانا چاہتے"...... کرنل بھنڈاری نے چند لمحے توقف کے بعد ناٹران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جانا چاہتا ہوں لیکن اپنے ساتھ وہ فائل لے کر"...... ناٹران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ جب میں نے کہا ہے کہ میرے پاس ایسی کوئی

فائل نہیں ہے تو پھر تم مجھ پر کسی فائل کی چوری کا الزام کیسے تھوپ سکتے ہو''...... کرنل بھنڈاری نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ناٹران نے مشین گن برداروں کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک آدمی پر جھپٹا مارا اور اس سے مشین گن چھین کر بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے ناٹران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور کمرہ مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ ناٹران نے مشین گن کا ٹریگر دبا کر مسلح افراد پر نیم دائرے میں فائرنگ کی تھی جس کے نتیجے میں وہاں پہلے سے موجود اور کرنل بھنڈاری اور شاملے کے ساتھ آنے والے مسلح افراد گولیوں کا شکار ہو کر اچھل اچھل کر زمین پر جا گرے تھے اور تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گئے تھے۔

شاملے نے ناٹران کو فائرنگ کرتے دیکھ کر پلٹ کر دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور تیزی سے دوڑتا چلا گیا۔ اسے دروازے کی طرف دوڑتا دیکھ کر ناٹران نے اس پر ایک برسٹ مارا تو شاملے اچھل کر وہیں گر گیا اور بری طرح سے تڑپنے لگا۔ یہ سب کچھ چند لمحوں میں ہو گیا تھا۔اور کرنل بھنڈاری یہ سب دیکھ کر یوں ساکت ہو گیا تھا جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر اسے پتھر کا بت بنا دیا ہو۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیا کر دیا ہے''...... ہوش میں آتے ہی کرنل بھنڈاری نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''اپنا راستہ صاف کیا ہے میں نے''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''رر۔ رر۔ راستہ''...... کرنل بھنڈاری نے کہا۔

''ہاں۔ اب چلو میرے ساتھ اور مجھے وہ فائل دو ورنہ......'' ناٹران نے مشین گن کی نال اس کی گردن سے لگاتے ہوئے کہا۔

''مگر......'' کرنل بھنڈاری نے خوف بھرے لہجے میں کہنا چاہا۔

''کوئی اگر مگر نہیں کرنل بھنڈاری۔ اگر تم خود کو اور اپنے اس ہیڈ کوارٹر کو مجھ سے بچانا چاہتے ہو تو وہ فائل تمہیں دینی ہی پڑے گی ورنہ میں سب کچھ ختم کر دوں گا۔ مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ میرا کیا ہو گا''...... ناٹران نے غضبناک لہجے میں کہا تو کرنل بھنڈاری ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں وہ فائل دینے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن تمہیں مجھ سے وعدہ کرنا ہو گا کہ تم نہ مجھے ہلاک کرو گے اور نہ ہی ہیڈ کوارٹر میں مزید تباہی پھیلاؤ گے اور فائل لے کر خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤ گے''...... کرنل بھنڈاری نے کہا۔

''پہلے مجھے فائل دو پھر میں سوچوں گا کہ مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں''...... ناٹران نے سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اگر تم وعدہ نہیں کرو گے تو پھر میں تمہیں وہ فائل نہیں دوں گا چاہے تم جو مرضی کر لو''...... کرنل بھنڈاری نے اکڑ کر کہا ساتھ ہی اس کے منہ سے زور دار چیخ نکل گئی۔ ناٹران نے اچانک

مشین گن کی نال پکڑ کر اس کا دستہ پوری قوت سے کرنل بھنڈاری کے کاندھے پر مار دیا تھا۔

"میں یہاں تم سے وعدے کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ مجھے وہ فائل دو ورنہ تمہاری موت پر یہاں کوئی رونے والا بھی نہیں ہو گا سمجھے تم"...... ناٹران نے کرخت لہجے میں کہا تو کرنل بھنڈاری غرا کر رہ گیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ آؤ اب جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... کرنل بھنڈاری نے غراتے ہوئے کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ناٹران اس کے پیچھے چلنے لگا۔ دروازے کے قریب آتے ہی کرنل بھنڈاری اچانک مڑا اور اس سے پہلے کہ ناٹران کچھ سمجھتا۔ کرنل بھنڈاری نے مڑتے ہی اس کے سینے پر زور دار لات مار دی۔ ناٹران کے حلق سے تیز چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پشت کے بل پیچھے جا گرا۔ اسے لات مارتے ہی کرنل بھنڈاری نے مڑ کر چھلانگ لگائی اور دروازے سے نکلتا چلا گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے سے نکل کر کسی طرف مڑتا اسی لمحے گرے ہوئے ناٹران کی مشین گن سے شعلے اگلے اور کرنل بھنڈاری چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل زمین پر گرتا چلا گیا۔ ناٹران نے کمال مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے اس کی ٹانگوں پر فائرنگ کر دی تھی۔ کرنل بھنڈاری کی دونوں ٹانگیں چھلنی ہو گئیں اور وہ زمین پر گرا بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔ ناٹران فوراً اٹھا اور بجلی کی سی تیزی سے دروازے سے نکل

ر کرنل بھنڈاری کے پاس آ گیا۔ دروازے سے باہر نکلنے سے لے ناٹران نے دائیں بائیں دیکھ لیا تھا وہاں ایک طویل راہداری ی۔ راہداری بالکل خالی تھی۔

"تمہارا کیا خیال تھا کرنل بھنڈاری کہ تم مجھے لات مار کر نکل اؤ گے۔ تمہاری اس حماقت کی وجہ سے اگر میں کوڈ بول دیتا تو ہارے ساتھ یہ ساری عمارت بھی ختم ہو جاتی"...... ناٹران نے رنل بھنڈاری کے سر کے پاس بیٹھتے ہوئے غراہٹ بھرے لہجے ں کہا۔

"مجھے دیر ہو گئی تھی ناٹران۔ اگر میں باہر نکلتے ہی اس کمرے کا روازہ بند کر دیتا اور کنٹرول روم میں جا کر پروٹیکشن ریز آن کر دیتا ڈبل ایٹ ڈیوائس کی بلاسٹنگ سے صرف یہی کمرہ تباہ ہوتا جبکہ ی عمارت بچ جاتی لیکن افسوس۔ تم میری امید سے کہیں زیادہ تیز ر چالاک نکلے ہو"...... کرنل بھنڈاری نے تکلیف بھرے اور انتہائی فسوس زدہ لہجے میں کہا۔

"اب یہ تمہارے پاس آخری موقع ہے کرنل۔ مجھے فائل دو اور ہیڈ کوارٹر سے نکلنے کا راستہ دو ورنہ اس بار میں کچھ کہے سنے بغیر تمہیں ہلاک کر دوں گا"...... ناٹران نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا اور اس کا سفاکانہ لہجہ سن کر کرنل بھنڈاری کانپ کر رہ گیا۔

"ٹھٹھ۔ ٹھٹھ۔ ٹھیک ہے"...... کرنل بھنڈاری نے کہا۔ ناٹران نے اسے سہارا دے کر اٹھایا اور پھر وہ اسے گھسیٹتے ہوئے انداز میں

اس طرف لے جانا شروع ہو گیا جس طرف کرنل بھنڈاری کا آفس تھا۔ بلیک سکائی کا سارا ہیڈ کوارٹر ساؤنڈ پروف تھا اور تہہ خانے میں ہی کرنل بھنڈاری کا آفس تھا اور شاید کرنل بھنڈاری وہاں اپنے ساتھ زیادہ بھیڑ بھاڑ رکھنے کا عادی نہیں تھا اس لئے وہاں ایک بھی مسلح شخص دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

کرنل بھنڈاری کے ہی آفس کی ایک دیوار کے پاس ایک کنٹرولنگ مشین لگی ہوئی تھی۔ ناٹران نے اس مشین کو دیکھا تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ سمجھ گیا کہ کرنل بھنڈاری اسی کنٹرولنگ مشین سے اپنے ہیڈ کوارٹر کی نہ صرف نگرانی کرتا تھا بلکہ ہیڈ کوارٹر کا سارا کنٹرول بھی اسی مشین سے تھا۔

کرنل بھنڈاری نے بڑی شرافت کے ساتھ اپنے میز کی ایک خفیہ دراز سے ٹاپ سیکرٹ فائل نکال کر ناٹران کے حوالے کر دی۔ اس فائل کو کرنل بھنڈاری کے پاس دیکھ کر ناٹران کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔ یہ کرنل بھنڈاری ہی تھا جس نے پاکیشائی ایجنٹوں کے بارے میں تفصیلات دوسرے ممالک کی ایجنسیوں کو فروخت کی تھیں جس کی وجہ سے پوری دنیا میں موجود پاکیشائی سیکرٹ ایجنٹوں کی شامت آئی ہوئی تھی۔ ناٹران نے کرنل بھنڈاری سے یہ پوچھنے کی بہت کوشش کی کہ اس نے فائل کہاں سے حاصل کی ہے لیکن ٹانگیں زخمی ہونے اور خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے کرنل بھنڈاری جلد ہی بے ہوش ہو گیا تھا۔

کرنل بھنڈاری کو بے ہوش ہوتے دیکھ کر ناٹران نے اسے چھوڑا اور اس مشین کی طرف آ گیا جس سے ہیڈ کوارٹر کنٹرول کیا جاتا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ناٹران نے مشین کے سسٹم کو سمجھ لیا کہ اسے کیسے کنٹرول کیا جا سکتا ہے تو وہ مشین کے سامنے بیٹھ گیا اور پھر وہ اس مشین کو آپریٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

''یہ کیسی آواز ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جب ہمیں کھانا دینے دو ہاتھ آتے ہیں تو ایسی ہی آوازیں آتی ہیں''...... جولیا نے جواب دیا۔

''مطلب۔ پٹونگا آ رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں شاید''...... جولیا نے جواب دیا۔ اسی لمحے کنویں میں ہلکی ہلکی روشنی پھیل گئی۔ یہ روشنی گو کہ بے حد ہلکی تھی لیکن اس کے باوجود وہ اس روشنی میں ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔

''کس طرف سے اس کے ہاتھ اندر آتے ہیں''...... عمران نے فوراً اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''اس طرف سے''...... صفدر نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران تیزی سے کنویں کی اس دیوار کے پاس آ گیا۔ کنویں کی دیواریں سیاہ رنگ کی اور سپاٹ تھیں۔ وہاں ایک چھوٹا سا رخنہ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا جہاں سے ان کے نکلنے کے

لئے کوئی راستہ بن سکتا ہو۔ کنویں کی زمین بھی سپاٹ تھی اور ایک سائیڈ پر ہڈیوں اور انسانی کھوپڑیوں کا ڈھیر پڑا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ہڈیاں اور کھوپڑیاں کافی پرانی اور ٹوٹی پھوٹی سی تھیں۔

عمران ہلکی سی اس روشنی میں کنویں کا جائزہ لے رہا تھا لیکن اسے وہاں ایسا کوئی راستہ یا ذریعہ دکھائی نہیں دے رہا تھا جس کا فائدہ اٹھا کر وہ اس کنویں سے نکل سکتے ہوں۔

اسی لمحے عمران کے قریب دیوار میں ایک سوراخ سا ہوا اور وہاں سے دو ہاتھ اندر آتے دکھائی دیئے۔ ان ہاتھوں میں ایک ٹوکری تھی جس میں تازہ پھل اور پانی سے بھری ہوئی تین بوتلیں دکھائی دے رہی تھیں۔

''جوزف''...... عمران نے جوزف کو اشارہ کرتے ہوئے کہا تو جوزف تیزی سے اس کے قریب آ گیا۔

''جیسے ہی یہ ہاتھ اندر آئیں انہیں پکڑ لینا''...... عمران نے جوزف کے کان میں کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دونوں ہاتھ انسانی تھے لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے ہاتھ بانس کی طرح پتلے اور لمبے ہوں جو سوراخ سے نکل کر آگے بڑھے چلے آ رہے تھے۔ اور پھر جیسے ہی ہاتھ اندر آئے اسی لمحے جوزف نے جھپٹا مارا اور دونوں بازو ایک ساتھ پکڑ لئے۔ جیسے ہی جوزف نے ان بازوؤں کو پکڑا اسی لمحے دور سے کسی کی تیز اور انتہائی کرب ناک چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔ ہاتھوں سے ٹوکری نیچے گر گئی تھی اور

دونوں ہاتھ بری طرح سے ہل رہے تھے جیسے وہ جوزف کی گرفت سے خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہے ہوں۔

''گڈ شو۔ انہیں مضبوطی سے پکڑے رکھنا''...... عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے اپنے ایک جوتے کا سیاہ تسمہ کھول کر اسے جوتے سے نکالنا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں اس نے تسمہ نکالا اور پھر اس نے تسمے کو چار جگہوں پر مناسب فاصلہ رکھ کر گرہیں لگائیں اور مچلتے ہوئے ہاتھوں کے پاس آ گیا۔

''جوانا آگے آ کر دونوں ہاتھ پکڑو۔ انہیں ہلنے نہ دینا''۔ عمران نے کہا تو جوانا تیزی سے آگے آیا اور اس نے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر آپس میں ملاتے ہوئے پوری قوت سے پکڑ لیا دور سے اور زیادہ چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دینے لگی۔ جوانا کو ہاتھ پکڑتے دیکھ کر عمران نے تسمہ بڑی مہارت اور تیزی سے ان دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے گرد گھمایا اور اسے گرہیں لگانی شروع کر دیں۔ اب تو دور جیسے بھیانک اور دل ہلا دینے والی چیخوں کو طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

''بس اب تم دونوں اس کے ہاتھ چھوڑ دو''...... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا نے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ جیسے ہی انہوں نے ہاتھوں کو چھوڑا اسی لمحے تیز کڑاکا سا ہوا اور اچانک وہاں ایک عجیب وغریب مخلوق نمودار ہو گئی۔ یہ پٹونگا تھا جس کے ہاتھوں کے انگوٹھے عمران کے جوتے کے تسمے سے بندھے ہوئے تھے۔ وہ اچانک کنویں میں

نمودار ہو کر اس بری طرح سے چیخنا شروع ہو گیا تھا جیسے اسے آگ میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔ اس بھیانک اور سینگوں والی خوفناک مخلوق کو دیکھ کر جولیا، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل سمٹ کر رہ گئے اور اس مخلوق کی دل ہلا دینے والی چیخیں ان کے کانوں کے پردے پھاڑ رہی تھیں۔ ان سب نے بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے۔

جوزف اور جوانا نے بھی پٹونگا کی چیخیں سن کر کانوں پر ہاتھ رکھ لئے تھے جبکہ عمران اطمینان بھرے انداز میں پٹونگا کے پاس کھڑا اس کی جانب مضحکہ خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''یہ تم نے کیا کیا ہے دوست۔ تم نے مجھے اس طرح دھاگوں سے کیوں باندھا ہے''...... پٹونگا نے عمران کی طرف دیکھ کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''میں تمہیں اپنے سامنے لانا چاہتا تھا''...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم جانتے ہی ہو کہ میرا یہاں آنا کتنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر چھلاٹی نے یہاں مجھے دیکھ لیا تو وہ مجھے ایک لمحے میں فنا کر دے گی''...... پٹونگا نے اسی انداز میں کہا۔

''جب تک تمہارے ہاتھوں کے انگوٹھے دھاگے سے بندھے ہوئے ہیں اس وقت تک تمہیں کوئی طاقت نہیں دیکھ سکتی اور نہ ہی تم مجھ سے جان چھڑا کر کہیں بھاگ سکتے ہو''...... عمران نے جواب دیا

تو پٹونگا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران کی بات سن کر جوزف کے چہرے پر بھی حیرت لہرانا شروع ہو گئی تھی کہ عمران نے اپنے جوتے کے تسمے سے سوڈانگو کے ہاتھوں کے دونوں انگوٹھے ایک ساتھ باندھ کر اسے کس طرح سے بے بس کر دیا ہے۔

''تم یہ سب کیسے جانتے ہو۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ سوڈانگوؤں کے ہاتھوں یا پیروں کے انگوٹھے جوتوں کے سیاہ تسموں سے باندھ کر انہیں بے بس کیا جا سکتا ہے''...... پٹونگا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''تم جیسے آسیب کو کیسے قابو کرنا ہے اس کے میں بھی بہت سے طریقے جانتا ہوں پٹونگا۔ عام طور پر بڑی طاقتوں کو بے بس کرنے کے لئے ان کے پیروں کے انگوٹھوں کو تسموں سے باندھا جاتا ہے لیکن چونکہ تمہارا تعلق آسیبی دنیا سے ہے اور تم کمزور ترین ذریتوں میں شمار ہوتے ہو اس لئے اگر تمہارے ہاتھوں کے انگوٹھوں کو بھی جوڑ کر سیاہ تسمے سے باندھ دیا جائے تو تم بے بس ہو جاتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''گریٹ باس۔ تم واقعی گریٹ ہو۔ میں نے تو ہمیشہ فادر جوشوا کو ساحرانہ اور طاقتوں کو بے بس کرنے کے لئے ان کے پیروں کے انگوٹھے سیاہ دھاگوں سے باندھتے دیکھا تھا۔ فادر جوشوا نے مجھے آج تک نہیں بتایا تھا کہ ان رذیل ذریتوں کے ہاتھوں کے

انگوٹھوں کو بھی سیاہ دھاگے سے باندھ کر انہیں قابو میں کیا جا سکتا ہے۔ تم واقعی گریٹ ہو باس''...... جوزف نے عمران کی جانب انتہائی تحسین بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''دنیا میں فادر جوشوا کی طرح اور بھی لاکھوں فادر ہیں جو اپنے دور میں وچ ڈاکٹروں اور ساحرانہ ذریتوں کا مقابلہ کر کے انہیں شکست دیتے آئے ہیں۔ تم صرف فادر جوشوا تک محدود ہو جبکہ میں نے فادر جوشوا جیسے بے شمار مہا رشیوں کی ہسٹری پڑھ رکھی ہے جو ان جیسی ساحرانہ طاقتوں کو چھوٹے چھوٹے اور عام طریقے سے شکست سے دوچار کرتے تھے۔ سیاہ دھاگے یا تسمے سے کسی ساحرانہ طاقت کے ہاتھوں کے انگوٹھے باندھ کر انہیں بے بس کرنے کا سب سے پہلا عمل بگ فادر کراشکو نے کیا تھا جو تمہارے فادر جوشوا کا بھی روحانی استاد تھا''...... عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر جوزف کے چہرے پر عمران کے لئے اور زیادہ عقیدت کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

''تو تم بگ فادر کراشکو کے بارے میں بھی سب کچھ جانتے ہو''...... جوزف نے عمران کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نہ صرف بگ فادر کراشکو بلکہ اس کے بھی بڑے فادرز کے بارے میں جانتا ہوں جو اپنے دور کے طاقتور وچ ڈاکٹرز تھے جیسے ہاشورگا، فاشام اور وچ ڈاکٹر ایڈوشا''...... عمران

نے کہا تو جوزف کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور یہ دیکھ کر جولیا اور اس کے ساتھی حیران رہ گئے کہ جوزف آگے آتے ہی عمران کے قدموں میں بیٹھ گیا تھا اور اس نے عمران کے سامنے بڑے مؤدبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے اس کی ٹانگیں پکڑ لی تھیں۔

"تم عظیم ہو باس۔ تم واقعی عظیم ترین انسان ہو۔ جو شخص بگ فادر اور ان کے بڑوں کے نام اور ان کے بارے میں اتنا سب کچھ جانتا ہو میری نظر میں اس سے زیادہ کوئی عظیم انسان نہیں ہو سکتا۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے تم جیسا عظیم باس ملا ہے۔ مجھے تم جیسے عظیم انسان کے قدموں میں موت بھی آ جائے تو یہ میرے لئے اعزاز ہو گا۔ بہت بڑا اعزاز"...... جوزف نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ فوراً"...... عمران نے اسے اپنے قدموں میں دیکھ کر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو جوزف اس کی غراہٹ سن کر فوراً بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آئندہ اگر تم نے میرے قدموں میں بیٹھ کر اس طرح سر جھکایا تو میں تمہیں کوئی وارننگ دیئے بغیر گولی مار دوں گا۔ تمہارا بلکہ ہر انسان کا سر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے سامنے جھکنا چاہئے اور کسی کے سامنے نہیں"...... عمران نے غرا کر کہا تو جوزف کا رنگ زرد ہوتا چلا گیا۔

"یس۔ یس باس۔ میں تو تمہاری عظمت میں تمہارے قدموں

ں بیٹھا تھا"...... جوزف نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ نانسنس۔ عظمت صرف اس بزرگ و برتر پروردگار کی ہے جس نے تمہیں، مجھے اور اس سارے جہاں کو بنایا ہے۔ اپنی زبان کو سنبھال کر بات کیا کرو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا"...... عمران نے اسی طرح سے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں آئندہ احتیاط کروں گا"...... جوزف نے بڑے دھیمے لہجے میں کہا۔

"اسی میں تمہاری بھلائی ہے"...... عمران نے کہا۔ عمران کو اس قدر غصے میں دیکھ کر وہ سب خاموش ہو کر رہ گئے تھے واقعی جس انداز میں جوزف نے عمران کی ٹانگیں پکڑ کر اس کے سامنے سر جھکایا تھا اس سے انہیں بھی جوزف کے انداز سے شدید کوفت ہوئی تھی۔ اگر عمران اسے نہ ڈانٹتا تو اس کی حرکت پر ان میں سے ضرور کوئی نہ کوئی بول پڑتا۔

"مجھے چھوڑ دو۔ جانے دو۔ چھلاٹی یہاں آ گئی تو وہ مجھے فنا کر دے گی"...... پٹونگا نے عمران کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"جوزف"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو بے حد شرمندہ انداز میں سر جھکا کر ایک طرف کھڑا ہو گیا تھا۔

"یس باس"...... جوزف نے بڑے دھیمے مگر انتہائی مؤدبانہ لہجے ں کہا۔

"مجھے اس کی زبان کھلوانی ہے اور اس کے لئے تم جانتے ہو کہ

تمہیں کیا کرنا ہے''...... عمران نے کہا تو جوزف چونک کر عمران اور پھر پٹونگا کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر اچانک اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''یس باس۔ میں سمجھ گیا''...... جوزف نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا جوزف بجلی کی سی تیزی سے پٹونگا پر جھپٹا اور اس نے اچانک پٹونگا کے پہلو اور اس کی دونوں ٹانگیں ایک ساتھ پکڑ کر اسے جھٹکا دیتے ہوئے اوپر اٹھایا اور پھر اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور پٹونگا چیختا ہوا جوزف کے ہاتھوں میں پیروں کے بل الٹتا چلا گیا۔ جوزف نے انتہائی ماہرانہ انداز میں اس پٹونگا کے دونوں پیر پکڑ کر اسے الٹا لٹکا دیا تھا۔ پٹونگا نے اب اور زیادہ بری طرح سے چیخنا شروع کر دیا تھا۔

''بہت خوب۔ اب یہ آیا ہے صحیح معنوں میں قابو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں پٹونگا کے پاس آ کر نیچے بیٹھ گیا۔

''ہاں تو پٹونگا۔ اب بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''کیا بتاؤں''...... پٹونگا نے غصیلے لہجے میں کہا وہ جوزف کے ہاتھوں سے خود کو آزاد کرانے کے لئے بری طرح سے مچل رہا تھا لیکن دیو جیسے جوزف کے ہاتھوں سے وہ خود کو کیسے آزاد کرا سکتا تھا۔

''ہمیں اس کنویں سے نکالنے کے لئے تم کیا کر سکتے ہو''۔

عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں تمہیں یہاں سے نکالنے کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ مجھے سردار نے تم سب کے کھانے پینے کا خیال رکھنے کے لئے یہاں بھیجا تھا اس کے سوا میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا''۔ پٹونگا نے چیختے ہوئے کہا۔

''جھوٹ مت بولو۔ اگر تم نے جھوٹ بولا تو پرنس مکاشو اسی حالت میں تمہارا سر زور زور سے زمین پر مارنا شروع کر دے گا اور تمہارا سر کسی ناریل کی طرح پھوڑ دے گا''...... عمران نے کہا۔

''نن نن۔ نہیں نہیں۔ اسے روکو۔ اگر اس نے میرا سر زمین پر مار دیا تو میں اسی وقت فنا ہو جاؤں گا۔ مجھے چھوڑ دو۔ تم جو کہو گے میں تمہاری ہر بات مانوں گا۔ چھوڑ دو مجھے''...... پٹونگا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''تو پھر بتاؤ۔ ہم اس کنویں سے باہر کیسے نکل سکتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''پہلے مجھے اس سے آزاد کراؤ اور پھر میرے انگوٹھوں سے سیاہ دھاگہ اتارو تو میں تمہیں یہاں سے نکلنے کا طریقہ بتاؤں گا''۔ پٹونگا نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ تمہیں چھوڑ دے تا کہ تم آسانی سے یہاں سے بھاگ جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''نہیں نہیں۔ میں یہاں سے نہیں بھاگوں گا۔ بالکل نہیں

بھاگوں گا''...... پٹونگا نے کہا۔

''نہیں۔ تمہیں اسی حالت میں بتانا ہو گا اور اس بار تم نے کوئی اور بات کی تو پھر پرنس مکاشو تمہارا سر زمین سے ٹکرا دے گا اس کے بعد کیا ہو گا تم بہتر جانتے ہو''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''بب بب بتاتا ہوں بتاتا ہوں''...... پٹونگا نے چیختے ہوئے کہا۔

''جلدی بتاؤ۔ اس سے پہلے کہ واقعی تمہیں فنا کرنے کے لئے یہاں چھلاٹی آ جائے ہمیں یہاں سے نکلنے کا راستہ بتاؤ''...... اس بار عمران نے غرا کر کہا۔

''اس کنویں کی ایک دیوار کے پیچھے ایک طویل سرنگ ہے۔ اگر دیوار کو ہٹا لیا جائے تو سرنگ کھل جاتی ہے اور اس سرنگ سے تم باہر جا سکتے ہو''...... پٹونگا نے چیختے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ اب بتاؤ۔ کس طرف ہے وہ سرنگ۔ مطلب یہ کہ ہم دیوار کا کون سا حصہ توڑیں''...... عمران نے پوچھا۔

''وہاں جہاں تمہاری ساتھی لڑکی کھڑی ہے''...... پٹونگا نے کہا تو عمران اس طرف دیکھنے لگا جہاں جولیا کھڑی تھی۔

''سرنگ کتنی طویل ہے اور باہر کہاں نکلتی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''کافی طویل سرنگ ہے جو ایک کریک میں نکلتی ہے۔ کریک

درختوں کے ایک گھنے جھنڈ کی طرف جاتی ہے۔ اگر تم کوشش کرو تو اس کریک سے نکل کر باہر پہنچ سکتے ہو''...... پٹونگا نے جواب دیا۔

''اس طرف مسلح افراد تو موجود نہیں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس طرف مسلح افراد تو نہیں ہیں لیکن جیسے ہی تم باہر جاؤ گے چھلاٹی اور دوسری طاقتوں کو تمہارے بارے میں فوراً علم ہو جائے گا اور وہ تمہیں ہلاک کرنے پہنچ جائیں گی''...... پٹونگا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چھلاٹی کے ساتھ اور کتنی طاقتیں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''بہت زیادہ ہیں۔ وہ غیبی حالت میں ہوں گی جو تم پر اچانک حملہ کر کے تمہیں شدید نقصان پہنچا سکتی ہیں''...... پٹونگا نے جواب دیا۔

''کیا ان طاقتوں سے بچنے کے لئے وہ طریقہ استعمال کیا جا سکتا ہے جو مجھے سردار سالونگا نے چھلاٹی کے حملے سے بچنے کے لئے بتایا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''کون سا طریقہ''...... پٹونگا نے پوچھا۔

''سردار سالونگا نے کہا تھا کہ چھلاٹی مجھے اور میرے ساتھیوں کو نقصان پہنچا سکتی ہے لیکن وہ اس وقت تک مجھ پر حملہ نہیں کرے گی جب تک میں اس کے چہرے کی طرف نہیں دیکھوں گا۔ اور اگر میں اس کے سامنے آنکھیں بند کر لوں یا اپنا چہرہ مکمل طور پر کسی سیاہ کپڑے میں چھپا لوں تو چھلاٹی کوشش کے باوجود مجھ پر حملہ نہیں

کر سکے گی۔ کیا یہی طریقہ دوسری طاقتوں سے بچنے کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ یہ طاقتیں اسی وقت انسانوں پر حملہ کرتی ہیں جب ان کے چہرے ان طاقتوں کے سامنے ہوتے ہیں۔ اگر تم اپنے چہروں پر کپڑے باندھ لو اور آنکھوں پر سیاہ چشمے لگا لو تو طاقتور سے طاقتور طاقت بھی تم پر حملہ نہیں کر سکتی انہیں اس وقت تک کا انتظار کرنا پڑتا ہے جب تک وہ تمہارا چہرہ اور خاص طور پر کھلی آنکھیں نہ دیکھ لیں“...... پٹونگا نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر مسرت کے تاثرات دکھائی دینے لگے۔

”گڈ شو۔ پھر تو ہمیں ان طاقتوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اب تم بتاؤ کہ تم ہمارے لئے اور کیا کر سکتے ہو“...... عمران نے کہا۔

”جو تم کہو۔ میں تمہارے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں“...... پٹونگا نے جواب دیا۔ الٹا لٹکنے کی وجہ سے اس کی حالت غیر ہو رہی تھی اور اس کا جسم یوں لرزنا شروع ہو گیا تھا جیسے اس کی جان نکل رہی ہو۔

”ہمیں اسلحہ کی ضرورت ہے۔ ہم اپنے ساتھ تھیلوں میں اسلحہ لائے تھے وہ تھیلے یقیناً ان لوگوں کے پاس ہوں گے جنہوں نے ہم پر جال پھینکا تھا اور ہمیں بے ہوش کر کے اس کنویں میں ڈال دیا تھا۔ کیا تم ہمیں ان سے ہمارے تھیلے واپس لا کر دے سکتے ہو“۔ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس کے لئے مجھے جنگل میں جانا پڑے گا اور جنگل میں جاتے ہی میں چھلاٹی اور دوسری طاقتوں کی نظروں میں آ جاؤں گا“...... پٹونگا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”کیا تم ہمیں وہ جگہ بتا سکتے ہو جہاں مسلح افراد موجود ہیں۔ ہم ان پر خود ہی حملہ کر کے ان سے اپنا اسلحہ واپس لے لیں گے“۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ظاہری حالت میں نہیں غیبی حالت میں تمہارے ساتھ رہ سکتا ہوں اور میں تمہیں اس جگہ پہنچا دوں گا جہاں سے تم اسلحہ حاصل کر سکتے ہو“...... پٹونگا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں سیدھا کر کے تمہارے پیروں پر تو کھڑا کر دوں گا لیکن تمہارے انگوٹھے اس وقت تک سیاہ تسمے سے بندھے رہیں گے جب تک ہمارا کام پورا نہیں ہو جاتا۔ ہم اس جنگل میں موجود مسلح فورس اور مہاراج وکرام کو ہلاک کر دیں گے تو پھر ہم تمہیں بھی آزاد کر دیں گے“...... عمران نے کہا۔

”لل لل لیکن“...... پٹونگا نے پریشانی کے عالم میں کہنا چاہا۔

”کوئی لیکن ویکن نہیں۔ تمہیں آزادی ہمارا مشن پورا ہونے کے بعد ہی ملے گی اور تمہیں ہر حال میں اب ہمارے ساتھ ہی رہنا پڑے گا۔ سمجھے تم“...... عمران نے غرا کر کہا۔

”ٹھ ٹھ ٹھیک ہے“...... پٹونگا نے جیسے ناچارگی کے عالم میں کہا۔

"گڈ شو۔ جوزف اسے اس کے پیروں پر کھڑا کردو"...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے ایک ہاتھ سے پٹونگا کی ٹانگیں پکڑیں اور دوسرا ہاتھ اس کے پہلو میں ڈالتے ہوئے اسے مخصوص انداز میں گھمایا اور اسے ایک جھٹکے سے اس کے پیروں پر کھڑا کر دیا۔ پٹونگا بے حد پریشان اور گھبرایا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور وہ بے چارگی کے عالم میں سیاہ تسمے سے بندھے ہوئے انگوٹھوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہو"...... عمران نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہوتا کہ تم سوڈانگوؤں کو اس طرح بے بس کر دیتے ہو تو میں سردار کے حکم پر بھی کبھی تم لوگوں کی مدد کرنے یہاں نہ آتا اور اپنی جگہ کسی اور کو یہاں بھیج دیتا"...... پٹونگا نے منہ بنا کر کہا۔

"اب آ گئے ہو تو بھگتو"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"ظاہر ہے۔ اب بھگتنے کے سوا اور میں کر بھی کیا سکتا ہوں"...... پٹونگا نے منہ بنا کر کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا وہ تیزی سے اس طرف بڑھا جہاں جولیا کھڑی تھی۔ عمران کو اپنی طرف آتے دیکھ کر جولیا سائیڈ میں ہٹ گئی تو عمران نے کنویں کی دیوار کے ساتھ کان لگا دیا۔ چند لمحے وہ دوسری طرف سے کسی قسم کی کوئی آواز سننے کی کوشش کرتا رہا پھر اس نے دیوار کے اس حصے کو مخصوص انداز میں ٹھونک بجا کر چیک کرنا شروع کر

دیا۔

"دیوار تو کافی ٹھوس ہے لیکن پٹونگا کی بات درست ہے۔ اس دیوار کے پیچھے ضرور کوئی نہ کوئی راستہ موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھوس دیوار ہے تو پھر ہم اس دیوار کو توڑیں گے کیسے۔ ہمارے پاس نہ تو کوئی اوزار ہے اور نہ بم کہ اس دیوار کو ہی ہم توڑ سکیں"...... جولیا نے کہا۔

"ہمارے ساتھ جوزف اور جوانا ہیں جو خود کو طاقت کے دیوتا سمجھتے ہیں۔ ان کی طاقت ہمارے کام آئے گی۔ کیوں جوزف، جوانا۔ تم دونوں اس دیوار کو اپنی طاقت سے توڑ سکتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"دولیں باس۔ کیوں نہیں۔ جوانا کو رہنے دیں۔ میں اس دیوار کو اکیلا ہی توڑ لوں گا"...... جوزف نے سینہ پھلا کر کہا۔

"اوکے۔ پہلے تم کوشش کرو اگر ضرورت پڑی تو جوانا کی طاقت کو بھی آزما لیا جائے گا"...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور تیز تیز چلتا ہوا اس دیوار کے پاس آ گیا۔ اس نے ٹھونک بجا کر دیوار چیک کی پھر اس نے یوں سر ہلانا شروع کر دیا جیسے اس کی سمجھ میں آ گیا ہو کہ دیوار کو کیسے اور کس حصے سے توڑا جا سکتا ہے۔ اس نے ان سب کو پیچھے ہٹنے کا کہا اور پھر وہ خود بھی پیچھے ہٹا اور پھر اچانک وہ بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا آیا اور

اس نے پوری قوت سے اپنا ایک کاندھا دیوار پر مارا۔ ایک لمحے کے لئے دیوار ہل کر رہ گئی لیکن دیوار پر ایک کریک تک نمودار نہ ہوا۔

''بس اتنی ہی طاقت ہے تم میں۔ میں تو سمجھا تھا کہ تمہارے سامنے فولاد کی دیوار بھی ہو تو تم اسے ایک ہی ضرب سے گرا سکتے ہو لیکن تم سے تو عام سی دیوار بھی نہیں ٹوٹی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جوزف کا چہرہ مزید سیاہ ہو گیا وہ ایک بار پھر پیچھے ہٹا اور پھر اس کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا آیا اور دیوار سے ٹکرا گیا۔ اس بار بھی زور دار گڑگڑاہٹ ہوئی۔ دیوار ٹوٹی تو نہیں لیکن وہاں چند کریکیں ضرور پڑ گئیں۔ جوزف تیسری بار پھر پیچھے ہٹا اور ایک لمبا سانس لے کر اس نے پھر سے دیوار کی طرف دوڑ لگائی اور اس بار اس نے دیوار پر کاندھا مارنے کی بجائے اچھل کر پوری قوت سے فلائنگ کک کے انداز میں ٹانگیں مار دیں۔ زور دار گڑگڑاہٹ ہوئی اور جوزف جیسے ٹانگوں سمیت دیوار میں دھنستا چلا گیا۔ جوزف کی تیسری کوشش کامیاب رہی تھی اور وہاں ایک بڑا سا ہول بن گیا تھا۔

''ویل ڈن۔ اسے کہتے ہیں مہارت۔ اب پیچھے ہٹ جاؤ''۔ عمران نے کہا تو جوزف ہول سے اپنی ٹانگیں نکال کر اٹھ کر کھڑا ہوا اور اپنا لباس جھاڑتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ دیوار میں ہونے والا سوراخ کافی بڑا تھا لیکن اب بھی وہاں بڑے بڑے پتھر دکھائی دے

رہے تھے۔ سرنگ کا دہانہ ابھی تک نمودار نہیں ہوا تھا۔

''باقی کا کام جوانا کرے گا اور اندر سے پتھر ہٹائے گا''۔ عمران نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ ہول کے پاس آ گیا اور اس نے تیزی سے دیوار میں چنے ہوئے بڑے بڑے پتھر نکالنے شروع کر دیئے۔ چند ہی لمحوں کے بعد انہیں دوسری طرف ایک سرنگ نما کریک دکھائی دینے لگا۔ اس سرنگ کے اوپن ہوتے ہی انہیں تیز اور تازہ ہوا بھی ملنا شروع ہو گئی تھی۔

''کنویں سے نکلنے کا راستہ تو ہمیں مل گیا ہے۔ لیکن اس طرف جانے سے پہلے ہمیں اپنے چہروں پر کپڑے باندھنے ہوں گے تاکہ مہاراج وکرام کی طاقتیں ہم پر حملے نہ کر سکیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ہم اتنے بڑے کپڑے کہاں سے لائیں گے جو سب اپنے اپنے چہروں پر باندھ سکیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''جوزف اور جوانا نے سیاہ رنگ کی شرٹس پہن رکھی ہیں۔ ان کے ٹکڑے کر کے ہم آسانی سے اپنے چہرے چھپا سکتے ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کے کہنے پر جوزف اور جوانا نے اپنی قمیضیں اتاریں اور پھر انہیں پھاڑنا شروع کر دیا۔ قمیضوں کے نیچے انہوں نے بنیانیں پہن رکھی تھیں۔ قمیضوں کے ٹکڑے کاٹ کر انہوں نے عمران اور باقی سب کو دیئے تو وہ انہیں اپنے چہروں کے گرد لپیٹنے لگے۔ انہوں نے سیاہ کپڑوں سے اپنے چہرے مکمل طور پر چھپا لئے تھے۔ یہاں تک کہ

ان کی آنکھیں بھی ان کپڑوں میں چھپ گئی تھیں۔

"ناخنوں کے بلیڈوں سے آنکھوں کے سامنے آنے والے کپڑوں میں باریک باریک سوراخ بنا لو تاکہ دیکھنے میں آسانی رہے۔ چھوٹے چھوٹے سوراخوں سے یہ طاقتیں ہماری آنکھوں میں نہیں جھانک سکیں گی"...... عمران نے کہا اور اس نے خود بھی اپنے ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے آنکھوں کے پاس کپڑے کو کاٹ کر چھوٹے چھوٹے سوراخ بنانے شروع کر دیئے۔ پٹونگا ایک طرف خاموش اور انتہائی پریشان کھڑا تھا۔

"چلو"...... عمران نے کہا۔

"لیکن میں کیا کروں۔ میں تمہارے ساتھ باہر نہیں جا سکتا کیونکہ باہر چھلاٹی اور دوسری بہت سی طاقتیں ہیں۔ میں کسی بھی صورت میں ان کا سامنا نہیں کر سکوں گا"...... پٹونگا نے کہا۔

"تو تم یہیں رکو۔ جب ہم باہر سے ساحرانہ طاقتوں کو بھگا دیں گے تو تمہیں بلا لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے تو کہا تھا کہ ہم چہرے چھپا کر ان طاقتوں کے حملوں سے خود کو بچا سکتے ہیں اور اب آپ ان طاقتوں کو بھگانے کی بات کر رہے ہیں۔ کیا ہمارے چہرے چھپے ہوئے دیکھ کر طاقتیں بھاگ بھی جائیں گی"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ باہر جاتے ہی ہم اونچی آواز میں پاک کلام کا ورد کرنا

شروع کر دیں گے۔ پاک کلام کا ورد سن کر بھلا کون سی ساحرانہ طاقت ٹھہر سکتی ہے۔ انہیں دم دبا کر بھاگنا ہی پڑے گا اور اگر ان کی دمیں نہ بھی ہوئیں تو وہ اپنے سروں پر پاؤں رکھ کر بھاگ جائیں گی"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران ہول کی طرف بڑھا اور پھر ہول سے نکل کر دوسری طرف موجود کریک میں چلا گیا۔ اس کے پیچھے ایک ایک کر کے اس کے ساتھی بھی ہول سے نکل کر کریک میں آ گئے۔ شروع شروع میں کریک زیادہ بڑی نہیں تھی لیکن وہ جوں جوں آگے بڑھتے جا رہے تھے کریک واقعی کسی سرنگ کی طرح کھلتی جا رہی تھی۔ کریک کی سائیڈوں کی دیواریں کافی اونچی تھیں۔ ان دیواروں میں جگہ جگہ پتھر اور چٹانیں ابھری ہوئی تھیں۔ کچھ دور جاتے ہی عمران نے ایک سائیڈ کی چٹان پکڑ کر اس پر چڑھنا شروع ہو گیا۔ اسے دیوار پر چڑھتے دیکھ کر اس کے ساتھی بھی دیوار پر چڑھنا شروع ہو گئے۔ ابھرے ہوئے پتھروں اور چٹانوں پر ہاتھ پیر جماتے ہوئے انہیں اوپر چڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہو رہی تھی۔ انہیں ابھی کافی اوپر جانا تھا۔ دیوار کم از کم ان سے دو سو فٹ بلند تھی۔ وہ آہستہ آہستہ اوپر چڑھتے چلے جا رہے تھے۔ ابھی وہ آدھی دیوار پر ہی چڑھے ہوں گے کہ اسی لمحے انہیں اوپر سے تیز اور انتہائی بھیانک چیخوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سینکڑوں خوفناک بدروحوں نے اچانک بری طرح سے چیخنا چلانا

شروع کر دیا ہو۔ چیخیں اس قدر تیز اور لرزہ خیز تھیں کہ انہیں اپنے دل دہلتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔

"یہ طاقتیں ہمیں چیخ و پکار کر کے ڈرانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ تم ان آوازوں کی طرف کوئی توجہ نہ دو اور دل ہی دل میں پاک آیات کا ورد کرتے ہوئے اوپر چڑھنا جاری رکھو"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے خود بھی مقدس کلام پڑھنا شروع کر دیا اور دیوار پر چڑھنے کا عمل جاری رکھا۔

وہ جیسے جیسے اوپر چڑھتے جا رہے تھے اوپر سے آنے والی چیخیں اور زیادہ تیز اور بھیانک ہوتی جا رہی تھیں اور انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان چیخوں سے کریک کی دیواریں بھی بری طرح سے ہلنا شروع ہو گئی ہوں۔ اسی لمحے اچانک انہیں اوپر سے تیز گڑگڑاہٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ انہوں نے چونک کر دیکھا تو یہ دیکھ کر ان کی روح فنا ہو گئی کہ اوپر سے بڑے بڑے پتھر نیچے گرتے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ پتھر سیدھے ان کے اوپر آ رہے تھے جیسے باقاعدہ ان کا نشانہ لے کر نیچے پھینکے جا رہے ہوں۔

"دیواروں سے چپک جاؤ فوراً"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور خود بھی دیوار سے چپک گیا۔ دوسرے لمحے اس کے قریب سے ایک بھاری اور بڑا سا پتھر گزرتا چلا گیا۔ پھر تو جیسے اوپر سے پتھروں کا طوفان سا نیچے گرنا شروع ہو گیا۔ زور دار گڑگڑاہٹوں کی آوازوں کے ساتھ ان کے قریب سے بھاری چٹانیں گرتی ہوئی

گزر رہی تھیں۔

اسی لمحے ماحول ایک تیز چیخ کی آواز سے گونج اٹھا۔ یہ چیخ سن کر عمران کو اپنے دل کی دھڑکن رکتی ہوئی محسوس ہوئی کیونکہ یہ چیخ جولیا کی تھی جو اس سے کچھ فاصلے پر دیوار کے ساتھ چپکی ہوئی۔ جولیا کی چیخ سے لگ رہا تھا کہ وہ اوپر سے گرنے والے کسی بھاری پتھر کا شکار ہو گئی ہے اور دوسرے لمحے عمران نے جولیا کو بری طرح سے ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے نیچے گرتے دیکھا۔ ابھی جولیا نیچے گری ہی تھی کہ اسی لمحے صفدر اور پھر تنویر کی چیخ سنائی دی اور عمران نے انہیں بھی نیچے گرتے دیکھا۔

اس کے بعد تو جیسے چیخوں کا طوفان سا شروع ہو گیا۔ جوزف اور جوانا کے بعد کیپٹن شکیل بھی چیختا ہوا نیچے گرتا چلا گیا۔ عمران ابھی یہ سب دیکھ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے اس کے سر پر بھی قیامت ٹوٹ پڑی اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر بھاری چٹان آ ٹکرائی ہو۔ عمران کے منہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی زور دار چیخ نکل گئی۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ ابھری ہوئی چٹانوں سے چھوٹ گئے اور وہ بھی حلق کے بل چیختا ہوا نیچے گرتا چلا گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور جاموٹ بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر مہاراج وکرام نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور جاموٹ کو اس طرح اندر آتے دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

''مہاراج۔ مہاراج''...... جاموٹ نے اندر داخل ہوتے ہی بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ وہ اس قدر گھبرایا ہوا اور پریشان دکھائی دے رہا تھا کہ اس نے نہ تو مہاراج وکرام سے اندر آنے کی اجازت لی تھی اور نہ ہی اسے ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا تھا۔

''کیا بات ہے جاموٹ۔ تم اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو اور تم نے اندر آنے سے پہلے ہم سے پوچھا کیوں نہیں۔ تم جانتے نہیں کہ ہم پوجا میں مصروف ہیں۔ تمہارے اس طرح اندر آنے کی وجہ سے ہماری ساری پوجا بھرشٹ ہو گئی ہے''...... مہاراج وکرام نے جاموٹ کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں شمعہ چاہتا ہوں مہاراج۔ میں پریشانی کے عالم میں جلدی میں آپ سے اجازت لئے بغیر اندر آ گیا''...... جاموٹ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو''...... مہاراج وکرام نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

''غضب ہو گیا ہے مہاراج۔ غضب ہو گیا ہے''...... جاموٹ نے اسی انداز میں کہا۔

''کیا غضب ہوا ہے۔ بولو''...... مہاراج وکرام نے چونکتے ہوئے کہا۔

''جن پاکیشائی ایجنٹوں کو آپ نے موت کے سیاہ کنویں میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے کے لئے چھوڑا تھا وہ اب بھی زندہ ہیں مہاراج''...... جاموٹ نے کہا تو مہاراج وکرام بری طرح سے چونک پڑا۔

''اب بھی زندہ ہیں۔ کیا مطلب۔ اس قدر گہرے اور زہریلی گیس سے بھرے ہوئے کنویں میں وہ اب تک زندہ کیسے رہ سکتے ہیں''...... مہاراج وکرام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہ صرف وہ تین افراد جنہیں چند گھنٹے پہلے کنویں میں پھینکا گیا تھا بلکہ اس سے پہلے جن چار افراد کو کنویں میں پھینکا گیا تھا وہ بھی زندہ ہیں مہاراج اور سب سے بری خبر یہ ہے کہ وہ چاروں کنویں سے نکل کر باہر آ گئے ہیں''...... جاموٹ نے کہا اور اس بار مہاراج

وکرام محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔

"کنویں سے باہر آ گئے ہیں۔ کیسے۔ موت کے سیاہ کنویں سے وہ باہر کیسے آ سکتے ہیں احمق۔ چھلاٹی اور میری طاقتوں نے اس کنویں کو مکمل طور پر بند کر رکھا ہے وہ مسلسل کنویں کے پاس پہرہ دے رہی ہیں پھر وہ کنویں سے باہر کیسے آ سکتے ہیں۔ بولو۔ جواب دو"...... مہاراج وکرام نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"انہوں نے کنویں کی ایک دیوار توڑ دی تھی مہاراج۔ وہ دیوار ایک بڑی کریک کی طرف نکلتی ہے۔ وہ بالکل تندرست اور صحت مند ہیں اور وہ کریک کی ایک دیوار کی چٹانوں پر چڑھتے ہوئے اوپر آ رہے ہیں"...... جاموٹ نے کہا۔

"لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔ اگر وہ کنویں کی دیوار توڑ کر باہر کریک میں آ گئے ہیں تو چھلاٹی اور میری دوسری طاقتیں انہیں روک کیوں نہیں رہیں۔ میں نے تو چھلاٹی کو حکم دیا تھا کہ اگر پاکیشائی ایجنٹ کسی بھی طرح اس کنویں سے نکلنے کی کوشش کریں تو وہ فوراً ان پر حملہ کر دے اور انہیں وہیں ہلاک کر دیں"...... مہاراج وکرام نے چیختے ہوئے کہا۔

"مہاراج پاکیشائی ایجنٹوں نے اپنے چہروں پر سیاہ کپڑے باندھ رکھے ہیں اور ان کی آنکھیں بھی چھپی ہوئی ہیں۔ چھلاٹی اور دوسری طاقتیں چونکہ ان کے چہرے دیکھ نہیں سکی ہیں اس لئے وہ ان پر حملہ نہیں کر سکتیں۔ چھلاٹی نے مجھے آ کر ساری تفصیل بتائی

ہے اور اس نے کہا ہے کہ جب تک ان افراد کے چہروں پر سیاہ پڑے لپٹے ہوئے ہیں اس وقت تک وہ تو کیا بڑی سی بڑی افت بھی انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ چھلاٹی اور دوسری اقتوں نے کریک کے کنارے کے پاس کھڑے ہو کر بری طرح سے چیخ و پکار کی تھی تا کہ وہ ڈر جائیں اور اوپر نہ چڑھیں لیکن رنے کی بجائے انہوں نے نجانے کیا پڑھنا شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے چھلاٹی اور دوسری طاقتوں کو فوراً کریک کے کناروں سے پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔ میں نے کریک کے پاس جا کر ان سب کو انی آنکھوں سے اوپر آتے دیکھا ہے۔ وہ چونکہ ابھی کافی نیچے تھے اس لئے میں ان کے بارے میں فوری طور پر آپ کو بتانے کے لئے یہاں آ گیا ہوں"...... جاموٹ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اگر ایسی بات تھی تو تم میجر جسونت اور اس کی فورس کو وہاں بلا لیتے یا وائلڈ فورس کو لے جاتے اور ان پر گولیوں کی بوچھاڑیں کر کے انہیں وہیں ہلاک کرا دیتے"...... مہاراج وکرام نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میجر جسونت اور اس کی فورس کا چونکہ یہاں کام ختم ہو گیا تھا اس لئے وہ واپس چلے گئے ہیں مہاراج اور کمار کے کئی ساتھیوں کو ان پاکیشائی ایجنٹوں نے ہلاک کر دیا تھا جن کا کریا کرم اس جنگل میں نہیں ہو سکتا تھا اس لئے وہ ان کی لاشیں لے کر یہاں سے دور شمشان گھاٹ پر گئے ہیں تا کہ ان لاشوں کا کریا کرم کر سکیں"۔

جاموٹ نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا یہاں کوئی ایک بھی مسلح آدمی نہیں ہے جو پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کچھ کر سکے''...... مہاراج وکرام نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''صرف بیس افراد ہیں مہاراج جو آپ کے آشرم کی حفاظت کر رہے ہیں''...... جاموٹ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''مجھے کسی سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تم جاؤ۔ ان سب کو لے جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو کسی بھی صورت میں اوپر نہ آنے دیں اور انہیں وہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیں''...... مہاراج وکرام نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

''لل لل۔ لیکن مہاراج......'' جاموٹ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''لیکن کیا''...... مہاراج وکرام غرایا۔

''آپ تو ان سب کو سیاہ کنویں میں ایک خاص مقصد کے لئے ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ اگر انہیں گولیاں مار دی گئیں تو پھر آپ ان کے مردہ جسموں میں اپنی طاقتوں کو کیسے داخل کریں گے اور انہیں اپنا غلام کیسے بنائیں گے''...... جاموٹ نے کہا۔

''اوہ۔ ہاں۔ یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ پھر بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ وہ موت کے سیاہ کنویں سے باہر نکل آئے ہیں اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر وہ اب تک کنویں میں زندہ کیسے تھے اور انہیں کریک کا کیسے پتہ چل گیا''...... مہاراج وکرام نے پریشانی

کے عالم میں کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ کوئی بیرونی طاقت ان کی بھی مدد کر رہی ہو''۔ جاموٹ نے کہا تو مہاراج وکرام ایک بار پھر چونک پڑا۔

''نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے کوئی بیرونی طاقت ان کی مدد نہیں کر سکتی''...... مہاراج وکرام نے زور سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''آسیبی طاقتیں تو ان کی مدد کر سکتی ہیں مہاراج۔ آپ نے ہی مجھے بتایا تھا کہ ان میں ایک آدمی ہے جس کا نام عمران ہے۔ وہ نہ صرف آسیبی دنیا میں جا چکا ہے بلکہ اس کی آسیبی دنیا کے سردار سالونگا سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ سالونگا خود ان کی مدد کر رہا ہو''...... جاموٹ نے کہا۔

''مجھے ایسا نہیں لگتا۔ اگر ایسا ہوتا اور آسیبی دنیا کی کوئی مخلوق اس جنگل میں آئی ہوتی تو چھلاٹی کو اس کے بارے میں فوراً علم ہو جاتا اور وہ میری کنیز ہے۔ مجھ سے وہ یہ بات کسی بھی صورت میں نہیں چھپا سکتی تھی''...... مہاراج وکرام نے کہا۔

''یہ بھی تو ممکن ہے مہاراج کہ آسیبی طاقت غیبی حالت میں یہاں آئی ہو اور وہ اب تک چھلاٹی کو نظر نہ آئی ہو''...... جاموٹ نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ایک منٹ میں ابھی معلوم کرتا ہوں کہ کیا معاملہ ہو سکتا ہے اور میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو کریک سے نکلنے سے کیسے روک سکتا ہوں''...... مہاراج وکرام نے کہا اور پھر اس

نے آنکھیں بند کر لیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع ہو گیا۔ کچھ دیر تک وہ اسی طرح آنکھیں بند کئے پڑھتا رہا پھر اس نے اچانک آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں انگاروں سے زیادہ دہکتی اور سرخ ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"کیا ہوا مہاراج"...... جاموٹ نے اس کی سرخ سرخ آنکھیں دیکھ کر خوف بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تمہاری بات درست ہے جاموٹ۔ ایک آسیبی طاقت واقعی یہاں موجود ہے اور وہ ان پاکیشائی ایجنٹوں کی مدد کر رہی ہے۔ اسی طاقت کی وجہ سے پاکیشائی ایجنٹ کنویں سے نکلنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور وہ مخلوق کنویں میں ان ایجنٹوں کو زندہ رکھنے کے لئے ان کے لئے ہوا پانی اور کھانے کا بھی انتظام کرتی رہی تھی"۔ مہاراج وکرام نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اب وہ طاقت کہاں ہے اور اس کے بارے میں آپ کو چھلاٹی نے کیوں نہیں بتایا"...... جاموٹ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"چھلاٹی کو اس کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا۔ وہ طاقت غیبی حالت میں یہاں موجود تھی اور اس نے خود پر تاریکی کا دوہرا لبادہ اوڑھ رکھا تھا اس لئے مجھے بھی اس کی آمد کا علم نہیں ہوا تھا"۔ مہاراج وکرام نے غصے اور نفرت سے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اس کا کچھ کریں مہاراج۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پاکیشائی ایجنٹ اس آسیبی طاقت کی وجہ سے آپ تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں اور پھر......" جاموٹ نے کہا اور ایک بار پھر کہتے کہتے رک گیا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں نے پاکیشائی ایجنٹوں کا انتظام کر دیا ہے۔ میں نے اپنی طاقتوں سے کریک میں ان پر بڑے بڑے پتھر گرائے ہیں۔ پتھر ان کے سروں پر پڑے تھے جس کی وجہ سے وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکے تھے اور وہ سینکڑوں فٹ گہری کھائی میں گر گئے ہیں۔ میں نے انہیں جان بوجھ کر ٹھوس چٹانوں پر گرنے نہیں دیا ہے ورنہ وہ چٹانوں پر گر کر ہلاک ہو جاتے البتہ میں نے ان کے جسموں کو بھاری پتھروں کے نیچے دبا دیا ہے تاکہ وہ ان پتھروں کے نیچے سے نہ نکل سکیں۔ تم جاؤ اور میری حفاظت پر موجود تمام افراد کو لے جاؤ اور ان کی مدد سے ان سب کو پکڑ لو اور اس بار انہیں عام رسیوں سے باندھنے کی بجائے زنجیروں سے باندھنا تاکہ وہ کسی بھی طرح خود کو آزاد نہ کرا سکیں۔ میں اس بار کنویں کے گرد کالے جادو کا حصار بنا دوں گا۔ اس حصار میں سے نہ تو کوئی طاقت گزر کر کنویں میں جا سکے گی اور نہ ہی پاکیشائی ایجنٹ کنویں سے نکل کر باہر آ سکیں گے۔ اس بار انہیں کنویں کے اندر ہی مرنا پڑے گا۔ ہر صورت میں"...... مہاراج وکرام نے کہا۔

"اوہ۔ اور وہ آسیبی طاقت۔ اس نے ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ ڈالی تو"...... جاموٹ نے کہا۔

''اس کی تم فکر نہ کرو۔ میں چونکہ پوجا کر رہا ہوں اس لئے میں اسے اپنی شکتیوں سے فنا نہیں کر سکتا تھا اس لئے میں نے اسے وقتی طور پر جنگل سے باہر نکال دیا ہے۔ اب وہ لاکھ کوشش کر لے لیکن وہ اس جنگل میں نہیں آ سکے گی اور نہ ہی پاکیشیائی ایجنٹوں کی کوئی مدد کر سکے گی''...... مہاراج وکرام نے کہا۔

''پھر ٹھیک ہے۔ میں ابھی اپنے آدمیوں کو لے جاتا ہوں اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو بھاری زنجیروں میں باندھ کر انہیں پھر سے موت کے سیاہ کنویں میں قید کر دیتا ہوں''...... جاموٹ نے خوش ہو کر کہا تو مہاراج وکرام نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جاموٹ اسے پرنام کرتا ہوا تیزی سے مڑ کر جھونپڑی سے نکلتا چلا گیا۔

وہ سب کریک کے اس حصے پر گرے تھے جہاں نرم مٹی موجود تھی۔ اتنی بلندی سے گرنے کی وجہ سے انہیں چوٹ تو نہیں آئی تھی لیکن چونکہ ان کے سروں پر بھاری پتھر لگے تھے اس لئے ان سب کے سر پھٹ گئے تھے اور ان کے سروں سے خون بہہ رہا تھا۔

پتھر سر پر لگنے کی وجہ سے ان کے دماغوں پر بار بار اندھیرا چھا رہا تھا جسے وہ بار بار سر جھٹک کر دور کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گئے۔ وہ بے ہوش تو نہیں ہوئے تھے لیکن سروں پر لگنے والے پتھروں سے ان کے سر بری طرح سے دکھ رہے تھے اور انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان پر بڑے بڑے اور بھاری پتھر پڑے ہوئے ہوں جن کے نیچے وہ دب کر رہ گئے تھے۔

عمران بھی ایک طرف ایک بھاری چٹان کے نیچے پڑا بری طرح سے کراہ رہا تھا۔ اسے اپنا سر کسی پھوڑے کی طرح سے دکھتا ہوا

محسوس ہو رہا تھا۔ کچھ دیر وہ اسی طرح سے پڑا کراہتا رہا پھر جب اس کے سر کا درد قدرے کم ہوا تو اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ اس پر ایک بھاری چٹان گری ہوئی تھی اور وہ چٹان کے نیچے اس بری طرح سے دبا ہوا تھا کہ کوشش کے باوجود وہ چٹان کے نیچے سے نہیں نکل سکتا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ اس کے ساتھیوں کی بھی یہی حالت تھی۔ ان کے جسموں پر بڑی بڑی چٹانیں گری ہوئی تھیں۔ جیسے کسی نے خاص طور پر ان کے گرتے ہی بڑی بڑی اور بھاری چٹانیں اٹھا کر ان پر رکھ دی ہوں تاکہ وہ ان کے نیچے دبے رہیں اور اٹھ کر کہیں جا نہ سکیں۔ اس وقت تک اوپر سے طاقتوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں بھی ختم ہو چکی تھیں۔

''کیا تم سب ٹھیک ہو''...... عمران نے اونچی آواز میں ان سب سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''کیا خاک ٹھیک ہیں۔ ہم پر بھاری چٹانیں گری ہوئی ہیں۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے میری ساری پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں اور میرا جسم اس چٹان کے نیچے پچک گیا ہو''...... تنویر کی غصیلی آواز سنائی دی۔

''اگر تمہارا جسم پچک گیا ہوتا اور تمہاری پسلیاں ٹوٹ گئی ہوتیں تو تمہارے منہ سے ایسی آواز نہ نکلتی''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب ہوا کیسے ہے۔ کیا ہم پر ساحرانہ طاقتوں نے پتھر گرائے تھے''...... جولیا نے کہا۔

''شاید''...... عمران نے جواب دیا۔

''شاید کیوں۔ وہی اوپر کھڑی چیخ رہی تھیں اور جب ہم نے مقدس کلام پڑھنا شروع کیا تو انہیں اور کچھ نہ سوجھا تو انہوں نے ہم پر اوپر سے پتھر برسانا شروع کر دیئے تاکہ ہم نیچے گر جائیں اور پتھروں کے نیچے دفن ہو کر رہ جائیں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ان کا مقصد ہمیں ہلاک کرنا نہیں صرف اوپر جانے سے روکنا تھا۔ اگر ان کا مقصد ہمیں ہلاک کرنا ہوتا تو ہم یہاں پڑے اس طرح آپس میں باتیں نہ کر رہے ہوتے۔ ہم اتنی بلندی سے گرے تھے اس کے باوجود ہمیں کوئی چوٹ نہیں آئی تھی اور پھر ہمارے اوپر چٹانیں ضرور گری ہوئی ہیں لیکن ان کا ہم پر دباؤ ایسا نہیں ہے کہ ہم ان چٹانوں سے پچک کر رہ جائیں۔ یہ چٹانیں ہم پر اس انداز میں رکھی گئی ہیں کہ ہم ان کے نیچے سے نکل نہ سکیں اور یہ سب ہمیں زندہ رکھنے کے لئے کیا گیا ہے۔ کیوں جوزف۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا''...... عمران نے پہلے جولیا سے اور پھر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ ہم پر کالاکو کا وار کیا گیا تھا''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کالاکو۔ یہ کالاکو کیا ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہ ساحرانہ قوتوں کا زمین ہلانے اور آسمان سے پتھر گرانے والا سحر ہوتا ہے۔ اس سے کسی کی موت نہیں ہوتی لیکن اس سحر کا شکار ہونے والا بے بس ضرور ہو جاتا ہے اور ہم اس وقت واقعی ان چٹانوں کے نیچے بے بس پڑے ہوئے ہیں''...... جوزف نے جواب دیا۔

''تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ہم پر سحر کیا گیا ہے''...... جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جب ہم پر پتھر گرائے جا رہے تھے تو میں نے ہر طرف سے تیز سرانڈ محسوس کی تھی جیسے بہت سے جانوروں کو ہلاک کر دیا گیا ہو اور ان کی لاشیں گل سڑ رہی ہوں۔ یہ سرانڈ اسی وقت محسوس ہوتی ہے جب کوئی وچ ڈاکٹر اپنے دشمنوں کو بے بس کرنے کے لئے کالاکو سحر کا وار کرتا ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ تو کیا ہم پر یہ سحر کسی ساحرانہ طاقت نے کیا تھا''۔ جولیا نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ساحرانہ طاقتیں مجسم ہو کر حملے کرتی ہیں اور انسانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے وہ اپنے تیز دھار ناخنوں یا پھر نوکیلے دانتوں کا استعمال کرتی ہیں اور اس کے لئے انہیں انسانوں کے نزدیک آنا پڑتا ہے چاہے وہ ظاہری حالت میں ہوں یا غیبی حالت

میں۔ جب میں نے کالاکو کی سرانڈ محسوس کی تھی تو اس وقت ہمارے ارد گرد کوئی ساحرانہ طاقت موجود نہیں تھی''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر یہ ہم پر کس نے چلایا ہے''...... کیپٹن شکیل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ کام ضرور اس وچ ڈاکٹر کا ہے جو اس جنگل میں موجود ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''تمہارا مطلب ہے مہاراج وکرام''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ اس کے سوا کوئی اور ایسا نہیں کر سکتا۔ اس نے ہمیں کالاکو سے بے بس کر دیا ہے۔ اب ہم لاکھ کوشش کر لیں لیکن خود کو ان چٹانوں کے نیچے سے نہیں نکال سکیں گے''۔ جوزف نے کہا۔

''تو کیا تمہارے پاس اس کا کوئی توڑ نہیں ہے۔ تم تو خود کو پرنس مکاشو کہتے ہو اور تمہارے پاس ماورائی دنیا کے ہر حربے کا کوئی نہ کوئی توڑ ضرور ہوتا ہے''...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہوتا ہے ضرور ہوتا ہے لیکن ہم پر اچانک کالاکو کا وار ہو جائے گا اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا اور میرے پاس کالاکو جیسے کالے جادو اس وقت کوئی توڑ نہیں ہے''...... جوزف نے کہا۔

''تو کیا ہم اسی طرح ان چٹانوں کے نیچے دبے رہیں گے۔

اگر مہاراج وکرام نے یہاں مسلح افراد کو بھیج دیا تو وہ تو ہمیں ایک لمحے میں ہلاک کر دیں گے“...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”نہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ نا امیدی گناہ ہے۔ اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھو۔ وہ مسبب الاسباب ہے۔ وہ ضرور ہماری مدد کرے گا“...... عمران نے مضبوط لہجے میں کہا۔ اسی لمحے انہیں ایک طرف سے چٹانیں گرنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک کر اس طرف دیکھنے لگے۔ انہیں کچھ دور گیروے لباس والا ایک ادھیڑ عمر آدمی اور گیروے رنگ کے لباس والے کئی مشین گن بردار اس کھائی میں اترتے دکھائی دیئے۔

”شاید یہ ہمارا خاتمہ کرنے کے لئے آ رہے ہیں“...... صفدر نے ان افراد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ خاموش پڑے رہو اور ایسے بن جاؤ جیسے چٹانوں کے نیچے دب کر تم سب ہلاک ہو چکے ہو یا پھر بے ہوش۔ مجھے لگ رہا ہے کہ یہ لوگ ہمیں ان چٹانوں سے نکال کر کہیں اور لے جانے کے لئے آئے ہیں“...... عمران نے کہا۔ ان کے چہروں پر چونکہ ابھی تک کپڑے بندھے ہوئے تھے۔ اس لئے انہیں یقین تھا کہ آنے والے افراد کو ان کے چہرے نظر نہ آنے کی وجہ سے اس بات کا علم نہیں ہوا ہو گا کہ وہ ہوش میں ہیں یا بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔

ادھیڑ عمر پنڈت ٹائپ آدمی کے ساتھ بیس کے قریب مسلح افراد تھے اور وہ کافی لمبے تڑنگے اور مضبوط جسموں کے مالک تھے۔ وہ پتھروں سے اترتے ہوئے نیچے آئے اور پھر وہ کھائی میں گرے ہوئے پتھروں اور چٹانوں پر چھلانگیں لگاتے ہوئے ان کی طرف آنا شروع ہو گئے۔

”دل میں مقدس کلام کا ورد جاری رکھو“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے خود بھی دل ہی دل میں مقدس آیات کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں ادھیڑ عمر آدمی اور اس کے ساتھی ان کے قریب پہنچ گئے۔

”یہ سب ساکت پڑے ہوئے ہیں۔ لگتا ہے کہ مہاراج کے سحر سے یہ بے ہوش ہو گئے ہیں“...... ادھیڑ عمر آدمی نے آگے بڑھ کر ان سب کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ان پر تو بھاری چٹانیں گری ہوئی ہیں۔ کیا یہ ان چٹانوں کے نیچے ہلاک ہو گئے ہیں“...... ایک مشین گن بردار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ مہاراج نے انہیں وقتی طور پر ان چٹانوں کے نیچے دفن کیا ہے تاکہ یہ یہاں سے بھاگ نہ سکیں۔ یہ بے ہوش ہیں۔ ان پر سے چٹانیں اٹھاؤ اور انہیں زنجیروں سے باندھ کر دوبارہ موت کے سیاہ کنویں میں ڈال دو۔ رسیوں سے تو انہوں نے خود کو آزاد کرا لیا تھا لیکن یہ خود کو زنجیروں سے آزاد نہیں کرا سکیں گے اور اس

بار مہاراج نے ان کی مدد کرنے والی آسیبی طاقت کو بھی جنگل سے باہر نکال دیا ہے۔ وہ بھی ان کی اب کوئی مدد نہیں کر سکے گی۔ انہیں اب ہر حال میں موت کے سیاہ کنویں میں مرنا پڑے گا''...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

''ہم سمجھے نہیں چھوٹے مہاراج۔ آپ یہ سب کیا کہہ رہے ہیں''...... ایک مشین گن بردار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہیں کچھ سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے احمق۔ تم سے جو کہا جا رہا ہے وہ کرو۔ اٹھاؤ ان پر سے پتھر''...... چھوٹے مہاراج نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا تو وہ بری طرح سے بوکھلا گیا۔ انہوں نے اپنی مشین گنیں ایک طرف رکھیں اور پھر وہ سب ان کی طرف بڑھ آئے اور انہوں نے زور لگا کر عمران اور اس کے قریب موجود صفدر پر پڑی ہوئی بھاری چٹانیں اٹھانی شروع کر دیں۔ یہ دیکھ کر وہ بے حد حیران ہوئے کہ بظاہر بڑی اور بھاری نظر آنے والی چٹان اس قدر ہلکی تھی کہ انہوں نے آسانی سے اٹھا کر اسے ایک طرف پھینک دیا تھا جیسے اس چٹان کا کوئی وزن ہی نہ ہو۔

''حیرت ہے۔ دیکھنے میں تو یہ چٹان بے حد بھاری لگ رہی تھی لیکن اس کا تو کچھ وزن ہی نہیں تھا''...... ایک مشین گن بردار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ سب مہاراج کے سحر کا کمال ہے۔ تم دو دو بھی مل کر ان چٹانوں کو آسانی سے اٹھا سکتے ہو''...... چھوٹے مہاراج نے کہا

اور پھر واقعی دو دو افراد نے باقی افراد کے جسموں پر گری ہوئی چٹانیں اٹھانی شروع کر دیں۔

عمران اور صفدر کے جسموں سے پہلے ہی چٹانیں اٹھائی جا چکی تھیں۔ اپنے جسم سے چٹان کا وزن ہٹتے ہی عمران ایکٹیو ہو گیا تھا۔ جن افراد نے اس کے اور صفدر کے جسم سے چٹانیں اٹھائی تھیں انہوں نے اپنی مشین گنیں قریب ہی ایک پتھر پر رکھی ہوئی تھیں۔

''تم مشین گنوں کی طرف جاؤ اور میں اس چھوٹے مہاراج کی طرف جاتا ہوں''...... عمران نے قریب پڑے ہوئے صفدر سے کہا۔ اس نے بہت آہستہ آواز میں بات کی تھی لیکن اس کی آواز قریب کھڑے چھوٹے مہاراج نے سن لی تھی۔

''کیا مطلب۔ یہ تو ہوش میں ہے''...... چھوٹے مہاراج نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا اسی لمحے عمران اٹھا اور اس نے کسی چیتے کی طرح چھوٹے مہاراج پر حملہ کر دیا۔ وہ چھوٹے مہاراج سے ٹکرایا اور اسے لئے ہوئے ایک بڑی چٹان پر جا گرا۔ اس سے پہلے کہ چھوٹا مہاراج اٹھتا عمران نے اسے پکڑ کر کسی پھرکی کی طرح سے گھمایا اور اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر پیچھے موڑتے ہوئے اسے الٹا کر اپنے اوپر گرا لیا۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ چھوٹا مہاراج کمر کے بل عمران کے اوپر تھا اور عمران نے اس کا ایک ہاتھ مروڑ کر پیچھے کیا ہوا تھا جبکہ اس کا دوسرا ہاتھ پوری قوت سے چھوٹے مہاراج کی گردن میں حائل ہو گیا تھا۔

عمران کو چھوٹے مہاراج پر چھلانگ لگاتے دیکھ کر صفدر بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس نے اس چٹان کی طرف چھلانگ لگا دی جہاں مسلح افراد نے اپنی مشین گنیں رکھی تھیں۔ ان دونوں کو اس طرح اٹھتے ایک کو چھوٹے مہاراج پر حملہ کرتے اور دوسرے کو مشین گنوں کی طرف جاتے دیکھ کر گیروے لباس والے بری طرح سے گھبرا گئے۔ وہ فوراً چھلانگیں لگاتے ہوئے ان چٹانوں کی طرف لپکے جہاں ان کی مشین گنیں پڑی ہوئی تھیں۔ لیکن ان سے پہلے صفدر مشین گنوں تک پہنچ گیا تھا۔ اس نے فوراً ایک مشین گن اٹھائی اور پھر اس نے چٹانوں پر چھلانگیں لگا کر اپنی طرف آتے ہوئے گیروے لباس والوں پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔

دو افراد صفدر کی گولیوں کا شکار ہو کر لٹو کی طرح گھومتے ہوئے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہوتے چلے گئے جبکہ باقی افراد نے صفدر کو فائرنگ کرتے دیکھ کر دائیں بائیں موجود چٹانوں کے پیچھے چھلانگیں لگا دی تھیں۔

عمران اور صفدر اس وقت ایکشن میں آئے تھے جب انہوں نے گیروے لباس والوں کو اپنے ساتھیوں کے جسموں پر پڑی چٹانیں ہٹاتے دیکھ لیا تھا۔ اپنے جسموں پر سے چٹانیں ہٹتے ہی وہ سب بھی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ جوزف اور جوانا نے تو فوراً اچھل کر سائیڈ میں کھڑے چار افراد پر حملہ کر دیا تھا اور ان پر مکے اور لاتیں برساتے ہوئے اور انہیں گردنوں سے پکڑ کر پوری

قوت سے چٹانوں پر پٹخنا شروع کر دیا تھا جبکہ جولیا، کیپٹن شکیل اور تنویر ان افراد کی طرف بڑھ گئے تھے جو صفدر کی فائرنگ سے بچنے کے لئے دوسری چٹانوں پر کود گئے تھے۔

وہ دوسری چٹانوں پر پڑی ہوئی اپنی مشین گنوں کی طرف جھپٹے تھے لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین گنیں اٹھاتے جولیا، کیپٹن شکیل اور تنویر موت بن کر ان کے سروں پر پہنچ گئے اور انہوں نے پہلے تو ان افراد کو ٹھوکریں مار کر مشین گنوں سے دور گرایا اور پھر وہ ان کی مشین گنیں اٹھا کر تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے اور پھر ماحول یک لخت مشین گنوں کی تیز تڑتڑاہٹوں اور انسانی چیخوں سے گونجنا شروع ہو گیا۔ گیروے لباس والوں نے اپنی مشین گنیں دشمنوں کے ہاتھ لگتے دیکھ کر بری طرح سے چیختے چلاتے ہوئے وہاں سے بھاگنا شروع کر دیا تھا لیکن اب بھلا جولیا اور اس کے ساتھی انہیں وہاں سے کیسے جانے دے سکتے تھے۔

ادھر عمران نے چھوٹے مہاراج کی گردن کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اسے بے ہوش کر دیا تھا اور اب وہ چھوٹے مہاراج کو بے ہوشی کی حالت میں اپنے جسم سے اتار کر سائیڈ پر ڈال رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں اس کے ساتھیوں نے گیروے لباس والے تمام افراد کو ہلاک کر دیا۔

”دیکھا میں نے کہا تھا نا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جن کے ساتھ ہو انہیں کسی بھی حال میں مایوس اور نا امید نہیں ہونا چاہئے۔ ہم نہ

صرف چٹانوں کے نیچے سے نکل آئے ہیں بلکہ ہمیں اسلحہ بھی مل گیا ہے جس کی مدد سے اب ہم آسانی سے اس جنگل میں مہاراج وکرام اور اس کے حواریوں کا شکار کھیل سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تم نے ٹھیک کہا تھا۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے ہم پر خصوصی کرم کیا ہے ورنہ مجھے تو ایسا لگ رہا تھا جیسے ہم ان چٹانوں کے نیچے سے کبھی نکل ہی نہیں سکیں گے''...... جولیا نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

''اب یہاں سے نکلو۔ اس سے پہلے کہ مہاراج وکرام ہم پر پھر کالاکو جیسا کوئی سحر کر دے ہمیں ہر حال میں اس کھائی سے نکلنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مسلح افراد اسے چھوٹا مہاراج کہہ رہے تھے۔ کیا تم نے اسے ہلاک کر دیا ہے''...... جولیا نے ادھیڑ عمر چھوٹے مہاراج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ فی الحال تو یہ بے ہوش ہے۔ اسے ہم ساتھ لے جائیں گے کیونکہ اب یہی ہمیں مہاراج وکرام تک پہنچا سکتا ہے ورنہ ہم اس کی تلاش میں اس جنگل میں کہاں کہاں کی خاک چھانیں گے''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''باس''...... جوزف نے تیزی سے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے

ہاتھوں میں ایک مسلح آدمی کے گیروے رنگ کا کپڑا تھا جو شاید وہ اس کے لباس سے پھاڑ لایا تھا۔

''ہاں بولو''...... عمران نے پوچھا۔

''باس۔ ہم پر وچ ڈاکٹر دوبارہ سحر کر سکتا ہے۔ اس کے سحر سے بچنے کے لئے اسے پٹکے کی طرح اپنی کمر پر باندھ لو۔ زرد رنگ کا کپڑا جس کے پاس ہو اس پر کسی قسم کا کوئی سحر اثر نہیں کرتا ہے اور اگر اس جنگل کے وچ ڈاکٹر کے پاس تیسری آنکھ بھی ہوئی تو وہ تب بھی اس زرد لباس کی وجہ سے ہمیں نہیں دیکھ سکے گا کہ ہم کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''تیسری آنکھ۔ یہ تیسری آنکھ سے تمہاری کیا مراد ہے''۔ جولیا نے جوزف کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ساحرانہ طاقتیں ایسے وچ ڈاکٹر کی تیسری آنکھ کہلاتی ہیں۔ جو اسے پل پل کی خبریں دیتی ہیں۔ یہ اس کے بارے میں کہہ رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''گڈ شو۔ پھر تو ہم مہاراج وکرام کی نظروں میں آئے بغیر یہاں سے نکل جائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ تم سب بھی ان کے زرد لباسوں کو پھاڑ کر ان کے ٹکڑے اپنی کمروں پر باندھ لو تاکہ مہاراج وکرام ہم میں سے کسی کو بھی نہ دیکھ سکے''...... عمران نے کہا۔ اس کی بات سن کر ان سب نے لاشوں کے گیروے لباس پھاڑنے شروع کر دیئے اور پھر انہوں

نے ان ٹکڑوں کو موڑ کر پٹکوں کی طرح اپنی کمروں پر باندھنے شروع کر دیئے۔

کچھ ہی دیر میں وہ ایک بار پھر کریک کی ابھری ہوئی چٹانوں اور پتھروں کو پکڑتے ہوئے دیوار پر چڑھے جا رہے تھے۔ اس بار نہ تو انہیں ساحرانہ طاقتوں کے چیخنے کی کوئی آواز سنائی دی تھی اور نہ ہی ان پر اسٹون فالنگ ہوئی تھی۔ وہ اطمینان سے دیوار پر چڑھتے ہوئے اوپر آ گئے۔

عمران کے کہنے پر جوانا نے چھوٹے مہاراج کو اٹھا لیا تھا اور وہ چھوٹے مہاراج کو اپنے کاندھوں پر ڈال کر اسے لے کر اوپر آ گیا تھا۔ اوپر آتے ہی وہ سب سیدھے ہو کر لیٹ گئے تا کہ تھکاوٹ دور کر سکیں۔

''کافی ہو گیا آرام۔ اب اسے ہوش میں لاؤ تا کہ یہ ہمیں اپنے ساتھ اس جگہ لے جا سکے جہاں مہاراج وکرام موجود ہے''...... کچھ دیر آرام کرنے کے بعد عمران نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ سب اٹھ کر بیٹھ گئے۔ جوزف اور عمران کے علاوہ باقی ساتھی مسلح افراد کی مشین گنوں کے ساتھ ان کی کمروں پر بندھے ہوئے تھیلے بھی کھول کر لے آئے تھے جن میں مشین گنوں کے فالتو میگزین اور ہینڈ گرنیڈز بھی موجود تھے۔

''میں لاتا ہوں اسے ہوش میں''...... جوانا نے کہا اور اٹھ کر چھوٹے مہاراج کے قریب آ گیا اور اس نے پہلے چھوٹے مہاراج

کے لباس کے کچھ ٹکڑے پھاڑے اور انہیں بل دے کر رسیوں کی طرح لپیٹ کر اس نے چھوٹے مہاراج کو باندھنا شروع کر دیا۔

جوانا نے چھوٹے مہاراج کو باندھ کر اٹھایا اور اسے ایک چٹان کے ٹیک لگا کر بٹھا دیا اور پھر اس نے چھوٹے مہاراج کے منہ پر زور زور سے طمانچے مارنا شروع کر دیئے۔ طمانچوں کی آواز دور دور تک گونجنے لگی۔

''ہاتھ آہستہ رکھو کہیں اس کا جبڑا ہی نہ ٹوٹ جائے اور یہ ہمیں کچھ بتانے کے قابل ہی نہ رہے''...... عمران نے کہا۔

''بے فکر رہو ماسٹر۔ میں اس پر بچے تلے ہاتھ مار رہا ہوں۔ ورنہ میرے ایک ہی تھپڑ سے اس کا جبڑا الگ ہو جاتا''...... جوانا نے کہا۔ اس نے ابھی چھوٹے مہاراج کو دو تین طمانچے اور مارے ہوں گے کہ چھوٹا مہاراج بری طرح سے چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اسے ہوش میں آتا دیکھ کر جوانا کا ہاتھ رک گیا۔

چھوٹے مہاراج نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ بری طرح سے بندھا ہوا ہے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ تم نے مجھے اس طرح سے کیوں باندھا ہے اور میرے ساتھی کہاں ہیں''...... چھوٹے مہاراج نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''تمہارے ساتھیوں کے سروں پر خاصی خشکی ہو گئی تھی اور اس خشکی کو دور کرنا بہت ضروری تھا اس لئے ہم نے انہیں مشین گنوں

کی گولیاں کھلا کر تمہارے دیوتاؤں کے پاس بھیج دیا ہے تاکہ وہ ان کے سروں پر جوتوں کی بارش کر کے ان کی خشکی دور کر سکیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کک کک۔ کیا وہ سب ہلاک ہو گئے ہیں''...... چھوٹے مہاراج نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ صرف تم بچے ہو۔ کہو تو تمہیں بھی تمہارے دیوتاؤں کے پاس بھیجوا دوں''...... عمران نے اس کے نزدیک آ کر کہا۔

''نن نن۔ نہیں نہیں۔ مجھے مت ہلاک کرو۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ میں نے کچھ نہیں کیا''...... چھوٹے مہاراج نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''تم نے بھی بہت کچھ کیا ہے۔ تم مہاراج وکرام کے ساتھی ہو اور اس کے ہر گناہ میں اس کے برابر کے شریک رہے ہو''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''میں میں''...... چھوٹے مہاراج نے بری طرح سے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بند کرو یہ میں، میں کسی بدروح کے بچے۔ یہ بتاؤ کہ تمہارا باپ وچ ڈاکٹر وکرام کہاں ہے۔ جلدی بولو ورنہ میں مکا مار کر تمہاری کھوپڑی پچکا دوں گا''...... جوانا نے گرجتے ہوئے کہا جو کسی دیو کی طرح چھوٹے مہاراج کے سر پر کھڑا تھا۔ اس کا قد کاٹھ اور اس کا چہرہ دیکھ کر ویسے ہی چھوٹے مہاراج کا دم نکلا جا رہا تھا۔

اس کی بات سن کر وہ اور زیادہ خوفزدہ ہو گیا اور بری طرح سے کانپنے لگا۔

''وہ وہ اپنے آشرم میں ہے''...... چھوٹے مہاراج نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کہاں ہے اس کا آشرم''...... عمران نے پوچھا۔

''یہاں سے کچھ دور درختوں کا ایک بڑا جھنڈ ہے۔ اس جھنڈ میں ہے مہاراج وکرام کا آشرم''...... چھوٹے مہاراج نے کہا تو عمران کو یاد آ گیا کہ اس نے جب اسپیس شپ سے جنگل کا راؤنڈ لگایا تھا تو اسے درختوں کا ایک بڑا جھنڈ دکھائی دیا تھا جسے گیروے لباس والے کئی مسلح افراد نے گھیر رکھا تھا۔

''ہونہہ۔ یہ بتاؤ کہ تمہارے علاوہ اور کتنے پجاری یہاں موجود ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''یہاں دو سو سے زائد پجاری ہیں جو مہاراج وکرام کے ساتھ رہتے ہیں''...... چھوٹے مہاراج نے جواب دیا۔

''کیا وہ سب کے سب مسلح ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ جو مسلح افراد تھے وہ میرے ساتھ آ گئے تھے اور تم نے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب یہاں کوئی مسلح شخص موجود نہیں ہے''...... چھوٹے مہاراج نے کہا۔

''جھوٹ مت بولو۔ ہم نے یہاں بے شمار مسلح افراد کو دیکھا تھا''...... جوانا نے غرا کر کہا۔

”یہ ٹھیک ہے کہ یہاں مسلح افراد کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن تمہارے ساتھیوں نے ان میں سے کئی مسلح افراد کو ہلاک کر دیا تھا اور چونکہ اس جنگل میں مہاراج وکرام پوجا پاٹ کرتا ہے اس لئے کسی بھی انسان کو یہاں آگ میں جلا کر اس کا کریا کرم نہیں کیا جا سکتا ہے اس لئے ہمارے آدمی ان ہلاک ہونے والے افراد کو جنگل سے دور ایک شمشان گھاٹ پر لے گئے ہیں تاکہ ان کا انتم سنسکار کر سکیں“...... چھوٹے مہاراج نے کہا ۔عمران اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے چھوٹے مہاراج کے لہجے سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

”ٹھیک ہے۔تم اٹھو اور ہمیں اپنے قبیلے اور اس جگہ لے چلو جہاں تمہارا مہاراج وکرام موجود ہے“......عمران نے کہا۔

”اگر میں تمہیں وہاں لے جاؤں گا تو کیا تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے“......چھوٹے مہاراج نے منت کرنے والے انداز میں کہا۔

”ہاں۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا“......عمران نے مسکرا کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر میں تمہیں لے چلتا ہوں“...... چھوٹے مہاراج نے کہا۔

”یہ بے ضرر سادھو ہے۔ اسے کھول دو“......عمران نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا کر چھوٹے مہاراج جاموٹ کو کھولنا شروع کر دیا۔ جاموٹ واقعی ان سب سے بے حد ڈرا ہوا تھا۔ وہ

انہیں لے کر قبیلے کی طرف آ گیا۔ قبیلے میں آتے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں نے وہاں فائرنگ اور ہینڈ گرنیڈ کا استعمال کرتے ہوئے ان تمام پجاریوں کو ہلاک کرنا شروع کر دیا جو مہاراج وکرام کے پجاری تھے۔ جولیا نے چھوٹے مہاراج جاموٹ کو بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ صفدر کو وہاں ایک بوتل دکھائی دی جس میں سنہری رنگ کی راکھ بھری ہوئی تھی۔ اس نے بوتل اٹھائی اور پھر وہ اسے غور سے دیکھنے لگا۔

”یہ کمیا کی ہے“...... جوزف نے کہا تو صفدر کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ وہ اسی راکھ کے حصول کے لئے تو یہاں آیا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بتا دیا کہ اسے کمیا کی مل چکی ہے۔ وہ سب کمیا کی کے ملنے پر بے حد خوش تھے۔ صفدر نے بوتل اپنے لباس کی اندرونی جیب میں چھپا لی۔

تمام پجاریوں کو ہلاک کرنے کے بعد وہ سب درختوں کے اس جھنڈ کی طرف بڑھ گئے جہاں اندر ایک چبوترا بنا ہوا تھا اور چبوترے پر ایک گھاس پھونس کی ایک بڑی جھونپڑی بنی ہوئی تھی۔عمران اور اس کے ساتھی درختوں کے اس جھنڈ کی طرف بڑھے ہی تھے کہ جوزف نے انہیں روک دیا۔

”رک جاؤ باس۔ اس جھنڈ میں مت جاؤ۔ جو بھی اس جھنڈ میں جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا“...... جوزف نے چیختے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر وہ سب چونک پڑے اور اس کی طرف دیکھنا

شروع ہو گئے۔

''کیا مطلب۔ ہم نے یہاں موجود تمام پجاریوں کو ہلاک کر دیا ہے اور اب تو یہاں کسی طاقت کی بھی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے پھر تم ہمیں جھنڈ میں جانے سے کیوں روک رہے ہو جہاں مہاراج وکرام موجود ہے''...... عمران نے اس کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ مجھے اس جھنڈ میں بے شمار ساحرانہ طاقتیں دکھائی دے رہی ہیں۔ یہ وہی ساحرانہ طاقتیں ہیں جو جنگل میں چیخ چلا رہی تھیں۔ وہ ہم پر حملہ نہیں کر سکی تھیں اس لئے وہ سب درختوں کے جھنڈ میں چلی گئی ہیں اور انہوں نے وچ ڈاکٹر وکرام کی جھونپڑی کو گھیر رکھا ہے۔ جھنڈ میں چونکہ گھپ اندھیرا ہے اس لئے جیسے ہی ہم میں سے کوئی اس جھنڈ میں جائے گا ساحرانہ طاقتیں اس پر پل پڑیں گی اور ان کے حملوں سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا''۔ جوزف نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر ہم جھنڈ میں نہیں جائیں گے تو مہاراج وکرام کو کیسے ہلاک کریں گے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جھونپڑی زیادہ فاصلے پر نہیں ہے۔ ہم باہر سے بھی تو اس جھونپڑی پر فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ بم پھینک سکتے ہیں۔ گھاس پھونس کی جھونپڑی کو تباہ کرنے کے لئے ایک ہی ہینڈ گرنیڈ کافی ہو گا اور اس میں موجود مہاراج وکرام کے بھی ٹکڑے اُڑ

جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہو گا''...... جوزف نے کہا تو وہ سب چونک کر ایک بار پھر اس کی شکل دیکھنا شروع ہو گئے۔

''کیا مطلب کہ ایسا نہیں ہو گا''...... تنویر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''مطلب یہ کہ جھنڈ میں ساحرانہ طاقتیں موجود ہیں۔ وہ جھونپڑی تک نہ تو کوئی گولی جانے دیں گی اور نہ ہی بم۔ بے شک آپ آزما کر دیکھ لیں''...... جوزف نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ وہ سب چند لمحے اس کی طرف غور سے دیکھتے رہے پھر تنویر مشین گن لے کر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے دو درختوں کے درمیان سے سامنے سائے کی طرح دکھائی دینے والی جھونپڑی پر مسلسل فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ اس کی چلائی ہوئی گولیاں جھونپڑی سے ٹکرا کر یوں اچٹ رہی تھیں جیسے جھونپڑی گھاس پھونس کی نہیں بلکہ کنکریٹ کی بنی ہوئی ہو۔ یہ دیکھ کر جوانا اور صفدر نے بھی جھونپڑی پر فائرنگ کی لیکن ان کی چلائی ہوئی گولیاں بھی اچٹنا شروع ہو گئیں۔ جوانا کو غصہ آیا تو اس نے کاندھے سے لٹکے ہوئے تھیلے سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکالا اور اس کی دانتوں سے پن کھینچ کر اسے پوری قوت سے جھونپڑی کی طرف اچھال دیا۔ ہینڈ گرنیڈ اڑتا ہوا جھونپڑی کی طرف گیا لیکن جس تیزی سے وہ جھونپڑی کی طرف گیا تھا اسی

تیزی سے پلٹا اور واپس جوانا کی طرف آتا دکھائی دیا۔ جوانا نے ہینڈ گرنیڈ کو واپس پلٹتے دیکھ کر فوراً سر نیچے کر لیا۔ ہینڈ گرنیڈ اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا دور جا گرا۔ دوسرے لمحے زور دار دھماکہ ہوا اور ایک درخت جڑوں سے اکھڑ کر گرتا چلا گیا۔

''دیکھا۔ میں نے کہا تھا نا کہ ساحرانہ طاقتیں جھونپڑی پر کوئی حملہ کامیاب نہیں ہونے دیں گی''...... جوزف نے کہا۔

''تو اب کیا کریں۔ ہمارا مقصد اس شیطان صفت انسان کو ہلاک کرنا ہے۔ جب تک ہم اسے ہلاک نہیں کریں گے ہمارا مشن کیسے مکمل ہو گا''...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''جوزف''...... عمران نے جوزف کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... عمران کی آواز سن کر جوزف نے بڑے مستعد لہجے میں کہا۔

''ہمارے ساتھ ہنسی مذاق کرنا چھوڑو اور بتاؤ کہ ہم اس جھنڈ میں جا کر مہاراج وکرام کو کیسے ہلاک کر سکتے ہیں۔ تمہارے انداز سے صاف پتہ چل رہا ہے کہ تم ہماری ان حرکتوں پر دل ہی دل میں ہنس رہے ہو''...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ سوری باس۔ میں تو آپ کے ساتھیوں کے ساتھ یونہی مذاق کر رہا تھا''...... جوزف نے کہا۔

''تو بند کرو یہ مذاق اور بتاؤ کہ مہاراج وکرام کیسے ہلاک ہو گا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو جوزف نے اپنی کمر سے بندھا ہوا پٹکا کھولا اور اس کا ایک بڑا سا ٹکڑا پھاڑ کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''آپ کے پاس جو ترکونا ہے وہ اور ایک ہینڈ گرنیڈ اس زرد رنگ کے کپڑے میں لپیٹ کر جھونپڑی کی طرف پھینکو باس۔ اس کپڑے میں لپٹے ہوئے ہینڈ گرنیڈ کو ترکونا کی وجہ سے ساحرانہ طاقتیں جھونپڑی تک جانے سے نہیں روک سکیں گی''...... جوزف نے سنجیدگی سے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس نے اپنی جیب سے ترکونا نکالا اور جوزف سے کپڑا لے کر اس نے ترکونا کپڑے پر رکھ کر جوانا کو دیا تو جوانا نے فوراً تھیلے سے ایک اور ہینڈ گرنیڈ نکالا اور اسے بھی کپڑے پر رکھ کر ان دونوں کو لپیٹتے ہوئے ہینڈ گرنیڈ کا پن کھینچ لیا۔ جوزف کی بات سن کر تنویر، کیپٹن شکیل اور صفدر نے بھی اپنے پٹکوں کا زرد کپڑا پھاڑ کر اس میں ایک ایک ہینڈ گرنیڈ لپیٹنا شروع کر دیا تھا۔ پھر ان چاروں نے ایک ساتھ زرد کپڑے میں لپٹے ہوئے ہینڈ گرنیڈ پوری قوت سے جھونپڑی کی طرف پھینک دیئے۔ اس بار واقعی ہینڈ گرنیڈ ایک ساتھ جھونپڑی کے قریب گرے دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے چار دھماکے ہوئے اور جھنڈ میں موجود جھونپڑی کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ دھماکوں کے ساتھ ہی نہ صرف جھونپڑی کے اندر سے کسی

انسان کی تیز چیخیں بلکہ جھنڈ سے بھی بے شمار غیر انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دی تھیں اور پھر اچانک وہاں گہری خاموشی طاری ہوتی چلی گئی۔ جھونپڑی کے ساتھ اندر موجود مہاراج وکرام کے بھی ٹکڑے ہو گئے تھے اور وہ اپنی جان بچانے کے لئے جھونپڑی سے باہر بھی نہ آ سکا تھا۔

جھونپڑی کے بچے کھچے حصے اور زمین پر موجود خشک جھاڑیوں کو آگ لگ گئی تھی جو تیزی سے پھیلتی جا رہی تھی اور اس آگ میں بے شمار بدروحوں کے چیخنے چلانے اور ان کے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھی جیسے وہ آگ سے بچنے کے لئے بھاگ رہی ہوں۔

''مہاراج وکرام کا تو کام تمام ہوا۔ اب ایک کام باقی رہ گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کون سا کام''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہمیں ابھی ایک اور مشن پر کام کرنا ہے۔ کافرستان کی ایک نئی ایجنسی ہے بلیک اسکائی جس کا چیف کرنل بھنڈاری ہے۔ اس کے پاس پاکیشیا کی ایک ٹاپ سیکرٹ فائل ہے جس میں دنیا بھر کے فارن ایجنٹوں کا ریکارڈ موجود ہے۔ کرنل بھنڈاری اس کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس نے ناٹران سمیت کافرستان میں موجود تمام پاکیشیائی فارن ایجنٹوں کے خلاف کارروائی کی تھی اور دوسرے ممالک کے پاکیشیائی فارن ایجنٹوں کی معلومات ان ممالک کی

ایجنسیوں کو فروخت کر رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ ہمارے تمام ایجنٹوں کا ریکارڈ دوسرے ممالک کی ایجنسیوں کو بیچ دے ہمیں اس کے خلاف ایکشن کرنا ہے اور اس سے ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر ہم یہاں سے سیدھے آگے بڑھ جاتے ہیں اور بلیک اسکائی ایجنسی کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہوئے اور اس پر موت بن کر ٹوٹ پڑتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ایسا ہی کرنا پڑے گا۔ میں نے کئی بار ناٹران سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس سے میرا رابطہ ہی نہیں ہو رہا ہے۔ نجانے وہ کہاں ہے۔ اگر اس کے بارے میں پتہ چل جائے تو ہمیں اس سے یقیناً بلیک اسکائی کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔ وہ سب جھنڈ کو آگ میں جلتا چھوڑ کر پجاریوں کے قبیلے میں آ گئے۔ عمران کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے جھونپڑیوں کی تلاشی لی تو کیپٹن شکیل کو ایک جھونپڑی سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر مل گیا۔ اس نے وہ ٹرانسمیٹر لا کر عمران کو دے دیا۔

''یہ شاید چھوٹے مہاراج کا ٹرانسمیٹر ہے جس سے وہ بلیک اسکائی ایجنسی کے چیف کرنل بھنڈاری سے بات کرتا ہے کیونکہ میرے علم میں آیا ہے کہ مہاراج وکرام کا کرنل بھنڈاری سے گہرا تعلق تھا اور وہی اس جنگل میں اس کی مدد کرنے کے لئے اپنی فورس بھیجتا تھا اور کرنل بھنڈاری نے مہاراج وکرام کی ساحرانہ

طاقت سے ہی ہماری ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل کی تھی''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کچھ سوچ کر اس ٹرانسمیٹر پر ناٹران کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ اس نے جب دوسری طرف کال دی تو ناٹران نے جلد ہی اس کی کال رسیو کر لیا۔

''ارے۔ پرنس آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔ میں ابھی ابھی آپ کو ہی کال کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اوور''۔ ناٹران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''کیوں بھائی۔ کیا تم نے میرا شہ بالا بننا تھا مگر مجھے گھاگ شہ بالانہیں چاہیئے۔ اوور''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب مسکرا دیئے۔

''نہیں عمران صاحب۔ بہتر ہے کہ آپ اپنا شہ بالا تنویر کو ہی بنائیں۔ میں بھلا اس قابل کہاں۔ اوور''...... ناٹران نے جواب دیا اور اس کی بات سن کر وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ تنویر بری طرح سے سلگ کر رہ گیا۔ وہ عمران کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا جیسے یہ سارا قصور اسی کا ہو اور اسی کی وجہ سے ناٹران اس کے خلاف ایسی بات کر رہا تھا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ میں تنویر سے بات کروں گا۔ اگر وہ مان گیا تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے گن پوائنٹ پر لے کر اپنا شہ بالا بنا لوں گا۔ تم بتاؤ کہ تم کہاں ہو اور بلیک اسکائی سے بچنے کے لئے چوہوں کے کون سے بل میں چھپے ہوئے ہو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''مجھے اب بلیک اسکائی سے چھپنے کی ضرورت نہیں ہے عمران صاحب۔ میں نے کرنل بھنڈاری اور اس کی بلیک اسکائی ایجنسی کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا ہے۔ اوور''...... ناٹران نے جواب دیا تو اس کی بات سن کر نہ صرف عمران بلکہ اس کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ بلیک اسکائی ایجنسی کو تم اکیلے نے کیسے ختم کر دیا۔ اوور''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ناٹران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔ آخر میں وہ کہنے لگا۔

''میں نے کرنل بھنڈاری کے آفس میں موجود کنٹرولنگ مشین سے ہیڈ کوارٹر کا بلاسٹنگ سسٹم آن کر دیا تھا اور پھر میں کرنل بھنڈاری کا میک اپ کر کے وہاں سے آسانی سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ میرے جانے کے ٹھیک بیس منٹ بعد بلیک اسکائی کے ہیڈ کوارٹر میں زور دار دھماکے ہوئے تھے جس سے بلیک اسکائی کا ہیڈ کوارٹر تنکوں کی طرح بکھر گیا تھا۔ اوور''...... ناٹران نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''گڈ شو۔ اور وہ فائل کہاں ہے۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے فائل سپیشل کوریئر کے ذریعے چیف کو روانہ کر دی ہے اور وہ فائل چیف کو مل بھی چکی ہے جس کی انہوں نے مجھے کنفرمیشن بھی دے دی ہے۔ اوور''...... ناٹران نے جواب دیا۔

”گڈ شو۔ گڈ شو۔ اس بار تو تم نے واقعی ون مین شو والا کام کیا ہے اور ہم سے بالا ہی بالا بلیک اسکائی جیسی طاقتور اور فعال ایجنسی کو ختم کر دیا ہے۔ رئیلی گڈ شو۔ اب یہ بتاؤ کہ تم نے کرنل بھنڈاری کو ڈبل ایٹ بلاسٹر کا چکر دیا تھا۔ مگر کیسے۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”میں نے واقعی خطرے کے پیش نظر ڈبل ایٹ بلاسٹر نگل لیا تھا تا کہ اگر میں کبھی کرنل بھنڈاری کے ہاتھ لگ جاؤں تو اسے اپنے ساتھ ہی موت کے منہ میں لے جا سکوں۔ اس ڈبل ایٹ بلاسٹر کی وجہ سے میرا کام آسان ہو گیا تھا ورنہ کرنل بھنڈاری نے تو مجھے مارنے کا سارا انتظام کر لیا تھا۔ اوور“...... ناٹران نے کہا۔

”بہرحال جو ہوا ہے ٹھیک ہوا ہے اور یہ بھی اچھا ہوا ہے کہ تم نے ہمیں بروقت بلیک اسکائی کی تباہی کا بتا دیا ہے ورنہ ہم اسی طرف پیش قدمی کرنے والے تھے۔ اوور“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ناٹران سے چند مزید باتیں کر کے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

ناٹران سے بات کر کے عمران بے حد مطمئن تھا۔ وہ سب بھی خوش تھے کہ انہوں نے ایک شیطان صفت وچ ڈاکٹر کو ہلاک کر دیا تھا جو نہ صرف انہیں شیطانی مقصد کے لئے ہلاک کرنا چاہتا تھا بلکہ ساحرانہ طاقتوں کی مدد سے وہ پوری دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتا تھا۔ عمران انہیں لے کر اس طرف بڑھ گیا جہاں اس نے اسپیس

شپ انوسیبل کر رکھا تھا۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک ان کے سامنے سینگوں والی وہ مخلوق جسے عمران نے کنویں میں اپنے سامنے ظاہر کیا تھا ایک انتہائی حسین لڑکی کے ساتھ وہاں نمودار ہو گیا۔ لڑکی بے حد حسین تھی اور اس کے نقش و نگار قدیم دور کے مصری شہزادیوں جیسے ہی دکھائی دے رہے تھے۔ وہ دونوں مسکراتے ہوئے بڑے دوستانہ انداز میں ان کے سامنے نمودار ہوئے تھے۔

”میں تم سب کا شکریہ ادا کرنے آئی ہوں۔ آج میں آپ کی وجہ سے اس مہاراج وکرام کی قید سے آزاد ہوئی ہوں اور آپ کی ہی وجہ سے میری دنیا کے باسی اس کی غلامی سے نجات حاصل کر سکے ہیں“...... لڑکی نے کہا جو چھلاٹی تھی۔

”تو جاؤ پھر عیش کرو اپنی دنیا میں جا کر تمہیں ہمارے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی“...... عمران نے کہا۔

”میں ابھی تک بے بس ہوں دوست۔ تم نے سیاہ دھاگے سے میرے انگوٹھے باندھ رکھے ہیں۔ اس دھاگے کو جب تک تم اپنے ہاتھوں سے نہیں کھولو گے مجھے آزادی نہیں ملے گی۔ مجھے آزاد کر دو دوست۔ میں تمہاری منت کرتا ہوں“...... پٹونگا نے عمران کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے اب تک واقعی دونوں انگوٹھے عمران کے جوتے کے تسمے سے بندھے ہوئے تھے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اس کے انگوٹھوں سے تسمہ کھولا تو پٹونگا زندہ باد

دوست کا نعرہ لگاتا ہوا پاگلوں کے انداز میں ناچنا شروع ہو گیا۔
اسے ناچتے دیکھ کر چھلاٹی اور وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔
چھلاٹی نے ایک بار پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ پٹونگا کے ساتھ وہاں سے دھواں بن کر غائب ہو گئی۔

''کاش ان دونوں کے ساتھ میں اور جولیا بھی غائب ہو کر رومانوی دنیا میں چلے جاتے اور''...... ان دونوں کو غائب ہوتے دیکھ کر عمران نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''اور وہاں مولوی کہاں سے لاتے''......تنویر نے عمران کی بات کاٹتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب کھلکھلا کر ہنس پڑے اور عمران سرد آہیں بھرتا ہوا ان کے ساتھ اسپیس شپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ختم شد